



بَيِّنَاتُ الْحَقِّ وَكَذَّبُوا بِالْبَاطِلِ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوًّا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ

پیر سال نافع محمد رابع بندیت و دیانت کو سنائے والا

ذہیت و سعیت کو زندہ رکھنے والا

بے مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے ابد اخیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا حیرا

سہی نام نہائی

ماجرائے مناظرہ تلوں

۱۹۳۶ء

جس میں مناظرہ و متفقہ مائیں اہلسنت و جماعت و فرقہ و جاہل و باندیہ

و افتخار تلوں کی مفصل روئداد و راج ہے

مرتبہ:

فاضل و جوان ابوالہادی حضرت مولانا مولوی محمد فاضل کریم صاحب

حاضر چٹائی اٹلی آدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہم صل علی محمد و آلہ

الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ
وعلی آلک واصحابک یا حبیب اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایک حقیقت نفس الامری ہے کہ جس وقت آفتاب عالمیاب الفی مشرق سے طلوع کر کے بزم کائنات کو اپنی شعاعوں سے روشن و منور کرتا ہے تو عالم کو انوار مکان کی ہر ایک چیز خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی مادی ہو یا فوری۔ سیاہ ہو یا سفید اپنی قابلیت و استعداد کے مطابق آفتاب سے آکتاب فیض کرتی ہے۔ لیل کے شب جس وقت مکمل صدم میں روپوش ہو جاتی ہے اور خورشید عالمیاب اپنی تابانیوں سے عالم ماضی و ماضی کو منور کرتا ہے تو عالم موجودات کی ہر ایک چیز اپنے طرف کے مطابق آفتاب سے مستفیض ہوتی ہے۔ طلوع شمس کے ساتھ ساتھ ہی باغ عالم میں ایک ایسا انقلاب عظیم رونما ہوتا شروع ہو جاتا ہے کہ جس سے جنس کی ہر پتی اور گلہ لالہ کی ہر پتھری سے وہ عطریہ کی ہوتی ہے جس سے ہزار ہا مشام و باغ۔ منظر ہو جاتے ہیں لیکن آفتاب جس وقت ناپاکہ اور گندمی اشیاء پر اپنی ضیاء پھیلاتا کرتا ہے تو ان سے ایسی غلظت اخذی ہے جو ہزار ہا مہلک بیماریوں کا پیش خیمہ اور باعث ہوتی ہے۔

آفتاب مہدی نے جس وقت شرق قیامت سے طلوع کر کے خاردار عالم رکش بگزارا دم بنا دیا اور ظلمت کدہ جہان اور خاکدان کجی کو مطلق خورشید و خاور بنادیا تو چمنستان مطلق و طوی کا ہر باشندہ جیسا کہ بول اُٹھا ہے۔

نظر آتا ہے ہر مہمگس در یکف بہر غریہ اری
چمن میں ہم کہ یوسف مصر کے بازار میں آئے

عالم کوں و مکان کے ہر کوئی واقعی نے اس سلطانِ عرب و نجم کا شاندار استقبال کر کے اپنی خوش و خوشی کا ثبوت دیا۔ طائرانِ قدسِ پنجاب میں بی بی کی آمد پر خوشیوں کے شادیائے بجائے گئے۔ شاہدیانِ کاکہڑا اس کی خاک پا کھولیں اسیس رہا جاو محبت کی شہرِ طائران کا جسے گئے۔ کیوں نہ ہو

۷۔ لکھیے کہ نشان کتب پائے تو پور

سراپہا، نئی دہ صاحب نظر الی خواہر پور

دوسرے دو عالم کے مگر یہ ہے کہ ان کے مابین اس قدر فرق ہے کہ ایک طرف اس کا عالم کا طوق غلامی ہے اور دوسری طرف اس کا عالم کا طوق غلامی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہے کہ ان کے مابین اس قدر فرق ہے کہ ایک طرف اس کا عالم کا طوق غلامی ہے اور دوسری طرف اس کا عالم کا طوق غلامی ہے۔

ہمارے دل سے ملے گا نہ داریاں شوقیہ

جہیزیں رہے نہ رہے آمتال رہے نہ رہے

الفرس ہر کسی لے بھگد اور چشم و گوش اس مایہ نوبت کی تخلیوں اور تابانیوں کے انوار سے فیض حاصل کیا لیکن پانچواں اور عظیم درجہ میں مایہ نوبت کی قیاداریاں دیکھ کر حیرت و حلاوت کے آواز سے کہنے لگے بقول ربی:

ع..... فشانہ نور محمد علی شاہ

اُن جد بخت اور نا معید روزوں نے آفتابِ نبوت اور مسامتہ فی تاجہ اور سرکارِ ابد قراری
شاہانِ اقدس گنجائے میں ایڑی چوٹی کی امت صرف کروی۔ کہیں حضور اقدس کے علم
باک کو (نعمۂ باقیہ) غلہ سے اور سستے کے علم سے تشبیہ کی اور کہیں شیطان اور ملک

اموت کے علم کے گوشے کی ناپاک کوشش کی۔ (امید آباد جلد ۱) لیکن دوسرے کہانی کے
ایجاد آؤتک و سچوئیں سے۔ جب خدا نے اسرائیل اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمائیے
وَوَلَّعْنَا لُكْنًا فِي خُكْرِكُمْ تو یہ بحث کون جن گوشوں میں خال اور نزول ہو۔
۔ مٹ مٹے شیعہ ہیں جا بھٹا سے اندر و تیرے

نہ ملتا ہے نہ ملے گا کبھی چہ چا تیرا (اعلیٰ حضرت)

ان گستاخانہ دور ہارسرالت کو جب بھی ان کی ان روزگار حرکات پر لحاظ دلاست کی گئی تو یہ رویدادیں زیادہ شروع اور دلیر ہوئے تھے اور اسچہ تمام نکواسوں کو کچا ثابت کرنے کیلئے بی بی شامیلاطیس کوغزنی شروع کییں اورضامی بالوں پر میناظرے متعقدکئے تاکہبادشاہی زبان اولوکلم سے نکلے توہیں اخیرالفاظاور آسانی پہنچی کہانہ کی جبرورکی کی جائے۔

ع۔۔۔ چھوٹا اور است و زرے کہ بکف چراغ وارو

چنانچہ موضع کمون ضلع جالندھر کا زیر قلم مناظرہ بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

اسباب العقاب منها ظنهم

قبل اس کے کہ ہم کمون کے معرکہ الآراء مناظرہ کے واقعات قلمبند کریں ضرور دینی سمجھتے ہیں کہ اس مناظرہ کے اسباب انعقاد معترض تحریر میں لائیں۔

جائزہ دے کر خلیج میں گن نام ایک شہزادہ اور اپنا مقصد ہے۔ یہاں کے باشندے سیدے سادے سادہ لوح سنی مصلح و معتقد مسلمان ہیں۔ چند سال سے ایک دوجہ بندی مولوی نے یہاں آکر وہ جاہلیت کی ایمان موڑ بیچ کر پی شروع کر دی اور اپنے ہمراہ چند حدیث لے کر چھوڑ کر لوں کے کر مسلمانوں کو گھٹک کر شروع کیا۔ بات

بات پر بے چارے قدم عقائد کے مسلمانوں کو کافر مشرک اور بدعتی کے خطاب دیئے جاتے تھے اور زیارت ثور، کیا رحمن شریف اور مولودو فاتحہ خوانی کو بدعت اور اس کے مجوز کو بدعتی کے لقب سے ملقب کرنا شروع کیا۔ ندائے یارسول اللہ اور استمداد انجیل و داویا کو مشرک اور ان کے مثبت کو مشرک کافر اور بدعتی کے خطاب سے مخاطب کیا۔ بے چارے مسلمان خیر ان کہ یہ الٹا ایسا کیا انجیل ہے؟ یہ جاکے دکھائی ہم پر کہاں سے آنا دل ہوئی اور کیوں ہم موردِ صاحب ٹھہرائے گئے۔ پہلے تو کچھ دنوں مسلمانوں نے خاموشی اختیار کی کہ شاید یہ لوگ اپنی طعنات و سوا یا نہ حرکات سے باز آجائیں اور مسلمانوں کو کافر و مشرک بنانے سے رک جائیں لیکن:

ع۔۔۔۔۔! "خود غلط بود آنچه اندر استیم"

روز بروز ان کے حوصلے بڑھتے گئے اور ہر صحیح العقیدہ معزز مسلمان کو مشرک و بدعتی جانا شروع کیا۔ مسلمانوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ لوگ حد سے تجاوز کر گئے ہیں اور ہماری خاموشی اور شرافت سے ناچائز فائدہ اٹھا کر اپنے معاملہ اند پر ویٹیکٹ کی آگ سے گھون کے خن اہن کو خاک سیاہ کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں تو گھون کے چند معزز اور ہا رسوخ مسلمان ان کے پاس گئے اور جا کر انہیں کھجایا کہ تم ان مصلحت و فتنہ انگیز حرکات سے باز آ جاؤ اور مسلمانوں کو کافر و مشرک بنا کر ان کے اندر تحققات و اعتراضات پیدا کر دینا دیوبندی مولوی بجائے اس کے کہ اس مقول بات کو مشرک یہ کے ساتھ تسلیم کرنا اڑا ان پر یوں پڑا اور انہیں کہنے لگا کہ تم اپنے مولویوں کو بلا کر ہمارے ساتھ مناظرہ کرو تا کہ ان اختلافاتی مسائل کا تفسیر ہو جائے۔ بے چارے سادہ لوح اور بھولے بھالے مسلمان مناظرے کے اصول و آئین سے ناواقف ان کے بھالے

میں آ گئے اور جو انہوں نے کہا مان لیا۔ چنانچہ دیوبندی مولوی نے اپنی مرضی کے مطابق ایک تحریر لکھی اور اس پر اپنے دخل کے اور رکون کے ایک معزز مسلمان حکیم حافظ رحمت اللہ صاحب سے بھی دخل کرائے۔ اس تحریر کی نقل درج ذیل ہے:

"مناظرہ منعقدہ بمقام مکون مسجد و پیداراں۔ مورخہ ۱۰۔ جولائی ۱۹۳۶ء

مخاطب ۲۰۔ ۲۱ ربیع الثانی ۱۳۵۵ھ یوم جمعہ المبارک وقت بوقت صبح ۹ بجے"

موضوعات مناظرہ:

- (۱) مسئلہ علم غیب کلی
- (۲) ندائے یارسول اللہ باقیہ و حاضر و غایہ
- (۳) استمداد لغیر اللہ نیل کمان او و فی
- (۴) پختہ بود کہید بنادرج ارج جان
- (۵) فاتحہ مرید یعنی فتح علی السلام
- (۶) جو شخص علم غیب کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل نہ ہو اس کے سہمیں آئے سے مسجد پاک یا نہ پاک؟

نوٹ: ہر تحریر دیتے ہیں کہ اس وقت مناظرہ حاضرین ہونے کی صورت تصور ہو گئی

دخل: مسئلین رحمت اللہ عنہ اللہ تعالیٰ عنہ کی جتنی تھائی تھائی

دخل: الفخر محمد حبیب اللہ عنہ عنہ دیوبندی بدعتی ہستی تسلیم ہائے پور

۲۸ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ

فاتحہ رحمت اللہ صاحب یہ تحریر لے کر حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب

بدعتی تھائی محکم پوری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کو تمام واقعات سے آگاہ کیا

علیم صاحب نے سن کر فرمایا کہ دیوبندی مولویوں پر تو تمام علماء عرب و عجم نے کفر کے فتوے دیئے ہیں۔ لہذا پہلے وہ اپنا ایمان ثابت کریں۔ بعد اس کے باقی مسائل پر مناظرہ کریں گے۔ اصل اصول مسئلہ کفر اور اسلام کا مسئلہ ہے۔ جب ہم انہیں مسلمان ہی نہیں سمجھتے تو ان کے ساتھ ان مسائل پر گفتگو کرنا حاصل ہے۔ سب سے پہلے ان کو اپنا اسلام ثابت کرنا چاہیے۔ اس کے بعد جس موضوع پر مناظرہ کریں ہم چاہو ہیں چنانچہ حکیم صاحب موصوف کے مشورہ سے حافظہ رحمت اللہ صاحب نے یہ تحریر مولوی حبیب اللہ دیوبندی کو روانہ کی۔

مکرمی مولوی حبیب اللہ!

چونکہ آپ کے اکابر علمائے دیوبند پر تمام علمائے عرب و عجم نے کفر کے فتوے دیئے ہیں اور تمام مسلمان انہیں کافر سمجھتے ہیں۔ اس لئے مناظرہ میں سب سے پہلے آپ کو اپنا اسلام ثابت کرنا پڑے گا۔ اس کے بعد باقی مسائل پر مناظرہ ہوگا۔ جب تک آپ اپنا مسلمان ہونا ثابت نہیں کریں گے باقی مسائل میں آپ کی جماعت کے ساتھ گفتگو کرنا عبث ہے۔ یاد رہے کہ سب سے پہلا مسئلہ جس پر مناظرے کے دن گفتگو ہوگی۔ کفر یا بت علمائے دیوبند ہے۔ لفظ حافظہ رحمت اللہ صاحب مدظلہ

وہجہ "ایمان لیون"

چنانچہ یہ تحریر مولوی حبیب اللہ دیوبندی کے پاس پہنچی مئی جولائیوں نے حاصل ہو کر لی مگر بنام کسی مصلحت سے نہ دیا۔ آخر میں حافظہ رحمت اللہ صاحب نے المدعو ائمہ السنکوت فی معرض الایمان ان کی خاموشی کو رضامندی پر محمول کیا۔ چنانچہ حکیم محمد حسن صاحب محکم پوری نے اپنے دو آدمی انہیں انکھاروا لے کر کھینچ کر

الاحساء والحدیدین حضرت علماء اہل البیروت مولانا مولوی سید احمد صاحب مفتی ناخاپ عالم مرکزی الجمعین حزب الاحناف ہند لاہور کی خدمت میں روانہ کئے۔ جنہوں نے آپ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا اور آپ کو کتوں تخریف لانے کی دعوت دی۔ حضرت مولانا نے کمال خند و پیشانی ان کی دعوت کو منظور کیا اور مناظرے کی تاریخ نوٹ کر لی چنانچہ دوسرے دن آپ نے مولانا ابوالمنظور نظام الدین صاحب لسانی وزیر آبادی کو خط لکھا کہ آپ ۸ یا ۹ جولائی کو موضع کون میں تشریف لے جائیں۔ ہم بھی افتاء اللہ لسانی تاریخ مقرر پر وہاں پہنچ جائیں گے۔ مولانا مولوی عبدالقیوم صاحب پروہی فاضل حزب الاحناف کو حضرت مولانا نے اسی دن ان آرہوں کے ساتھ کتوں روانہ فرما دیا تاکہ وہاں جا کر دہائیت کے رد میں تقریریں کریں۔ اس کے علاوہ چند جید فاضل علمائے کرام کو کتوں میں تخریف لے جانے کی دعوت دی۔

(۱) فاضل نوجوان و اعلا فاضل بیان حضرت مولانا ابوالایمان حافظ محمد مظہر الدین

صاحب راندانی

(۲) حضرت مولانا مولوی محمد یعقوب صاحب لکھنؤ

(۳) حضرت مولانا مولوی سید عبداللہ شاہ صاحب کاشمیری پشیشی

(۴) حضرت مولانا سید سیف الدین صاحب مفتی زاہد کشمیر

(۵) حضرت مولانا مولوی مفتی نور محمد صاحب چٹوڑی

(۶) حضرت مولانا مولوی غلام ربانی صاحب راندانی

(۷) مولوی محمد فضل کریم حاکم لسانی راقم الحروف کو بھی کتوں میں شمولیت منظور

کیلئے ارشاد فرمایا۔

چنانچہ حضرت مولانا ابوالبرکات صاحب ہو جب ان کی دعوت کے مع ان تمام علمائے کرام کے مورخہ ۸ جولائی ۱۹۰۶ء بروز چار شنبہ (بدھ) ۱۳۲۵ھ سے ۴ بجے کی گزائی پر سوار ہو کر ۸ بجے شام کے قریب پھولہ ریشٹن پر اترے۔ چودہویں مولانا بخش صاحب سیکٹر ہائر سکول پھولہ آپ کی آمد کی خبر سن کر انھوں نے تشریف لائے اور ۱۱ حضار مولانا صاحب کو اپنے دولت کدو پر ساتھ لے گئے۔ چنانچہ مذکورہ صدر علماء نے وہیں قیام فرمایا۔ علی الصبح موضع تلون کے اہلسنت علمائے کرام کو کھینے کیلئے پھولہ پہنچے۔ چنانچہ حضرت مولانا صاحب مع بیچ علمائے کرام اور مع ان اشخاص کے جو آپ کو لینے آئے تھے گاڑی پر سوار ہو کر بکا ریشٹن پر اترے اور وہاں سے بڑے عینہ نامہ تقریباً دس بجے دن کے وقت افراد کو جمع ہو کر تاریخی عیدالہجہ صاحب کے مکان پر ٹرہ مشہور ہوئے آپ کی آمد کی خبر بجلی کی طرح تمام قصبہ میں پھیل گئی۔ قصبہ کے تمام غیر مذہبی رہنما بھی حضرت مولانا کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کی زیارت سے شرف اعموز ہوئے۔ حضرت مولانا نظام الدین صاحب متنبی ایک روز قبل تھریف فرماتے جب انہوں نے حضرت قبلہ شاہ صاحب کی تشریف آوری کی خبر سنی تو وہ بھی فرط شوق سے علامہ ممدوح کی ملاقات کیلئے تھریف لائے۔

آخر وہ پانڈول کے گھروں میں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی آمد لے مل جاتے ہیں وہ ان کو اس بات کی اُمید نہ تھی کہ شیریںشاہلسنت و جماعت حضرت مولانا ابوالبرکات صاحب اسے کثیر التعداد علماء کے ساتھ خود بنفس نفیس تھریف لائیں گے۔ جس وقت انہیں حضرت قبلہ شاہ صاحب کی آمد کی خبر موصول ہوئی ان کے گھروں میں مثبت ماتم بچھ گئی اور ان کو یقین ہو گیا کہ اب قبلہ شاہ صاحب ہمارے آباؤ اجداد امت کے

کثریات تمام لوگوں پر ظاہر کر دیں گے اور ہمارا دبا سہاؤ قار خاک میں مل کر عمر حیات ہم پر نکلتا ہو جائے گا۔

چنانچہ انہوں نے اپنی اہلیسا نہ اور کینہ حرکات سے لوگوں کو ہر طرح مشتعل کرنے کی کوشش شروع کر دی اور مزہ می چونی کا زور لگا یا کہ کسی طرح یہ مناظرہ نہ ہونے پائے لیکن چونکہ ان کی قسمت میں شرمسار نکلتے کسی ہوئی تھی اس لئے ان کی تمام سہائی بے کار ثابت ہو گئی۔ سب سے پہلے انہوں نے ایک اشتہار پر مولانا "تلون ضلع جالندھر میں عظیم الشان مناظرہ" دیا اور دو پرچسپاں کیا۔ جس کا مضمون حدودہ کا اشتغال انگیز اور خندانیہ تھا اور اس میں علمائے اہلسنت و جماعت کو خوب سی بھر کر کوسا کیا تھا لیکن الحمد للہ کہ اہل ان کون پر ان کی ان اشتغال انگیزیوں کا کچھ بھی اثر نہ ہوا اور وہ نہایت صبر اور سکون سے کام لیتے ہوئے مناظرہ کی تیاریاں میں مشغول رہے اور ان کی کچھ قسم شرم انگیز حرکات کی طرف اصلاً التفات نہ کیا۔ اس روز یعنی ۱۶ جولائی ۱۹۰۶ء بروز شنبہ چونکہ اہلسنت و جماعت کی طرف سے ایک چلہ کا اعلان کیا گیا تھا اور تمام جلسہ مسجد سید سید اہل ان مجریز کیا گیا تھا اس لئے وہاں پر بوجہ یہ کے چیت ہیں جو بے دوز نے لگے اور انہوں نے ہر ممکن کوشش اس میں صرف کی کہ کسی طرف اہلسنت و جماعت کا چلہ نہ ہونے پائے کیونکہ انہیں اندیشہ تھا کہ اگر سنیوں کا جلسہ ہو گیا تو ان کے علماء ہمارے پیشواؤں کے کثریات تمام لوگوں پر ظاہر کر دیں گے اور ہمیں یہاں سے پوریاستر سمیٹنا پڑے گا۔

چنانچہ تلہر کی نماز کے بعد جس وقت علمائے اہلسنت و جماعت جلسہ کے دینے جانے کی تیاریاں کر رہے تھے۔ وہاں کی طرف سے ایک دفتر موصول ہوا جس کا

مضمون اور روح تو ہیں ہے:

نکری حافظہ رب العزت غازی عبدالحجید صاحبان!

السلام علیکم اچھا کیکل شیخ مناظر، متفقہ ہو گا اس لئے اگر میں آپ سے یہ مطالبہ کروں کہ اس وقت بقیہ شرائط مناظرہ طے ہو جائے چاہئیں تو ٹھیک آپ اس معقولیت سے انکار نہیں کریں گے۔ آپ ازراہ فوٹو پیش روئے نماز کے منتخب کر کے کسی مکان پر بھیج دیں اور حامل رقعہ کے ہاتھ اس مکان کا پتہ لکھ بھیجیں تاکہ ہمارے دو نمائندے بھی وہاں پہنچ چاہئیں اور طریقہ نامی سمجھوتے سے شرائط مناظرہ کا تصفیہ کر لیں۔ اس امر کی خاطر رکنا ضروری ہے کہ چائے مقررہ پر آپ کے اور ہمارے نمائندوں (چار اصحاب) کے علاوہ اور کسی کو ہاں نہ آئے دیں۔

(۲) دوسری بات نہایت اہم یہ ہے کہ آپ چائے مناظرہ (مجدد صوبہ داران) میں آج شام جلسہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ہمیں آپ کے جلسہ پر حراش پابندی کی کوئی ضرورت نہیں لیکن جو میدان مناظرہ مقرر ہو چکا ہے اس میں قبل از مناظرہ جلسہ کرنا سر مخالف قاعدہ اور شرارت کا پیش خیمہ ہے۔ آپ کئی دوسری جگہ جلسہ کر سکتے ہیں لیکن وہاں (مجدد صوبہ داران) جلسہ کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا۔ اس لئے اگر اس بات پر فساد و فحشہ ہو جائے تو اس کی ذمہ داری آپ کی اس غیر ذمہ دارانہ حرکت پر ہوگی۔

(۳) تیسرا امر یہ ہے کہ آپ لوگ کئی روز سے انجمن امور کے حقائق بخاری کر رہے ہیں جن پر مناظرہ ہوگا۔ یہ بھی خلاف قاعدہ ہے لہذا اگر آپ کسی دوسری جگہ جلسہ کریں تو مناظرہ سے پہلے ان امور کا تذکرہ نہ ہونا چاہئے۔ مگر جب انجمن امور کا مناظرہ میں

طرک کرنا مخصوص ہے تو قبل از مرگ دوا یا "الاسمی" ہے۔ امید ہے کہ آپ معقولیت سے کام لیتے ہوئے امور بالا پر کار بند ہونگے اور تعویذ شرانگہ کیلئے اپنے نمائندے اور جگہ انتخاب کر کے فوراً اطلاع دیں گے۔ کم از کم اس امر میں متامل نہ ہونا چاہئے۔

والسلام علی من اتبع الهدی

سورہ ۹ جولائی ۱۹۳۶ء بمیر حبیب اللہ خاں صدر جمعیت الاحناف کون قلعہ چٹا خیل حافظ رحمت اللہ صاحب نے ایک رقعہ پر یہ تحریر لکھ کر واپس بھیج دیا اور دوسرا خود رکھ لیا۔

"پرچہ نمبر اول شل گیا۔ یلنلم خود حافظ رحمت اللہ۔ سورہ ۹ جولائی ۱۹۳۶ء تین بج کر ۱۰ صبح"

اس کے بعد مشورہ کیا گیا کہ چونکہ بابیہ مناظرہ گاہ میں جلسہ از مناظرہ بخاری ہونے سے خائف ہیں۔ لہذا جلسہ کشا اور مقام پر متفقہ کر لیا جائے۔ سہاراؤن کی ناراضگی ان کیلئے قرار کا بھاشا ہی بن جائے چنانچہ ایک دوسری مسجد میں جلسہ کا اعلان کیا گیا اور وہاں یہ کو ان کی تحریر کا جواب دے دیا گیا جو مجددیہ میں ہے:

لَا تَقْعُدُوا عَنْ صَلَاتِكُمْ هَذِهِ وَتَسْأَلُوا الْكُفْرَ قَدْ

جناب امیر حبیب اللہ خاں صاحب!

بعد ما ہوا لمسن۔ آئندہ آپ کی تحریر نمبر ایک آئے تین بج کر ۱۰ صبح پر موصول ہوئی۔ یہ بات آپ کی نہایت مناسب ہے کہ شرائط مناظرہ اور بھٹے مناظرہ قبل از مناظرہ طے کرنے چاہئیں۔ لہذا آپ اپنی جماعت کے پانچ آدمی منتخب کر کے مکان عبدالحجید صاحب پر پہنچے۔ چھ بجے تک بیٹھیں۔ دو آدمی بہت کم ہیں۔ جب

متاخرہ کر رہے تو کلیہ میں گڑبگڑ پھوڑا جاتا ہے؟ آپ ہی خیال فرمائیے کہ درود آدمی تخلیہ میں بیٹھ کر شرائط وغیرہ طے کریں گے تو عوام کو خواہ مخواہ بدگمانی ہوگی کہ تخلیہ میں بیٹھ کر دونوں فریقین مل گئے ہیں۔ لہذا پانچ پانچ آدمی ضرور ہونے چاہئیں اور آپ کی خاطر سے ہم جلسہ و عقائد میں نہیں کرتے ہمیں آپ کی رائے سے اتفاق ہے۔ تبلیغ و اشاعت اور دعا و صحبت کا ہر شخص کو حق حاصل ہے۔ حتیٰ بات کے اظہار پر کسی کو چراغ یا ہونے کا حق نہیں امید ہے کہ آپ بلا کسی ہنس و خاش و داخل کے وقت مقررہ پر اپنے فرماندے بھیج کر شرائط وغیرہ کا تعفیہ فرمائیں گے۔ فقط ۹ جولائی ۱۹۳۶ء

چوہدری عطاء محمد کنز رب الاحناف ازکون

حضرت مولانا قبلہ الاولیاء کات سید احمد صاحب مع مولانا نظام الدین صاحب مٹانی و قیں طبرستان کے اگر وہابیہ کے فرماندے آجائیں تو ان کے ساتھ کھٹکھو کریں اور باقی تمام مولوی صاحبان جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور وہاں جا کر حضرت مولانا ابوالہیاءان حافظ محمد مظہر الدین صاحب دہلوی لے ایک زیر دست بولہ انگیز اور وہابیہ متعلق تقریر کی اور دیوبندی کی عبادت کفریہ لوگوں کو سنائیں۔ جلسہ بڑا کامیاب اور پر لطف رہا۔ عصر کی اذان ہونے پر حضرت مولانا نے اپنی تقریر ختم کی اور جلسہ برخاست ہوا۔

آخر حضرت مولانا شاد الاولیاء کات صاحب وہابیہ کے قہقہوں کا ارتقا کر رہے تھے کہ وہ انہیں تو ان کے ساتھ شرائط کا تعفیہ کیا جائے لیکن بجائے اس کے کہ وہابیہ کے فرماندے آئے ہمارا وفد واپس آگیا جس کے ایک کو نے پرکھا ہوا تھا:

”تمام خط و کتابت کے ذریعہ حلقہ رحمت اللہ ہیں۔ وہاں سے وفد

کا جواب انہیں کی طرف سے ہونا چاہیے یا کم از کم میری تحریر پر ان کے دھخط ہونے چاہئیں۔“

ناظرین غور فرما سکتے ہیں کہ کس طرح وہابیہ نے مناظرے سے بچنے کیلئے خیلے بھانے تراشے شروع کئے۔ مگر حافظ صاحب کی عدم موجودگی میں چوہدری عطاء محمد صاحب نے وفد کا جواب دے دیا تو کیا حرج ہو گیا۔ حالانکہ ان کے وفد میں بھی بھانے مولوی حبیب اللہ کے (جن کے ساتھ پہلے خط و کتابت شروع تھی) میر حبیب اللہ کا نام تھا لیکن ہم نے اس خیال کو غور نظر رکھتے ہوئے کہ اس وفد باڑی میں وقت زیادہ خرچ ہو گا اور نتیجہ کچھ بھی نہیں نکلے گا۔ وفد حاصل کر کے دھخط کرو بیٹے اب اگر حافظ صاحب کی بجائے چوہدری عطاء محمد صاحب نے وفد پر دھخط کر دیتے تو کون سا اتنا بڑا حرج ہو گیا چنانچہ دوبارہ چوہدری عطاء محمد صاحب نے مندرجہ ذیل تحریر مع اس پہلی تحریر کے ایک آدمی کے ہاتھ روانہ کی۔

جناب حبیب اللہ صاحب!

”ہمارے محترم حافظ رحمت اللہ صاحب نورنگل سنگھ ہوئے ہیں اور اپنی عدم موجودگی میں مجھے اپنا قائم مقام کر گئے ہیں۔ لہذا جب تک وہ سب ان کی جگہ مجھے تصور کیجئے۔“ چوہدری عطاء محمد بطلم خود ۹ جولائی ۱۹۳۶ء

کافی دیر کے بعد دلیپ کی جانب سے یہ جواب موصول ہوا:

”آپ کا وفد جواب وفد میرا رائے پانچ بجے موصول ہوا۔ ہم پانچ آدمی شرائط بتایا کرنے کو بھیجے آتے ہیں۔“ (میر حبیب اللہ خاں ۹ جولائی ۱۹۳۶ء) چنانچہ شام کو چھ بجے قریب دیوبندی جماعت کے پانچ فرماندے

(۱) مولوی محمد علی خان دہلوی (۲) امیر حبیب اللہ خاں وغیرہم غازی مہدی لچید صاحب کے گھر آئے۔ اُن کے آتے ہی تمام لوگوں کو باہر کر دیا گیا۔ اہلسنت و جماعت کی طرف سے گفتگو کرنے کیلئے متعدد جویں پانچ نماز کے بعد منتحب کئے گئے:

(۱) حضرت مولانا قیام الہیہ کات سیر احمد صاحب ملحق پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہندیا ہوں۔

(۲) حضرت مولانا مولوی نظام الدین صاحب لٹری و ذریعہ آبادی۔

(۳) جناب چوہدری علاء محمد صاحب رئیس سکون و دیگر غری حزب الاحناف سکون۔

(۴) حضرت غازی مہدی لچید خاں صاحب۔

(۵) حضرت حکیم رحمت اللہ صاحب۔

جب فریقین کے نمائندے ایک کمرے میں بیٹھ گئے تو جلسہ گفتگو اس

طرح شروع ہوا:

محمد علی دیوبندی: ”میں کچھ عرض کر سکتا ہوں“

قبلہ شاہ صاحب: ”فرمائیے“

محمد علی دیوبندی: ”یہ تو آپ کو معلوم ہی ہوگا کہ ہم پانچ آدمی شرائط مناظرہ طے کرنے کیلئے آئیں ہیں اس لئے جہاں تک ہو سکے اس کا جلدی تشفیہ فرمائیں۔ سب سے پہلے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل مناظرہ میں کس بحث پر گفتگو ہوئی اور اُس کیلئے کتنا ناظم رکھا جائے گا؟“

قبلہ شاہ صاحب: ”میں یہ اس سے زیادہ کچھ فرماتا چاہتا ہوں“

محمد علی دیوبندی: ”جی ہاں۔“ آپ پہلے اس کا جواب عنایت فرمائیں۔“

قبلہ شاہ صاحب: یہ تو آپ غیب جانتے ہیں کہ آپ کی جماعت پر علانے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے اور تمام دنیا نے اسلام کے نزدیک تمہاری جماعت کا کفر ہے۔ اس لئے کل سب سے پہلے آپ کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ مسلمان بھی ہیں یا نہیں؟ بعد ازاں باقی مسائل پر بحث کی جائے گی کیونکہ کفر اور اسلام کا مسئلہ موقوف علیہ ہے اور باقی تمام مسائل موقوف ہیں۔ جب تک موقوف علیہ مسائل کا پورا پورا تشفیہ نہ ہو جائے موقوف مسائل پر مناظرہ کرنا عیث اور بے فائدہ ہے۔ اس لئے سب سے پہلے جس مسئلہ پر مناظرہ ہونا چاہئے وہ یہ مسئلہ ہے کہ آیا دیوبندی مسلمان ہیں یا کافر ہیں؟ جس وقت آپ اپنا اسلام ثابت کر چکیں گے تب باقی مسائل پر مناظرہ کیا جائے گا۔ محمد علی دیوبندی: ”پہلے آپ یہ بتائیں کہ آپ کو کون میں کس نے بلایا ہے اور کیوں بلایا ہے؟“

قبلہ شاہ صاحب: ”مجھے حکیم محمد حسن صاحب عیسم پوری نے بلایا ہے اور دیوبندی جماعت کے ساتھ مناظرہ کرنے کیلئے آیا ہوں۔“

محمد علی دیوبندی: ”اور عالمہ آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ کس مسائل پر مناظرہ مقرر ہوا ہے؟“ قبلہ شاہ صاحب: ”جی ہاں مجھے بتایا گیا ہے کہ سات مسائل پر مناظرہ ہونے کا فیصلہ ہوا ہے۔ جن میں سے سب سے پہلا مسئلہ ریاست علانے دیوبندی ہے۔“

محمد علی دیوبندی: ”آپ کو بتاتا ہوں۔ یہ مسئلہ کوئی طے شدہ مسئلہ نہیں جس پر مناظرہ کیا جائے۔ طے شدہ تین مسائل ہیں۔ جو فریقین کے رجحانوں کے ساتھ قرار کئے گئے ہیں (ایک کاندھ لال کر) یہ دیکھئے یہ سب وہ قرار جس میں چھ مسائل درج ہیں اور یہ ہیں حلقہ رحمت اللہ اور مولوی حبیب اللہ کے دھڑے۔ آپ کو اس تقریر کا پابند ہونا پڑے گا اور

ہماری۔ مسمیٰ گئی ہے۔ (کاغذ اٹھا کر) یہ تحریر چونکہ ہماری دونوں ہجرتوں کی منظور
ہو رہی ہے۔ نہ اسے اور آپ کے اس پر دخل ہیں۔ اس لئے ہم دونوں طریق اس تحریر
کے پابند ہیں۔ رہتی آپ کی دوسری تحریر اور چونکہ ہم نے منظور نہیں کی اس لئے وہ کچھ
اہمیت نہیں رکھتی۔

ماخذ صاحب: "مولوی صاحب! یہ بات آج آپ کو یاد آئی کہ ہم نے وہ تحریر منظور
نہیں لی۔ آپ پہلے کہاں تھے؟ اگر آپ کو ہماری تحریر منظور نہیں تھی تو وہاں بھیج دیتے۔
آپ سے پاس تحریر کا بچہ نکالا اور آپ کا وصول کرنا آپ کے بیان سے ثابت ہے۔ آپ
کا اس دن سے آج دن تک حکمت اختیار کرنا اس بات کی روشنی دلیل ہے کہ آپ کو
ہماری تحریر منظور تھی۔ اس لئے ہمیں اور آپ کو اس تحریر کا دینا اسی پابند رہنا پڑے گا جیسے
اس پہلی تحریر کے پابند ہیں۔"

مسمیٰ: "مولوی صاحب! میں تو ان چھ مسائل پر مناظرہ کر لے کیلئے بلایا گیا ہے انہما پر
مناظرہ کریں گے اور میرے مسئلے پر گفتگو کرنے کیلئے ہم ہرگز تیار نہیں۔"

مولوی نظام الدین صاحب: "معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگ مناظرہ سے بھاگنا
ہو چکے ہیں اس لئے کوئی بات نہیں مانتے۔ عاقبت آپ نے فتول ضائع کر دیا اور
اسی کیلئے پانڈن پیچھے۔ اب مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا۔ ہم سب نے نمازیں پڑھنی
ہیں اس لئے آپ سب مسلمان تحریف لے جائیں لیکن بارگاہ کعبہ کی صبح ۹ بجے آپ کو
شرعاً تمام منام لروہ حاضر ہو کر مناظرہ کرنا پڑے گا۔"

پتا نہ تھا کہ مولوی ہادی چراغ پا ہو کر چیخے شور مچاتے وہاں سے نکل گئے اور
الجلستہ! ہمارے لئے شام کی نماز حضرت قبلہ صاحب کی اقتداء میں ادا کی۔

انہما چھ مسائل پر مناظرہ کرنا ہوگا۔

حافظ رحمت اللہ صاحب (مولوی حبیب اللہ سے) مولوی صاحب! وہ دوسری تحریر بھی
دکھائیے جس پر ہمارے تمام آدمیوں کے دخل موجود ہیں اور جس میں لکھا ہوا ہے کہ
سب سے پہلے کفریات دیوبند پر مناظرہ ہوگا۔"

مولوی حبیب اللہ: "میں کسی تحریر کا حال معلوم نہیں اور یہی ہم نے آپ کی کوئی اس
قسم کی تحریر دونوں کی ہے۔ نہ معلوم آپ کون سی تحریر پوچھ رہے ہیں۔"

حافظ رحمت اللہ صاحب: "مولوی صاحب! میں دیکھ رہا ہوں جو میں نے آپ
کی خدمت میں روانہ کی تھی اور جس میں ہمارے تمام آدمیوں کے دخلوں کے ساتھ
یہ تحریر تھا کہ سب سے پہلے کفریات دیوبند پر مناظرہ ہونا چاہئے۔"

مولوی حبیب اللہ: "مولوی صاحب! ہمارے پاس آپ کی کوئی ایسی تحریر نہیں بچتی۔ آپ
خداوند کو ہم پر لازم لگا رہے ہیں۔"

حافظ رحمت اللہ: "آپ حلف اٹھائیں کہ ہمارے پاس ایسی کوئی تحریر نہیں بچتی۔"

مولوی حبیب اللہ: "میں خواہ مخواہ حلف اٹھا چکا ہوں اگر آپ اپنی بات میں سچے ہیں تو
گووا پیش کریں۔ آپ مدعی ہیں آپ کو گوا پیش کرنے کے چاہئیں۔"

حافظ صاحب: "مولوی صاحب! آپ نے جو عرائش کہ البیتہ علی السید علی
والیسعین علی من الذکر۔ یعنی مدعی شہادت پیش کرنی لازم ہے اور اگر وہ
شہادت پیش نہ کر سکے تو مکرہم لکھے۔ اس لئے آپ یا خود تحریر پیش کریں یا صاحب
اٹھائیں کہ وہ تحریر ہمارے پاس نہیں بچتی۔"

مولوی حبیب اللہ: "وہ کیجئے حافظ صاحب! میں اس تحریر کا پابند ہوں جو فریقین کی

بعد ازاں سناوی کے ذریعہ تمام شعبہ میں اعلان کیا گیا کہ آج رات کو بعد از نماز عشاء چھوٹے سکول کے پاس اہلسنت و جماعت کا ایک ذہر دست جلسہ مشفقہ ہوگا جس میں حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب مسم پوری اور حضرت مولانا ابوالہیاء بن حافظ محمد مظہر الدین صاحب رادائی تقاریر فرمائیں گے۔

عشاء کی نماز کے بعد جم غفیر سکول کے پاس منع ہو گیا اور جلسہ کی کاروائی باقاعدہ شروع کی گئی۔ سب سے پہلے حضرت مولانا محمد مظہر الدین صاحب نے ایک دلولہ انگیز تقریر کی اور وہابیہ کے عقائد کفریہ کی تلخ کئی کی۔ آپ کے بعد حکیم صاحب موصوف نے بھی اسی موضوع پر ایک معقول اور مدلل تقریر کی اور جلسہ تقریباً ایک بجے کے قریب برنامہ ختم ہوا۔

=====

مناظرہ کا پہلا دن

دوسرے دن صبح ۹ بجے رئیس الحکماء و دانشکدین شیخ العبدار و دلچمدین حضرت مولانا الحاج ابوالبرکات سید احمد صاحب موقام علمائے اہلسنت و الجماعت جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک جم غفیر مسلمانوں کا تھا۔ آپ کی آمد پر جلسہ گاہ سے فوج بگیراد و فوج درالکلیت کی آوازیں بلند ہوئیں اور تمام سیدہ الشہداء اکبر اور یا رسول اللہ کے مہابیت شہنشاہوں نے گونج اٹھی۔

دیوبندی مولوی بھی منع اپنی تمام ذریات کے مناظرہ گاہ میں آئے ہوئے تھے۔ مولوی خیر محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ خیر الدین چاندھریہ و انجمن چہنہ عربی

رد مال نہ سب گلو کئے ہوئے بڑے مطراق سے ایک آرام گری پر لیٹے ہوئے تھے۔ دائیں جانب مولوی محمد علی چاندھری اور بائیں جانب مولوی عبداللہ چاندھری براجمہاں تھے۔ مولوی خیر محمد صاحب بھٹیوں سے کبھی محمد علی کو اور کبھی عبداللہ کو دیکھ لیتے تھے اور ہر جھوٹ مسکرا کر آنکھیں پونچ کر لیتے تھے۔ (پر لمپ کچھ آہستہ آہستہ سرگوشیاں بھی ہو رہی تھیں جن کی شلوئی سے ہمارے کان ہی نہیں بلکہ بچے بچے تھیں تمام دیوبندی مولویوں کے کان بھی نا آشنا معلوم ہوتے تھے۔

سب سے پہلے حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب مسم پوری کھڑے ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھا کر آواز بلند فرمائی کہ یا اللہ العالیین! اپنے حبیب پاک کے صدمے ہمارے اس مناظرہ کو کامیاب بنا دے۔ اس کو بجا دلو یا کبر و نہ بنا دیجو۔ باری تعالیٰ اسے حق اور باطل کا ساملا ہے اس میں حق کو عطا فرما اور باطل کو سرنگوں کر۔ تمام حاضرین جلسہ آپ کے ہر کلمے پر باکواز بلند آئین کہتے تھے۔ دعا کو ختم کرنے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اہلسنت و جماعت کی طرف سے مجھے اعتبار دیا گیا ہے کہ میں جلسہ کی صدارت کیلئے کسی صاحب کا نام تجویز کروں۔ لہذا میں حضرت مولانا ابوالہیاء بن حافظ محمد مظہر الدین صاحب رادائی کا نام نامی صدارت کیلئے پیش کرتا ہوں۔ امید ہے کہ تمام حاضرین میری اس تجویز کے ساتھ اتفاق کریں گے۔ آپ کے تشریف رکھنے کے بعد حضرت مولانا سید محمد عبداللہ شاہ صاحب جنتی کا شیرازہ پر جوش الفاظ کے ساتھ حکیم محمد حسن صاحب کی تائید کی اور فرمایا مجھے یہ سن کر بڑی مسرت ہوئی کہ حکیم صاحب نے مولوی مظہر الدین صاحب کو صدارت کیلئے منتخب فرمایا۔ واقعی مولانا مظہر الدین صاحب اس منصب عظیم کے مستحق ہیں۔ مجھے حکیم

صاحب کی رائے سے پورا پورا اتفاق ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ تمام حاضرین جلسہ حکیم صاحب موصوف کی رائے عالیہ سے اتفاق کریں گے۔

(حاضرین جلسہ) منظور ہے: منظور ہے!!

صاحب صدر حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین صاحب اللہ اکبر اور یا رسول اللہ (ﷺ) کے فلک یوں افراد کے درمیان کھڑے ہوئے اور ایک مختصر تحریر دلوں تکبیر تقریر کرنے کے بعد گروہ وہابیہ سے اس بات کا مطالبہ کیا کہ وہ بھی اپنی جماعت میں سے کسی کو صدر منتخب کریں تاکہ مناظرہ کی کارروائی شروع کی جائے۔ چنانچہ ایک دیوبندی دلوں نے کھڑے ہو کر مولوی محمد علی چاندھری کی مہماریت کا اعلان کیا۔

بعد ازاں صدر اہلسنت والجماعت نے کھڑے ہو کر حاضرین جلسہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ مناظرہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے فیصلہ کن مناظرہ ثابت ہوگا۔ آپ تمام حضرات دعا فرمائیں کہ جو فریق غلطی پر ہو خدا اُس کو ہدایت کرے اور اُس کی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر حق بات دیکھنے کی ذہنی صلاحیت عطا کرے۔ آمین۔ پھر آپ نے صدر دیوبند کو مخاطب کر کے فرمایا کہ مولانا وقت ضائع ہو رہا ہے لہذا اتناں ہاتھوں کو چھوڑ کر مناظرہ شروع کرنا چاہیے۔

(صدر دیوبند) ”جی ہاں امیر! یہی خیال ہے کہ مناظرہ شروع کیا جائے لیکن آپ فضول تقریروں میں وقت ضائع کر کے مناظرہ سے پہلے ہی کر رہے ہیں۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”بہت خوب۔ شاید آپ کا بھائی کا ارادہ ہو گا اس لئے چاہتے ہیں کہ ہمارے سر پر فرار کا الزام جو آپ کو خود نو دو گیارہ ہوجائیں۔“

(صدر دیوبند) ”آپ فضول تقریروں میں خود وقت ضائع کر رہے ہیں

اور الزام مجھے دے رہے ہیں۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”اچھا اب باتیں رہنے دیجئے اور شرانگہ دناظرہ طے کیجئے۔“

(صدر دیوبند) ”بسم اللہ۔ میری بھی یہی مرضی ہے۔ آپ اپنی طرف سے کس صاحب کو مناظرہ کیلئے کھڑا کریں گے؟“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”ہماری جماعت کی طرف سے شیخ العلماء والمحدثین حضرت مولانا الحاج ابو الہرکات سید احمد صاحب مفتی پنجاب و ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف دہلا اور۔ مناظرہ کریں گے۔ آپ اپنے مناظر کا نام بھی ظاہر فرمادیں۔“

(صدر دیوبند) ”ہماری جماعت کی طرف سے مولوی خیر محمد صاحب صدر مدرس مدرسہ فیر الدارین جالندھر مناظرہ کریں گے۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”اچھا آپ یہ فیصلہ کیجئے کہ سب سے پہلے کس مسئلہ پر مناظرہ شروع کیا جائے۔“

(صدر دیوبند) ”آپ ہی فرمادیجئے۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”میرے خیال میں سب سے پہلے کفر و اسلام طوائف دیوبند پر مناظرہ کرنا چاہیے۔ بعد ازاں باقی مسائل پر مناظرہ ہو جائے گا کہ اصل الاصول کفر و اسلام کا مسئلہ ہے۔ جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے کہ دیوبندی کافر ہیں یا مسلمان باقی مسائل پر مناظرہ کرنا عبث ہے۔“

(صدر دیوبند) ”گھبرا کر مولانا صاحب! آپ نے پھر کل والا جھگڑا شروع کر دیا ہم کتنی دفعہ کہہ چکے ہیں کہ ہم اس مسئلہ پر ہرگز مناظرہ نہیں کریں گے۔ نہ معلوم آپ

کیوں مذکور ہے ہیں۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اپنے اسلام ثابت کرنے میں کیا مشکل درپیش ہے۔ حالانکہ ایک بچے سے بھی اگر اس کے مسلمان ہونے کا ثبوت دریافت کیا جائے تو وہ جیت لے گا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھ کر اپنا مسلمان ہونا علی الاطلاق ثابت کر دیتا ہے۔ جب آپ مدعی اسلام ہیں اور اپنے آباؤے شریعت اور اجداد ملت کو مسلمان جانتے ہیں تو ان کے مسلمان ثابت کرنے میں آپ کو کیا تامل ہے؟“

(محمد رویہ بنوریہ - حاضرین سے مخاطب ہو کر) ”حضرات! دیکھئے میں نہ کہتا تھا کہ ان لوگوں کی مد نظرہ کرنے کی مرضی نہیں ہے۔ یہ لوگ اسی طرح بالی منول کر وقت ضائع کرنا چاہتے ہیں۔ میں کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں اور اب بھی مولانا صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مولانا وقت بہت خراب ہو چکا ہذا کے واسطے مد نظرہ شروع کیجئے۔ آپ کو ان فضول باتوں میں ولت ضائع کرنے سے کیا حاصل ہوگا۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”حضرات! رافضیوں اور مولوی محمد علی صاحب کا قابلیت طبعی کا اندازہ کریں کہ آپ کے خیال میں سوال کفر و اسلام فضول ہے اور فردی سیاحت ضروری ہیں۔ آپ اسی افسانہ کریں کہ جس شخص کو ابھی ہم مسلمان ماننے کو تیار نہیں اسے کیا حق حاصل ہے کہ ہمارے اعمال پر تنقید کرے۔ فاتحہ کیا دعوتیں اور سوچ و جاہل پر بحث اٹھائے۔ جب تک یہ لوگ اپنا روضہ اسلامی ثابت نہیں کریں گے اس وقت تک ہم کبھی اور بحث میں پڑ کر وقت خراب کرنے کی ضرورت نہیں۔“

(حاضرین جلسہ کا شہد) ”بے شک بے شک دو بیوقوفوں کو اپنا اسلام ثابت کرنا ضروری ہے اگر وادہ میں وہ مسلمان ہیں تو اس بحث سے کیوں بھاگتے ہیں۔“

(محمد علی - کچھ شرمندہ سا ہو کر) ”بھائیو! کیا آپ کو نظر نہیں آتا کہ ہم مسلمان ہیں۔ کیا آپ کو حواس نہیں کہ دارالعلوم دیوبند کا شہر فیض آباد وسیع ہے کہ شرق سے قرب تک شمال سے جنوب تک چھپے چھپے پراس دارالعلوم کے چشمہ رفیق کے سیراب شدہ اپنے بحر علم سے لوگوں کو مستفید کر رہے ہیں۔ افسوس ہے کہ ایسے خادمانِ دین تین کو کہ جنہوں نے ملتِ نبویہ کو زندہ کر دیا اور بدعت و شرک کو کچل دیا۔ انکا ڈھانڈا کا فر کیا جاتا ہے اور ان کے مسلمان ہونے میں تامل ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان سے ان لوگوں کو کیوں حسد ہے کہ ان کو نہ بھڑکوا جائے اور ان کے ہم نوائے تو ہیں سے لے کر انہیں کافر بنا کر ان کے معتقدین کے دلوں کو پاش پاش کیا جاتا ہے۔“

میں ان لوگوں کو میرا مدناظرہ سے بھاگتے نہیں، دوں گا۔ ان کو مناظرہ کرنا پڑے گا اور مسائل۔ تب پر بحث کرنی ہوگی اور اگر ان کے پاس دلائل نہیں ہیں تو تحریری اقرار کر لیں میں انہیں چھوڑ دوں گا۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب - جوش میں آ کر) ”حضرات! آپ نے ان کے دل دیکھے کہ کس قدر داناؤں ہیں۔ اشرافِ ملی ثنائی کو اگر ہم کانفرنس تو ان کا دل پاش پاش ہو جائے۔ ظلیل احمد انڈھوی کو اگر مرید کہیں تو یہ چیخاٹیں اور انہیں خادمِ دین تین بنا کر مسلمان ثابت کریں اور یہ خبر انہیں نہیں کہ جہول اولیٰ امانت پیشوایانِ دیوبند سے جھگڑا جاتا ہے۔ وہ اناختہ چتر ہے کہ سرکارِ مدینہ رحمت دوعالمِ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت سے سخت توہین سے کھلتا بھی نہیں۔ (مولوی محمد علی کی طرف مخاطب ہو کر) مولوی صاحب! آپ کے چشمہ رفیق دیوبند اور چشمہ پھلانے والے علماء و اور رتبہ آپ کے فوٹو حضرات کی خدمت دین دکھاؤں۔ (کتاب حفظ الایمان کو ہاتھ میں لیکر)

حضرت اذرا خدمت دین علماے دین ہندما دھوا۔ یہ ان کے سب سے بڑے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی کی کتاب ہے۔ اس میں لکھتے ہیں:

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر قبول زید گنج ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اسی غیب سے مراد بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تفسیر میں ہے۔ ایسا بعض علم غیبیہ نیز ید و نمبر بلکہ ہر صبی بخوان بلکہ بعض حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان ص ۶)

مولوی صاحب (مولوی محمد علی کی طرف مخاطب ہو کر) آپ کے آپ ملت مولوی اشرف علی تھانوی نے خدمت دین تین کی ہے اور سب سے! آپ کے پیشوا نے مذہب مولوی خلیل احمد اکلھوی اپنی کتاب ہرچین قافلہ میں ایسی منہ نبوی کو زد و کرسٹے ہیں۔ سنئے:

"شیطان و ملک الموت کو یہ دعوت نص سے جاہت ہوئی خیر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص غلطی ہے جس سے تمام نصیص کو رد کر کے ایک شرک ہے کہ کتاب ہے۔" (ہرچین قافلہ ص ۵۱)

اس سے آگے دوسرے صفحہ پر لایا گو ہر فطانی کرتے ہیں:

کہ "ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز تائید نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو۔ چہ جائیکہ زیادہ"

یہ ہیں تمہارے پیشوا یا بن ملت کی کفریہ عبارات۔ اسے آپ اس موضوع سے کیوں گریز کرتے ہیں۔ ہماری ان کفریہ عبارات پر تمہارے عرب و عجم نے کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ اب تم یہ جانتے ہو کہ ہم ادھر ادھر کی فتوئوں یا تئیں کر کے کسی طرح مناظرہ سے بچا جائیں لیکن یاد رکھو کہ تم کو اس طرح ہرگز چلنے نہیں دیا جائے گا اور ان تمام کتابوں سے جو اس سیز پر پڑی ہیں ثابت کیا جائے گا کہ چونکہ لاکھ ہرین دیوبند نے جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تہقیر میں شام کی ہے۔ اس لئے یہ لوگ تمام دینائے اسلام کے نزدیک کافر مرتد اور لکڑہ اسلام سے خارج ہیں۔ اگر مراد میدان ہوتا آؤ اور اپنے اکابر کا اسلام ثابت کرو۔"

(محمد علی دیوبندی گھبرا کر اور اپنے دل میں سوچ کر کہ یہ تو بُرا ہوا۔ ہماری برسوں کی محنت ان کی چند عبارات پڑھنے سے رہا بچاں گئی)۔ مولوی مظہر الدین ایسی باتوں میں وقت کو ضائع نہ کیجئے۔ مناظرہ کرنا ہے تو اپنے مناظر کو نکھرا کیجئے۔ اس طرح کی فتوئوں باتوں میں وقت ضائع کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔"

جیسے کا شاعر۔ یہ تمہارے نزدیک فتوئوں باتیں ہیں۔ لَا عَقْلَ وَلَا قُوَّةَ وَلَا رَأْيَ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) "ہر اور دین اسلام! آپ اس کو ہاتھ سے نہ جالے دیں جن کے مذہب میں تہقیر انبیاء و ائمہ ہیں رسالت اور کون مذہب میں داخل ہو۔ ان کے نزدیک یقیناً یہ فتوئوں باتیں ہیں لیکن آپ کو کچھ سے کام لینا چاہیئے۔ جب آپ لوگوں نے مجھے اپنا نمائندہ بنایا ہے تو آپ کو ٹھانسیں رہنا چاہیئے۔ آپ تمام حضرات مطہرین رہیں میں مولوی محمد علی گوداہ پر لے آؤں گا۔ (مولوی محمد علی سے خطاب ہو کر) مولانا

مٹتے اٹھتے ہیں کہ آپ اسی چیز کو جو آپ کے کفر اور ارتداد کا سبب ہے فضول کہیے
شرائعت نہیں۔ کیا یہ عبادتیں آپ کے اکابر کی کتابوں میں درج نہیں ہیں۔ اگر درج ہیں
تو ہر آپ ہی ذرا اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر فیصلہ کریں کہ ایسے بزرگانوں کی طرف داری
آپ کو کس قدر ذلت میں ڈال رہی ہے۔ آخر مرنا ہے خوف خدا کیجئے اور شرمائیے۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”تذکرہ مولوی مظہر الدین صاحب“ میں شریعت سے قدم ہاتھ نہیں نکالنا چاہیئے۔ نہ کچھ شرطیں لکھی جا
چکی ہیں؟ میں اور آپ کو ان کا پابند ہونا پڑے گا۔ (ایکے کاغذ سامنے کر کے) حضرات!
دیکھئے یہ دہختر یہ ہے جو مولوی حبیب اللہ اور حافظ رحمت اللہ صاحبان کی منظوری سے لکھی
گئی ہے۔ اس کے اندر بھٹ فیہ چھ مسائل ہیں۔ میں مولوی مقبر الدین صاحب کی
خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ بھی اپنی تحریر نکال کر پڑھیں اور لوگوں کو سنا سنا
اور بے کار باتوں میں وقت کو ضائع نہ کریں۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) حضرات! میں کتنی دلعلم مولوی محمد علی
صاحب کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں کہ کفر اور اسلام کا مسئلہ متوقف علیہ ہے اور
باقی مسائل متوقف ہیں۔ جب تک متوقف علیہ مسئلہ نہ ہو جائے موقوف مسائل پر
مناظرہ کرنا نہ صرف عبث اور بے فائدہ ہے بلکہ اصول مناظرہ کے بھی خلاف ہے۔
اس لئے میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ سب سے پہلے اپنا اور اپنے اکابر کے مسلمان
ہونے کا ثبوت پیش کریں۔ اس کے بعد جس مسئلہ پر آپ کی خوشی ہو اس پر مناظرہ
کرنے کیلئے ہم تیار ہیں۔“

مولوی محمد علی نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور منہ دوسری طرف پھیر کر
مولوی خیر محمد کے ساتھ سرگوشی کرنے لگے۔ اس کی اس حرکت سے مجمع کے اندر انتشار پیدا

ہو گیا اور مولوی مظہر الدین صاحب نے دو بار وائٹیل مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

صدر صاحب! جناب صدر صاحب!!

(مولوی محمد علی) جواب نہ دے۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”بلند آواز سے“ ”صدر صاحب! اسے جناب صدر صاحب!
(مولوی محمد علی) ”چونکہ کر“ ”جی حضرت کیا بات ہے؟“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”اللہ رب العالمین! آپ کو ابھی تک اتفاق نہیں کہ بات
کیا ہے؟“

(مولوی محمد علی) ”خیرہ پن سے کمر کو پکا کر“ ”جی صاحب! آپ کے مقابل کمرے ہو
کر کسے ہوش رو سکتا ہے۔“

(مولوی مقبر الدین صاحب) ”مولوی محمد علی صاحب! آپ فقہی کرنے آئے ہیں یا
مناظرہ کرنے آئے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے بڑوں میں کوئی میرا ہی رہتا ہے۔“

(مولوی محمد علی) ”آئی انداز سے“ ”جی ہاں، ہوتا ہے۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”آپ مناظرہ بھی کرتے ہیں یا اپنی فقہی سے ہی لوگوں کو
خوش کرتے ہیں۔“

(مولوی محمد علی) ”میں تو مجمع سے سچے رہا ہوں کہ مناظرہ کریں لیکن آپ فضول اور بیکار
باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہیں۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”اچھا۔ اب ان باتوں کو نہ دیکھئے اور اپنا مناظرہ کرا
لیجئے تاکہ آپ کے قریات پر منظرہ شروع کر دیا جائے۔“

(مولوی محمد علی) ”تذکرہ مولوی مظہر الدین صاحب“ میں پہلے عرض کر

چکا ہوں کہ ہم اس چورسائیں پر مناظرہ کرنے کیلئے بلائے گئے ہیں۔ سب سے پہلے ان مسائل پر مناظرہ ہو جانا چاہیئے۔ بعد میں اس مسئلہ (کفریات و دیوبند) پر مناظرہ کریں گے۔“

(حافظ رحمت اللہ صاحب۔ کفر سے ہو کر) ”جناب مدد صاحب! مجھے اجازت ہے میں دو منٹ کیلئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔“

(مولوی مظہر الدین صاحب) ”جی ہاں۔ آپ بڑے شوق سے فرمائیں۔“

(حافظ رحمت اللہ صاحب، مولوی حبیب اللہ صاحب دہلی ہندی کو مخاطب کر کے) ”مولوی حبیب اللہ! دراصل اس مسئلہ شریف لایئے۔“

(مولوی حبیب اللہ صاحب۔ کفر سے ہو کر) ”کیوں صاحب! کیا بات ہے؟“

(حافظ صاحب) ”مولوی صاحب! کیا آپ کے پاس وہ تحریر نہیں بچتی۔ جس میں ہمارے تمام آدمیوں کے دستخطوں سے لکھا ہوا تھا کہ مناظرہ میں سب سے پہلا موضوع کفریات کا ہونا چاہیئے۔“

(مولوی حبیب اللہ) ”نہ صاحب! میں کسی ایسی تحریر کا علم نہیں ہے اور نہ ہی ہمارے پاس اس قسم کی کوئی تحریر بچتی ہے۔“

ناظرین! اراخو، فرمائیں کہ کل تو یہ لوگ کہہ رہے تھے کہ قہاری تحریر پہنچی تو ہے لیکن ہم نے منظور نہیں کی اور آج سڑے سے ہی انکار ہے کہہ کر ہم ہمارے پاس پہنچی ہی نہیں۔“

(حافظ صاحب) ”آپ بھرے گنج میں حلق اٹھا نہیں اور خدا کو حاضر ناظر جان کر کہیں کہ تحریر میں موصول نہیں ہوئی“

(مولوی حبیب اللہ) ”جس خواجہ مولف اٹھاؤ۔ اگر آپ نے تحریر بھیجی ہے تو اپنا کوا

پیش کریں۔“

(حافظ صاحب) ”مولوی صاحب! آپ نے کل والا جھگڑا پھر یہاں شروع کر دیا۔ کیا آپ نے فقہ کی کتابوں میں نہیں پڑھا کہ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو منکر کو قسم کھانی پڑتی ہے۔ اس لئے یا تو تحریر کا قرائد کریں یا حلف اٹھا لیں۔“

(امیر حبیب اللہ خاں) ”حافظ صاحب! تحریر وہ قابل قبول ہو سکتی ہے جو طریقین کی منظوری سے لکھی گئی ہو۔ آپ کی تحریر چونکہ ہماری منظورشہ نہیں اس لئے وہ قابل قبول نہیں ہو سکتی۔“

(حافظ صاحب) ”وہ تحریر اگر آپ کو منظور نہ تھی تو آپس بچھ دینے اور لکھ دینے کہ میں منظور نہیں ہے لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ کا اتنے دن تحریر کا اپنے پاس رکھنا اور واپس نہ بھیجا اس بات کی صریح اور روشن دلیل ہے کہ وہ تحریر آپ کو منظور تھی۔ اب چونکہ آپ کے مولوی آگئے ہیں اور انہوں نے آپ کو نہیں سمجھایا ہے کہ اگر اس موضوع پر مناظرہ ہو گیا تو ہمارے انکار کے کفریات بچھ عام میں ظاہر ہو جائیں گے۔ اس لئے اب تم دھمک دے کہ اس موضوع سے بھاگنا چاہتے ہو لیکن یاد رکھو کہ ہمیں ہرگز بھاگنے نہیں دیا جائے گا۔“

(تمام حاضرین جلسہ) ”بے شک! بے شک! ادب ہندی مولوی سب سے پہلے اپنا مسئلہ ان ناظرین کے سامنے پیش کرے اور پھر مناظرہ کریں۔“

اس گفتگو میں سارا اچھا رونگ گئے۔ حضرت قلیلہ عالم بیکس انجکادہ اور انجکسین شیخ انتہاء دلانجہ شین حضرت مولانا ابوالبرکات صاحب جو شیخ سے وابستہ کے رنگ و شک و کچھ رہے تھے کہ یہ لوگ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اور اپنے فرائض کیلئے کوئی نہ کوئی بہانہ تلاش

کر رہے ہیں۔ جوش میں آکر کھڑے ہو گئے اور دہائیہ کے صدر مولوی محمد علی جالندھری کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا:

"جناب صدر صاحب! اپنے منظر مولوی خیر محمد صاحب کو کھڑا کیجئے۔ فضول باتوں میں وقت کو ضائع نہ کیجئے۔ میں اب تم کو ہرگز وقت خراب کرنے میں مددگار نہیں ہوں۔ دیکھو ہاتھوں کر تم نے سواد کھینچنے کی ٹوٹو نہیں بنائیں میں ضائع کر دیتے اور کسی نتیجہ پر نہیں پہنچتے۔ تمہاری تو ہمیشہ یہی خواہش رہتی ہے کہ فضول باتوں میں ڈال دو وقت ضائع کریں اور کسی طرح مناظرہ سے بچ جائیں لیکن ہم بوائی دور سے چل کر یہاں آئے ہیں تمہیں ہرگز ہمارے کھینچنے نہیں دیں گے۔ کسی اب میرا کیا نہ لہریز ہو چکا ہے۔ تم نے بہت باتیں بنائیں اور وقت کو ضائع کر لیا۔ میں میرے ساتھ ستار ہاگ آخر تم کسی نتیجہ پر نہ پہنچو گے لیکن سواد کھینچنے کا قیمتی وقت فضول باتوں میں ضائع کر دیا اور کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ اب میں کسی طرح تمہاری ان فضول باتوں کو نہیں سن سکتا۔ اپنے مناظرہ کو کھڑا کر د میں بلا شرانہ تمہارے مناظرہ کے ساتھ مناظرہ کروں گا اور جس موضوع پر تمہارا اٹکی چاہے گفتگو کرو میں بالکل چار ہوں۔"

آپ کی اس جہد و آمیز تقریر پر مجمع سے نعرہ بگبیر اور نعرہ رسالت کی آوازیں بلند ہوئیں اور اللہ اکبر اور یا رسول اللہ اور مولوی سید احمد شاہ صاحب زعمہ ہمارے قلم ہوس انہوں سے دشت و جبل گونج اٹھے۔ دہائیوں کا صدر کھینچا ہو کر مولوی خیر محمد جالندھری کو دیکھنے لگا۔ قیام بابیہ کے چہرہ پر سردی چھا گئی۔ مختصر بحث و جھجھک بعد مسئلہ علم غیب مناظرہ کا موضوع مقرر ہوا اور مندرجہ ذیل تجربہ فریقین کے اتفاق سے قلم بند ہوئی۔

شرانہ مناظرہ منعقدہ ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۳۶ء بمقام آلون بروز جمعہ المبارک
(ماہینہ اہلسنت والجماعت و فرقہ دیوبندیہ)

(۱) پہلی تقریر عدلی کی ہوگی۔ (۲) پہلی تقریروں کا وقت چاندھ ٹک ہوگا۔ (۳) بعد اس دس منٹ (۴) دوسری تقریر میں کسی فریق کو بولنے کا حق نہ ہوگا۔ (۵) کل وقت دو گھنٹے ہوگا۔ (۶) مناظرہ سائٹ سے کیا رہے گا۔ شروع ہو کر ڈیڑھ بج تک رہے گا۔ (۷) مناظرہ اہلسنت والجماعت کی طرف سے حضرت مولانا سید ابوالبرکات سید احمد صاحب ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور ہوں گے۔ (۸) مناظرہ دیوبندیہ مولوی خیر محمد جالندھری ہوں گے۔

چنانچہ ان جملہ مراحل ابتداء سے لے پائے کے بعد رئیس الملک مولانا شیخ المتقما والحدیث حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب مفتی اہلسنت والجماعت کی تقریر اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے قلم ہوس انہوں میں شروع ہوئی۔ وحوہ ذیل۔

تقریر اول

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْاِخْتِلَافُ سُبْحًا وَبَدَا صَلَیْ وَسَلَامٌ عَلٰی مَنْ عَلِمْتَ الْغُیْبَ وَ
لَمْ تَقْطَعْ بَیْنَ مَنْ حَقَّ عَلَیْهِمْ الْاِیْمُ وَصَدَّقَ لِبَدَا وَبَدَا اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْغَوْفُ لِحَقِّكَ حَقٌّ
كَهَمَّ كَوْنُ الشَّاطِلِیْنَ وَ اَنْتَ الْغَوْفُ لِحَقِّكَ وَبَدَا اَنْتَ الْغَوْفُ لِحَقِّكَ وَبَدَا اَنْتَ الْغَوْفُ لِحَقِّكَ وَبَدَا

عزیزان ملت فقیر کا جملہ رباب اہلسنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ رب
العزت جلست عظمت نے اپنے محبوب اکرم اور جسم رحمت او عالم نور و انوار شفیق روز جزا
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو علم کلی عطا فرمایا۔ یعنی شامی اولین و آخرین کا علم مرحمت فرمایا۔

(۲) مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرُ وَلَٰكِنْ تَصْدِيقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلُ
مُحْكَمٍ شَحِيحٍ۔ یعنی ”قرآن اور ہدایت میں جو غلطی نہ ہے، بلکہ تصدیق کی تصدیق اور
محکمہ صاف و چھلکا ہوا ہے۔“۔ قال تعالیٰ۔

(۴) ملاحظہ فرمائیے کہ کتاب (۱) میں جو کتب (۲) میں مذکور ہیں، ان میں سے کئی کتب (۳) میں بھی مذکور ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کتب (۲) میں مذکور کتب (۱) میں بھی موجود ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کتب (۲) میں مذکور کتب (۱) میں بھی موجود ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ کتب (۲) میں مذکور کتب (۱) میں بھی موجود ہیں۔

(۵) وَكُلُّ عَصِيرٍ كَبِيرٌ مُسْتَنْظَرٌ "ہر چھوٹی بیڑی بڑی سب نکلی ہوئی ہے۔"

اور از شما و فرمایا تا

(۶) وَكُلُّ شَيْءٍ أَسْفَلَ مِنْهُ لَدِيَّ خِزْيَانٌ مُمْسِكٌ۔ یعنی ”ہر شے ہم نے ایک روشن جگہ پر رکھ رکھا ہے۔“

(۷) وَلَا تَحْمِلْ فِيهِ طَلْعَاتِ الْأَرْضِ وَلَا زَيْلَ الْيَابِسِ إِلَّا فِيمَا عَنَاءُ

تَفْسِيحِ الْمُنَى "کوئی بار نہیں زمین کی اندھیروں میں اور نہ کوئی زار و کجی خشک مریہ کے سب ایک دوسرے کتاب میں لکھا ہے۔"

یہ کچھ آیتیں لوح محفوظ کی صفتیں ہیں اور ظاہر ہے کہ لوح محفوظ بھی شی مس
الاشیاء ہے اور قرآن کریم کی صفت آپ صحن کے عساکر کا خطاب ہے انکلیب میں نصیبی

ہر سال ایک شخص کو خوب واضح ہو گیا کہ جو کچھ اور جو عقائد میں ہے وہ قرآن حکیم میں
درج ہے اب وہ قرآن حکیم کے سرور و انبیا صلی اللہ علیہ وسلم عالم - اوسور و انبیا ہر فرد ہر قطرہ
ہر قطرہ درج ہے ہر فرد و ملک کے عالم ہوئے ۔ اُنکو مدد ملے اداک

حضرات العلم علی اور کسے کہتے ہیں۔ اصول میں میرا ہونا چاہئے کہ اگر وہ جیڑائی میں نہ ہو
 لاکھ دیتا ہے۔ **قوله تَحْتَ قَطْعِي لَطَمَاتٍ الْاَذْوَالِ وَلَا دُخْلَ وَلَا دُخْلَ** ایسی
 کھٹاپ جھٹپٹ میں جملہ خوب و جملہ بلب و پلاس جھٹپٹیں مراءوں گے اور اگر اس
 عام قلعہ کا کوئی شخص قلعہ ہوتا تو کیا جائے اور یہ کہ میرے نانا ایک کھٹپٹے وغیرہ میں
 لفظ کل کر ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کہ مستعمل نہیں ہوتا اور عام افادہ اشتقاق میں
 قطعی ہے۔ **العالم كالخاص في الفاعلة القطعي** اصول میں یہ امر واضح ہے اور
 تعویض یعنی آیات و احادیث ہمیشہ ظاہر پر محمول رہے گی۔ بلا دلیل شرعی تعویض و تاویل
 جائز نہیں۔ اور نہ شریعت سے اہل انحدار کے سختی کا کھدہ ہے۔ احادیث پر کسی اپنی عقلی وجہ

[illegible]

ہیں۔ جعل الکلیات والحدیث یعنی پرو دگار عالم کی آیات اور جزئیات کا خالق ہے تو جزئی و کلی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور ہر مخلوق حادث ممکن جائز القائنات بقدر اقل و اقصر تو کمال اللہ تعالیٰ کا علم ہمارے مد مقابل کے نہ سب میں حادث ممکن جائز القائنات ہے۔ لعلہذا یسلطہ من ذالک۔ مولوی صاحب اللہ تعالیٰ کی صفت علم بقدر اقل و اقصر ممکن حادث ہونا سال۔ جو اللہ تعالیٰ کی صفت علم کو کلی و جزئی سے متصف نہیں کر سکتے۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات حادث و مخلوق ہیں۔ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو کلی سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جملہ موجودات و جملہ ماکان و مایکون کا عالم مانتے ہیں لیکن باری ہر نہ ہم بھی خوب غیر قیہہ کے علم کا دعویٰ کرتے ہیں اور نہ جملہ مخلوقات الہیہ کا۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں مشطور نہیں۔ کہاں خالق کہاں مخلوق۔ کہاں قدیم کہاں حادث۔ کہاں واجب کہاں ممکن۔ مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا۔ علم الہی کے حضور مخلوق کے علوم اقل ہیں لیکن ہم نہ مساوات و مماثلت کے قائل اور نہ عطاے الہی اور تفصائل محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر۔ نبی الصبر کا اصرار مساوات ہم پر اور ہمارے انکار اہلسنت پر اصرار بہتان ہے۔ سب مولوی صاحب میری پیش کردہ آیات کا جواب دیں اور کچھ جہلانی میں آکر علوم کا کلمہ دیتا ہے یا نہیں؟ اور تفصائل عام افادہ اشتقاق میں غلطی ہے یا نہیں؟ اس کا جواب عنایت فرمائیں اور کلیات و جزئیات مخلوق

حضرات! آپ نے میری تقریر کا ماحول تو سمجھ ہی لیا ہوگا۔ سب مولوی صاحب میری تقریر کا جواب دیں گے اس کو بھی بغور سنئے اور حق و باطل میں تمیز کیجئے۔

جواب تقریر اول

(مفتاب مولوی خیر محمد صاحب جالندھری، مناظر جماعت الدین ہند)

حضرات! میرے مد مقابل مولوی سید احمد صاحب نے بڑے جوش و خروش کے ساتھ دعویٰ کیا کہ میں چودہ آیات قرآنی اور تیس احادیث سے ثابت کروں گا کہ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عنایت کیا گیا لیکن بجائے اس کے کوئی حدیث یا قرآن مجید کی کوئی آیت پڑھتے ادھر ادھر کی باتیں بنا کر وقت کو ضائع کر دیا۔ فیہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ چودہ آیات اور تیس احادیث سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں گا۔ مگر میں علی الاعلان بھرے مجمع میں کہتا ہوں کہ میں ان آیات اور چالیس احادیث سے یہ ثابت کروں گا کہ خدا تعالیٰ کے سوا میرے خواہ کوئی نبی ہو یا نبی، علم غیب نہیں جانتا۔ حضرت مولانا نے ایک بڑی بہادری کی کہ ملا حسن کا خطبہ پڑھ دیا میں مولانا صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ مولانا اس ملا حسن کے خطبہ کو بدلے علم غیب سے کیا تعلق ہے۔ آپ دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ میں قرآن اور حدیث سے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ثابت کروں گا لیکن خلاف اس کے ایک منطقی کی کتاب کا خطبہ پڑھ رہے ہیں۔ آپ اس بات پر چھوٹیں نہیں کہ مجھے ملا حسن کا خطبہ زہانی یاد ہے۔ میں انھیں تھم لیا میں اس سے زیادہ عبارت آپ کو زبانی سناسکتا ہوں۔

صاحب دہلی سے کہہ دیا کہ میں نے اس صاحب کو دیکھا ہے۔ وہ دہلی سے ہوتا ہے۔
 مسادات و ممانعت کی نسبت ہمارے اکابر کی طرف محض غلط ہے۔ بہتان افترا ہے۔
 میں نے اپنی تقریر میں آجھ آیات خیر ان کریم پیش کی تھیں جن سے جناب ہی کریم علی
 اللہ علیہ وسلم کا عالم کا ان کا دیکھنا ہوتا اور صحیح ہوتا ہے۔ ہمارے مد مقابل مولوی خیر محمد
 صاحب نے آجھ آیتوں میں سے ایک آیت کا بھی جناب نہیں دیا اور جو اصول فقیر نے
 پیش کئے تھے ان کو بھی انھرا انداز کر دیا۔ حالانکہ اول مولوی صاحب کو چاہیے تھا کہ میری
 پیش کردہ آیات کا جواب دیتے۔ اُس کے بعد کسی آیت یا حدیث کو پیش کرتے مگر
 مولوی صاحب نے ایسا نہیں کیا مولوی صاحب نے یا بار بار اپنی تقریر میں نوہرایا ہے کہ
 یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور اللہ تعالیٰ کے علم کو مساوی و موافق اعتقاد کرتے
 ہیں۔ مولوی صاحب! جھوٹے پر خدا کی لعنت۔ آپ ہمارے اکابر اہلسنت پر افترا کر
 رہے ہیں اور صریح جھوٹ بول رہے ہیں۔ ہمارے اکابر علمائے اہلسنت میں سے کسی
 نے ممانعت و مسادات کا دعویٰ نہیں کیا۔ کَلَّا اَنْتُمْ عَنْكُمْ اَنْتُمْ صَادِقِينَ۔ قَدْ
 كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ اَفَاَنْتُمْ هِيَ اَعْيُ الْكُذِبِ وَالْظُلْمِ اَشِدَّ يَكْفِيْكُمْ هَارے علمائے کرام نے اپنی
 تصانیف میں کس قدر واضح اذھان میں ممانعت و مسادات کا رد کیا ہے۔ خالص
 الاعتقاد میں مطبوعہ مطبع اہلسنت بریلی شریف میں امام اہلسنت مجدد زمانہ حاضر و مابعد
 ملت طاہر و اعلیٰ حضرت مولانا الحاج مولوی ابوسعید رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
 (۱) بلاشبہ غیر خدا کیلئے ایک ذرہ کا علم زانی نہیں۔ ہر قدر خود علم و ریاضت دین سے
 بچا اور منکر کا قرب۔

سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ مسندوں سے ایک ذرا سی بلند کے
 کروڑوں میں سے کوکھ و تمام مسندوں اور یہ جو تہ کا کروڑوں حصہ دونوں تہائی ہیں اور
 متناہی کوتناہی سے نسبت ضرور ہے۔ بخلاف علوم الہیہ کے غیر متناہی دور غیر متناہی دور غیر
 متناہی ہیں اور مخلوق کے علوم اگرچہ عرش و فرش و شرق و غرب و جملہ کائنات ازراہ اول
 تا روز آخر کو محیط ہو جائیں۔ آخر متناہی ہیں کہ عرش و فرش دو حدیں ہیں شرق و غرب دو
 حدیں ہیں۔ روز اول و روز آخر دو حدیں ہیں اور جو کچھ دونوں کے اندر ہو سب
 متناہی ہے۔ بالفضل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو ہی نہیں سکتا۔ تو جملہ علوم ظاہر کو علم
 الہی سے اصلاً نسبت دینی ہی محال تھی ہے نہ کہ ما از اللہ تو ہم مسادات۔" (۱)۔
 اور دیکھئے "المکملۃ العلمیۃ لا علم الا علم الحق" مطبوعہ مطبعہ نبوی سراد باؤ کے سر پر حضرت
 صدرالاعظم فخر الاسلام استاذ العلماء مولانا الحاج مولوی حکیم حافظ سید محمد نعیم الدین
 صاحب سراد باؤی مسادات و ممانعت کی نفی کس شد و مد سے فرماتے ہیں۔ کئے اور دعو
 سے تھے۔

"داخیہ جو کہ حضور سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے نہ ہم
 جمیع فیوہب غیر متناہیہ کا علم ثابت کرتے ہیں نہ جملہ معلومات
 الہیہ کا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الہی سے کوئی
 نسبت نہیں۔ اور نہ کوآفتاب سے اور قدرہ کو مسند سے جو نسبت
 ہے وہ بھی یہاں تصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق نما ممانعت

وسادات کا ذکر ہی کیا ہے۔ علم الہی کے حضور تمام مخلوق کے

تواضع و خضوع کا اظہار ہے۔

اب تو اہل اسلام سادات و مہتممات سراسر غلط ہو گیا اور مولوی صاحب کا افتراء بہتان
انکار کیا اور اہلسنت پر آفتاب بیکروڑ سے زیادہ روشن ہو گیا۔ (مذبح کا شور ہو گیا،
ہو گیا) مولوی صاحب! ہم اس و مہتممات کیسے کہتا ہے۔ علم غلطی، علم الہی
ذاتی۔ جب خالق و مخلوق کا ملک و ملک، حادث و قدیم، واجب و ممکن، متاعی و غیر
متاعی، مساوی نہیں تو علم غلطی و ذاتی میں مساوات کیونکر ہو سکتی ہے؟

اہلوس و مساوی صاحب نے ہماری عقل کردہ آیات کو تو پھاڑا تک نہیں اور
ایک دو آیتیں وہ پڑھیں جن میں علم غیب ذاتی استقامتی کی قہر کی گئی ہے۔ مولوی
صاحب اقل لا اقول لکنم مالا یدہ اور عسندہ مقایع الغیب ہمارے دعوے کی
ثبوت و موید ہیں ہرگز متنازع و معارض و مخالف نہیں۔ آپ نے ان آیات کے پڑھنے کی
تائید زحمت برداشت کی۔ حضرات! مولوی صاحب نے لے دے کر دو آیتیں پڑھی
ہیں ایک تو قل لا اقول لکنم عینہ عنہ عنہ اللہ ولا اعدکم الغیب اور دوسری
و عسندہ مقایع الغیب لا تعلمہا الا ہو۔ ان دونوں آیتوں سے مولوی صاحب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی نفی کرنا چاہتے ہیں اور یہ شخص ان کا خیال خام
سے۔ آیات مذکورہ سے اس دعا پر استدلال بحال ہے۔ مولوی صاحب ان آیتوں میں
نفی علم غیب ذاتی کی ہے یا تو خدا سرکار سے فرمایا ہے۔ کاش التفسیر مآخذ ان ہی کو کیجیے
لیتے تو آپ اس آیت سے استدلال کر کے کی جرأت نہ کرتے۔ تفسیر مآخذ ان میں
انما نفی عن نفسه الشریفة هذه الاشياء تو اضعا اللہ تعالیٰ و اعتدالہ

بالعبودية اور شیخ التفسیر عباس البیان میں ہے۔ و انما انما کریمہ، ولا اعدکم
الغیب۔ و تواضع حین اقام نفسه مقام الانسانية بعد ان کان اشرف
عن خلق اللہ من العرش السی السی و العرش من الکبر و بین
و اللہ و حابین خطو عالجہ و رولہ و غشوعا فی ابواب ملکوتہ۔ اور تفسیر
نیشاپوری میں اس آیت کے تحت میں مرقہ ہے۔ لہذا علی ان الغیب
بالاستقلال لا بعلمہ الا اللہ۔

حضرات! ان عبارتوں سے آفتاب کی طرح روشن ہے کہ آیت میں نفی
بطریق تواضع اور استقال کے ہے نفی غیب بالاستقلال نہیں جانتا۔ اس سے مولوی
صاحب کا استدلال کرنا اور نفی غیب پر سند بنا کر پیش کرنا مولوی صاحب کی ناواقف اور
تفسیر سے لاطمی کی بین دلیل ہے۔ تمام علماء کا دستور اور عادت ہے کہ وہ اپنے لئے
پہلے چمکے اور پھر چمکان اور اس قسم کے اٹھارے و خوش کے الفاظ تحریر فرمایا کرتے
ہیں۔ ان الفاظ سے استدلال کر کے جو شخص ان کے علم کا انکار کرے بلا عقل اور فہم
بھی نہیں تو کون ہے! تفسیر میں صاف فرمایا کہ حضور نے تو خدا تعالیٰ فرمائی ہے۔ اس
کو حضور کے عدم علم کی دلیل بتایا کیسی کمزیر حرکت اور فساد علمی ہے۔

علاوہ بریں آیت میں علم غیب کی نفی بھی کب ہے نفی ہے تو قول و دعویٰ کی
ہے۔ یہی تو فرمایا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم افراد جتنے کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا اور
دعویٰ نہیں کرتا کہ میرے پاس خزان الہیہ ہیں اور میں غیب کا عالم ہوں۔ چنانچہ تفسیر
ماساویہ میں ہے ملا حظہ ہو کہ اعدکم الغیب عطف علی محفل عینہ
تحریر اللہ ای لا ادعی لخصا انی اعلم الغیب۔ اسی طرح تفسیر روح البیان

میں ہے۔ ان تقاسیر سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ آنحضور سرِ پا اور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کی گئی فرمائی۔ دعویٰ کی گئی علم کی گئی کو ہر مفسر متنبہ ہیں۔ یعنی میں دعویٰ نہیں کرتا کہ میں علم غیب کا عالم ہوں۔ اس کے معنی کس طرح ہو سکتے ہیں کہ مجھے غیب کا علم ہی نہیں اور درحقیقت دعویٰ کی بھی گئی نہیں ہے۔ جس کی طرف کلمہ شہر ہے۔ مولوی صاحب انبغی و مہنا کا چشمہ ہر کر تفسیر خازن کو پڑھیے۔ فرماتے ہیں کہ کلمہ کے مخاطب کفار و مشرکین ہیں۔ لیکن یہ تفسیر خازن ہے فرماتے ہیں یعنی قبل یا محمد لہو لاء المتشرکین لا اقول لکم تو مطلب یہ کہ یہ کلمہ ہوا کہ اے حبیبِ کرم! فرمادیجئے ان کفار و مشرکین سے کہ میں کب تم سے یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میرے پاس خزانہ الہیہ ہیں اور میں یہ دعویٰ کرتا ہوں کہ میں غیب جانتا ہوں اور نبی ابراہیم علیہ السلام کا اس کا قائل ہیں کہ ان کے سامنے ایسے دعوے کئے جائیں۔ کیا وہ ایسے بے بند یہ بھی اپنے آپ کو ان نبی نااہلوں میں سے سمجھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ تفسیر مخاطب الفرقان میں اس آیت کریمہ کے تحت میں مرقوم ہے۔ قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ لَمْ يَغْلِبْ لِسَ عَدُوِّ عِزِّ اٰلِہٖ لَعَلَّہٗ لَعَلَّہٗ اَنْ خِزْلٰہٗ اِنَّہٗ وَہِی الْعِلْمُ بِحَقِّ اَشْیَاءٍ وَّمَا ہِیَ اٰتِہَا عِنْدَہٗ صَلی اللہ علیہ وسلم و لکنہ یُکَلِّمُ النَّاسَ عَلٰی قَلْبِہٖ عَفْوَہِہُمْ وَلَا اعْلَمُ الْغَیْبَ اِیْ لَا اَقُولُ لَکُمْ ہٰذَا مَعَ اَنِّہٗ قَالَ صَلی اللہ علیہ وسلم عَلِمْتُ مَا کَانَ و مَا یَکُونُ یعنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے حبیبِ کرم! آپ کفار و مشرکین سے فرمادیجئے کہ اے کفار و کفار! میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں (بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کیونکہ تم نااہل ہو! اس کا قائل نہیں کہ

خزانہ دوسرے تمہارے سامنے ظاہر کروں) تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور کے پاس ہیں لیکن حضور بظہار ان کے عقل و فہم کے کام فرماتے ہیں اور وہ فرماتے تمام چیزوں کی حقیقت دہا بیت کا علم ہے۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا وَلَا اعْلَمُ الْغَیْبَ یعنی میں تم سے یہ دعوے نہیں کرتا کہ مجھے غیب کا علم ہے۔ یاد ہو گیا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام خود فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے سب کا علم مجھے عطا ہوا۔ چنانچہ بطرائی نعمت اور نعمت بنی حاد کتاب النہج اور ابو نعیم علیہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اِنَّہٗ لَدِیَّ وَلِیَّ الْعِلْمِہَا فَاِنَا نَنْظُرُ الْبَیْہَا وَ اِلٰی مَا ہُوَ کَانَ فِیْہَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَہٗ کَاَمَا نَنْظُرُ اِلٰی کُلِّیْ ہٰذَا جَلِیْلًا مِّنَ اللّٰہِ جَلِیْلًا لِّہِہٖ کَمَا جَلِیْلًاہٗ النَّبِیِّیْنَ مِّنْ قَبْلِہٖ ۔ یہ خطاب اللہ رب اعزّت نے میرے سامنے دنیا اُٹھائی ہے۔ تو میں اُسے اور کچھ اُس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسے اس اپنی اُٹھائی کو دیکھتا ہوں اُس روشنی کے سبب جو اللہ نے اپنے ہی کیلئے روشن فرمائی۔ جیسے مجھ سے پہلے انبیاء کیلئے روشن کی تھی۔ اس حدیث سے روشن ہے کہ مسواوت و اخوت اور جو کچھ ان میں ہے اور جو کچھ قیامت تک ہوگا اس سب کا علم اُنہی انبیاء و کرام علیہم السلام کو بھی عطا ہوا اور حضرت عزت عزوجل نے اس مقام مستحکم کائنات و مہینگوں کو اپنے ان بیگونیوں کے پیش نظر فرمادیا۔ ملاحظہ فرمائیے کہ شراب تک تاک سے تاک ارض سے فلک تک اس وقت اکناف عالم میں جو کچھ ہو رہا ہے اور تاون کا یہ مناظرہ ہمدردی ابراہیم علیہ السلام پر ہوا ہر جہاں پہلے اس سب کو ایسا دیکھ رہے تھے تو باس وقت ہر جا موجود ہیں۔ ایمانی نگاہ میں نہ یہ قدرت۔

اللہ پر دشوار نہ عزت و جاہت انبیاء کے مقابل ہمارے۔ لیکن دیوبندی بے چارے دین کے بارے میں کہ یہاں دعائی کی حقیقت اتنی ہو کر ایک پیر کے چہرے میں دے۔ اگر ان آیات سے حضور کے علم کا بخار پر استدلال کریں تو کیا کمال تعجب ہے

کس قدر رحم کیسا ظلم صریح ہے کہ کواضیح کو عدم علم کی دلیل مانا اور عدم دعویٰ سے عدم علم پر استدلال کرنا کس درجہ کی الجبر فریبی اور انتہائی جہالت ہے۔ کمال

بعضی علمی من لہ اذنی مسکونہ من العلم اسی طرح مولوی صاحب نے آیہ کریمہ وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْغُیْبِ لَا یُعْلَمُ بِهَا إِلَّا هُوَ سے حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلم غیب کی نفی پر استدلال کیا ہے۔ ترجمہ آئیے کہ یہ گاہ ہے "غیب کی کھجیاں اللہ کے پاس ہیں۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانے" مولوی صاحب بتائیں کہ اس آیت

میں علم سے اگر ذاتی استغناء مراد ہو تو دیوبندیوں کو کیا مفید۔ ظلم ذاتی استغناء کی ازلی ادبی بے شک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسا کہ ہم اپنی پہلی تقریروں میں وضاحت سے برائے اساطیر ثابت کر چکے ہیں تو اس سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر محبوبان حق کے علم عطا کی نفی کس طرح ہوتی ہے اور اگر مولوی صاحب کے نزدیک علم ذاتی مراد ہو تو صحت انتہائی کوئی صورت نہیں، ہجر اس کے ظلم الہی کو بھی (معاذ اللہ) عطا کیا جائے اور جو ظلم الہی کو عطا کیے ہو وہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔

حضرات! اس آیت کو ذاتی ظلم والا بھی انبیاء و اولیاء کے علم عطا کیے انکار کی سند نہیں بنا سکتا بلکہ اس آیت سے تو محبوبان حق خصوصاً سید الانبیاء (علیہ السلام) کیلئے غیب کے علم کا اثبات ہوتا ہے۔ مغز بات راغب اصفہانی ص ۳۷ میں ہے و یقولہ و عہدہ مستطیع الغیب یعنی ما یوصل بہ الی غیبہ المذکور فی قولہ فَاَنْ یُظْهِرَ

قُلُوبِ غَیْبِهِمْ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارَادَ مِنْ رِزْقِیْ لَیْسَ لَیْ اَیْ کرے۔ عینۃ مفاتیح الغیب کا مطلب ہے۔ یہ کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کھجیاں یعنی وہ ہیں جو اس غیب تک پہنچنے اور اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ ہو جس کا ذکر آیہ کریمہ فَاَنْ یُظْهِرَ عَلٰی غَیْبِهِمْ لَیْسَ ہے۔ پس اس آیت سے بھی نفی علم عطا کی ثابت کرنا جہل و ظلم ہے۔

تفسیر عرکس البیان میں ہے قال الجسیری لا یعلمہا الا هو و من یطلعه علیہا من صفی و حلیل و حبیب و ولی۔ سبحان اللہ کیا ایمان افروز تفسیر ہے۔ فرماتے ہیں۔ خارج غیب کو کوئی نہیں مانتا۔ مگر اللہ اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ ان پر اطلاع دے۔ خواہ وہ غنی ہو یا فقیل یا صوب یا ولی۔ اور اسی تفسیر میں چند طور اور پامی آیت کی تفسیر میں لکھا ہے۔ و قوله لَا یُعْلَمُ بِهَا إِلَّا هُوَ اِی لَا یَعْلَمُ اِلَّا وَلَوْ وَاَلَاخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذالک لہم یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا ہرگز نہ سے پہنچے کوئی نہیں جان سکتا یہی ہمارا دعویٰ ہے۔

آیات مذکورہ میں نفی علم ذاتی استغناء کی ہے نہ کہ عطا کی بلکہ ان آیتوں سے علم غیب عطا ہونا ثابت ہوتا ہے۔

سہ ماہین کرام اشیاء لہما ہے کہ وہ ایسے کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کس قدر عداوت ہے کہ جن آیتوں میں علم عطا کی کائنات اور علم ذاتی کا انکار ہے اس قسم کی آیتوں کو بڑھ کر حرام کو سمجھا جاتا ہے کہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں دیا گیا اللہ حیاء و ایمان دے۔

مولوی خیر محمد صاحب نے میرے وہ کلمات جو علم حسن کے خلیفہ کے پڑے تھے سمجھنے میں غلطی کی۔ مولوی صاحب! میں نے یہ کہا تھا کہ باری عز و جل کی بات و

آپ نے صرف اپنا ہی دھڑکا دیا۔ کوئی دلیل اس کے متعلق قائم نہیں کی جس کا میں جواب دوں۔ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ اس کو بھی باطل کر دوں گا اور آپ کی طرح زبانی بیخارج سے وقت کو نہیں گزاردوں گا۔ بلکہ اپنے دعویٰ کو قرآن اور حدیث سے ثابت کر دوں گا۔

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ لَئِنْ هُمْ إِلَّا سِوَىٰ رَسُولٍ كَذَّبُوا مَا ظَنُّوا أَنَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ سِوَىٰ مَا يَكْفُرُونَ لَئِنْ لَمْ يَرْجِعْ إِلَيْنَا فِي حُجَّتِهِمْ لَا نَنْسَخَ مِنَ النَّاسِ أَلَهُهُمُ إِلَّا أَلَهُ نَحْنُ وَإِنَّ رَبَّهُمْ بِمَا هُمْ كَاذِبُونَ عَلِيمٌ ﴿۱۰۱﴾

اے نبی! رسول کو شعر کا علم نہیں دیا۔ آپ تو جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے رب کے ہر ذلے اور پانی کے ہر قطرے کا علم ثابت کرتے ہیں لیکن خداوند تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم بھی نہیں دیا۔ اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ شعر کا کان و ما کیوں کے اندر داخل ہے یا نہیں؟ اگر داخل ہے اور یقیناً داخل ہے تو اس سے آپ کا یہ دعویٰ باطل ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما کیوں کا علم عنایت فرمایا گیا۔ میں نے کتنی آئین اور مدینوں سے یہ بات کر دی کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں پہنچا رہا تھا کہ میں نے آپ کو ایک اور مدینے سے منگو و شریف کے اندر یہ حدیث موجود ہے کہ: ”ما کان و ما کیوں کا علم اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبیاری کی حالت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں۔ یا رسول اللہ! بلکہ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میرے لئے لوگ ہیں پانی ڈالنا تاکہ میں وضو کروں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے ارشاد کی تعمیل کی اور لوگ نے میں پانی ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اٹھنا چاہا لیکن آپ پر پیشی ملاری ہو گئی۔ جس وقت کچھ اٹھا تو پھر دریافت فرمایا:

جزئیات کا خالق ہے۔ کل حادث و مخلوق ہے اور علم باری تعالیٰ قدیم و غیرہ مخلوق لہذا اللہ رب العزت کے علم کو کلی و جزئی و حادث و مخلوق کے ساتھ مصنف نہیں کر سکتے۔ تفصیل اس اعتبار کی یہ ہے کہ کلیات جیسے گدھا گھوڑا انسان حیوان وغیرہ خدا کی مخلوقات ہیں۔ حادث و ممکن جائز الہنا ہیں یہ ہرگز خدا نے قدس کا علم نہیں جیسا کہ آپ نے کہا کہ خدا کا علم کلی ہے ہر کلی خواہ لوح جس فصل خاصہ عرض عام و کلیات خاصہ میں سے کوئی سی کلی اختیار کیجئے۔ ہرگز وہ خدا کا علم نہیں۔ بلکہ اس تمام کلیات و جزئیات و ما و ما کیوں کے امکانات و محالات و حدود و مہد سب کو اس کا علم محیط ہے۔

جوابی تقریر دوم

(مخاطب: مولوی خیر محمد صاحب جالندھری بدناظرہ و بداعت دلیہ ہند یہ)

بھائیو! آپ نے مولوی سید احمد صاحب کی تقریر سن کر نہ تو کوئی آیت یا حدیث علم غیب کے ثبوت کیلئے پیش کی اور نہ ہی میری دلیلوں کا جواب دیا۔ اس منہ کا وقت شخص اور اصرار کی باتوں میں ضائع کر دیا۔ میں نے اپنی تقریر میں اس بات کو ثابت کر دیا تھا کہ خداوند تعالیٰ کے بغیر کسی کو غیب کا علم نہیں اور دعویٰ ثابت کرنے کیلئے دو آیتیں بطور دلیل پیش کی تھیں۔ آئیں کہ مولوی سید احمد صاحب نے میری دلیلوں کا جواب دینے کی زحمت گوارا نہ کی۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ یہ جو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو خداوند تعالیٰ کے علم کے برابر ہاتھ میں یہ شریک ہے۔ غیب کا علم نہ اسے خدا کے کسی کو نہیں۔ آپ نے اپنی تقریر میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ما کان و ما کیوں کا علم عنایت فرمایا گیا لیکن

کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ نہیں یا رسول اللہ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے پھر فرمایا کہ میرے لئے لوٹنے میں پانی ڈالو تاکہ وضو کروں۔ آپ اٹھتے ہیں لیکن غلی طاری ہو جاتی ہے حتیٰ کہ تمکین و لغو ایسی حالت ہوتی ہے اور ہر بار اٹھ کر دریافت فرماتے ہیں کہ کیا لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ اس حدیث سے صاف طور سے ثابت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تو کیا دیوار کے پیچھے کا بھی علم تھا۔

نشیانِ صداقت اہلسنت ایدر بدوہ و کن اور بے ادب دیو بندی مولوی یہاں تک اپنی تقریر کرنے پایا تھا کہ قہر الہی کی بجلی ان کی سطح پر گری اور توانی سے ان کی سطح داغ ہو گئی اور تمام کے تمام دیو بندی مولوی دھڑام سے سر کے بل زمین پر گرے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس خدا کی انتہا سے انہیں کچھ نصرت حاصل ہوتی اور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص شان سے زبان گورو گئے لیکن جن کے دل تنقیص انبیاء اور توہین رسالت آپ سے سپاہ ہو چکے ہوں ان پر اس قہر خداوندی کا کیا اثر ہوتا۔ دیو بندی مولوی بدستور اپنی تقریر میں مشغول رہا۔

(دیو بندی مولوی تقریر جاری رکھتے ہوئے) بھائیو! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اور مسجد کے درمیان ایک دیوار حائل تھی۔ جب آپ دیوار کے پیچھے کا حال نہیں دیکھتے تو علم غیب کی خبر کیسے دے سکتے ہیں؟ اس حدیث سے صاف ثابت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب پر ہرگز مدح پس نہیں تھی۔ میں مولوی سید احمد صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی تقریر میں میرے ان تمام اعتراضات کا جواب دینا۔

تقریر سوم

(جناب مناظر اہلسنت ابوالبرکات مولانا سید احمد صاحب قبلہ)

میں ان گرامی مولوی صاحب بار بار اسی مباحثہ و مساوات کی رٹ لگاتے چلتے ہیں حالانکہ فقیر گزشتہ تقریروں میں غیر مشتبہ الفاظ کا تس ایسا اور اپنے اکابر کا عقیدہ ان کی تصانیف سے پیش کر چکا ہے لیکن مولوی صاحب اپنی ہر تقریر میں اکثر اپنی دماغی اور بہتان بندی کے سوا کوئی مفید مطلب بات نہیں بیان کرتے۔ مولوی صاحب ان حیلہ سازیوں اور فریب کاریوں سے بچنا نہیں چھوٹ سکتا۔ آپ میری پیش کردہ آیات کا جواب دیجئے یا تسلیم کیجئے۔ آپ کتنی ہی بھاگنے کی کوشش کریں لیکن میں آپ کو بھاگنے نہیں دوں گا۔ آج آپ کا دل جانتا ہے کہ کس کے سامنے آپ آئے ہیں۔ ہمیشہ آپ کے بڑے بڑے مایہ ناز مناظر اسی طرح کی دروغ باتوں اور حیلہ سازیوں سے اپنا قہقہا جھجھاکر رام فرار اختیار کرتے رہے ہیں۔ لاہور میں آخری فیصلہ کن مناظرہ مشہور ہوا ہم نے حسب وعدہ اپنے حلقے کی تمام اور مشائخ عظام کو مناظرہ کے میدان میں آنے کی تکلیف دی اور کثیر التعداد علمائے اہلسنت اطراف ملک سے رونق افروز ہوئے لیکن دیو بندی مٹاپنا مناظرہ پیش کر سکے اور نہ صدقہ وکیل کو حاضر کر سکے۔ یاد جو اس کے حسب مناظرہ کی شرائط ملے ہونے لگیں تو دسی قسم کی لامحالہ باتوں میں دقت سامنے کی اور بھاگ بھاگ گئے لیکن بفضل تبارکی آپ لوگوں کو شہرہ میں ڈال دینی فرات پھیلانے اور کفر و شرک کی شین چلانے کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ اہل شہر اور تعلیم یافتہ عقیدہ دیوبندیوں کے مزارعہ است اور اہلسنت پر مطلع ہو چکے ہیں۔ وہاں آپ کی دال نہیں

کرتے ہیں۔ یاد رکھئے کہ انہی سید احمد دہلوی ہے۔ مجال است کہ سنیاں بمرند و
 دوج بندیاں جائے ایشاں گیرند جس طرح شہر میں آپ کے عقائد کفریہ کے اصول
 کا پل کل گیا ہے انشاء اللہ الحزب آج تعبد گون میں بھی آپ کے عقائد فاسدہ و
 اعمال کا سدہ کو بے نقاب کر دیا جائے گا۔ الحمد للہ کہ آپ کے شعر چاندھری میں بھی
 ملت کی بیخ کاؤ ڈنگی ہے۔ مولانا عبدالخلیل صاحب فاضل حزب الاصفی نے
 چاندھری میں دوسرا نم کر لیا ہے اور لفظ نقاب اب اہل چاندھری میں بیدار ہو چلے
 ہیں۔ فقیر نے کئی بار چاندھری میں تقریر کی اور آپ کے عقائد فاسدہ کو ظاہر کیا۔

ع۔۔۔۔۔ ”نہاں کے ماند آس مارے کرو سادہ فقہا“

الحاجا سے پاؤں خیر کا رلف دراز میں

لو آپ اپنے دام میں صباؤ آ گیا

مولوی صاحب نے ایک اور آیت پڑھی ہے۔ وَكَذَلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ مَا كُنْتَ تَتْلُو مِنْ قَبْلِهِ
 كَتَبْنَاهُ لَكَ۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر صحابہ و
 مخالفین کا علم ہوتا تو شعر کا بھی علم ہوتا۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے شعر کا علم نہیں
 دیا۔ وہ مولوی صاحب خوب فرمایا۔ ع۔۔۔۔۔ اس کا راز تو آید مرداں نہیں کتد
 عزیز الہا گرامی و کس قدر تعجب کی بات ہے کہ زید دھر کو تو شعر کا علم ہو اور
 جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا علم نہ دیا گیا۔ جناب مولانا علم کے سولہ
 معنی ہیں۔ یہاں علم داسن کے معنی نہیں ہے بلکہ علم بمعنی داسن کمال ہے۔ اور جناب
 محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم بزرگمال کے جامع ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس آیت کے آخر میں

ہم نے ان کو علم نہیں دیا۔ اس آیت کے سراسر بے جا ہے۔ بے جا اور وہ بے جا ہے
 اہل ان شان نہیں۔ کیوں جناب مولوی صاحب علم بمعنی دانش کمال ہے تو مولوی کمال
 حضور کی شان کے لائق نہیں۔ کس قدر جہالت ہے۔ وہایت کا نردجو۔ حضور اقدس
 صلی اللہ علیہ وسلم کی عداوت نے ان کو اندھا گونا گوارا حواس باختہ کر دیا ہے۔ بیخ
 ہے جب خدا ایمان لیتا ہے تو۔ اتحاد حق عقل بھی سلب کر لیتا ہے۔ جناب والا یہاں علم
 بمعنی ملک و عادت ہے۔ آپ کریمہ کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے اپنے محبوب کو شعر گوئی کا
 ملک نہیں سکھا یا اور یہ آخرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے لائق نہیں۔ کتنے ہی ملک
 شاعری کے، ہر عرصہ و قوائی کے جانتے والے ایسے ہیں کہ وہ ان شعر کو صحیح آواز کرنے پر
 قادر نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ انہیں شعر و نثر و بیاد میں تیز نہ ہو۔ لیکن کے قواعد
 و سہولیات سے بے خبر ہوں۔ اس شعر گوئی کا ملک نہیں۔ علم سے بہت مرتبہ بلکہ مراد ہوتا
 ہے۔ ہمارے دوزمرہ کے محاورے ہیں کہ طلاں عالم کھٹنا نہیں جانتا ہے۔ اس کے یہ
 معنی نہیں کہ املا یا دم الخ یا حرف کی صورت و حیث اور قواعد کی اس کو خبر نہیں۔ سب
 کچھ جانتا ہے مگر کھٹنے کا ملک نہیں۔

آپ مولوی کا نا نہیں جانتے۔ اس کے بھی معنی ہیں کہ ملک نہیں ورند جانتے
 خوب ہیں کہ کتنی کس طرح ہے۔ زید جتنا ہے کہ تیر اندازی جانتا ہوں۔ آپ تیر کمان
 دے کر کہئے کہ نشانہ لگائے اور کسی طرح نشانہ نہ لگا سکے۔ تو بھی کہا جائے گا کہ کشتن جانتا
 گو کہ وہ تیر اندازی کے مفہوم و معنی کا خوب واقف ہے۔ اسی طرح کہا جاتا ہے کہ میں
 نے اپنی اولاد کو جوت پونا نہیں سکھا یا۔ چوری، زنا، قمار بازی اور شیر بازی و سرخ
 بازی اور چنگ بازی نہیں سکھا لی۔ تو کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ وہ چوری اور زنا اور قمار

بازی اور شیر بازی اور مرغ بازی اور جنگ بازی کے مفہوم کو معنی کو نہیں جانتا۔ ہرگز نہیں بلکہ یہاں ملکہ اور عادت کی لگائی ہے اور علم سے مراد ملکہ کچھ دہرے میں عادات پر منحصر نہیں۔ ہر ملک اور زبان میں علم معنی ملکہ کی کثرت مستعمل ہے۔ کثرت میں ہے۔ ولا نسلم ان دلالة لفظ العلم على البهر المحصور هي فان معنا ملكة يقتصر بها على ادراك جزئيات الاحكام واطلاق العلم عليها شائع وامن في العرف كقولهم في تعريف العلوم علم كذا وكذا فان المحققين على ان المراد به هذه الملكة ويقال لها الصناعة ايضا لا نفس الادراك۔ مولانا عبدالحق خیر آبادی اور ملا جیون دہرا اللہ آبادی اپنی اپنی شرحوں میں فرماتے ہیں لان المراد بالعلم الملكة۔ اس بات کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ علم بمعنی ملکہ ہے اور آج کریمہ میں بھی مراد ہے اور عادت میں کثرت علم بمعنی ملکہ آیا ہے۔ مسند احمد میں ہے کہ ابن عبد اللہ بن زید سے مروی ہے۔ عن النبي صلى الله عليه وسلم علموا اولادكم السباحة والرمية التي اولادكم تيراعونها اور شادری لکھا کہ یعنی ان کو عادت ڈالو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ شعر و معنی میں مستعمل ہے۔ اول کلام سوزن جس میں وزن کا قصد کیا گیا ہو۔ تفسیر کبیر میں ہے الشعر هو الكلام الموزون الذي قصد الي وزنه۔ یہ معنی عربی ہیں۔ دوسری معنی منطقی قدماء حکماء کے نزدیک وزن و قافیہ شعر کا کہ نہیں ہیں بلکہ ان کے شعر ان کے نزدیک صرف مقدامت خیل کا امر ہے۔ تو جو قافیہ اس مقدامت خیل سے مرکب ہو اس کو شعر کہتے ہیں اور بعض علماء منطقی شعر اس کو کہتے ہیں جو مقدامت کا ذہن سے مرکب ہو۔ تفسیر روح البیان جلد اول ص ۳۸۱ میں

والشعر عندا لحكماء القدماء ليس على وزن وقافية ولا الوزن والغاية من كن الشعر عندهم بل الركن في الشعر ايراد المقدمات المحبلة في نظم النبوت میں ہے۔ و احبب باله لا يفتقر لا ادري لانه المراد الصلابة وليه ايضا لال بعضهم الشعر اما منطقي وهو المؤلف من المقدمات الكاذبة۔ اب سمجھتا چاہیے کہ قرآن پاک میں جو الفاظ شعر اور دہرے اس سے منطقی معنی ہی مراد ہیں۔ کیونکہ قرآن پاک کا اسلوب شعر و شاعری سے پاک اور منزہ ہے۔ لہذا آیت کا صحیح مطلب یہ ہو گا کہ ہم نے اپنے حبیب کو شعر یعنی کذب نہیں لکھا یا اور نہ ہی یہ ان کے منصب رفیع نبوت کے مراد ہے۔

کہنے مولوی صاحب اکچہ سمجھ میں آیا۔ یا وہی مرثعہ کی ایک ٹانگ۔ کاشا یہ مناظرہ کسی شعر میں ہوتا تو آپ کا پل کھلتا۔ جنگل میں مورچا کس نے جانا۔

مولوی صاحب نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث بھی پیش کی ہے کہ مرثعہ الموت میں سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے حاضرین سے دریافت فرمایا کہ کیا غار ہوگی؟ لوگوں نے عرض کیا حضور کا ارتقا ہے۔ اس حدیث سے حضور اقدس سے متعلق حضور ہمارے مد مقابل کی خوش فہمی ہے۔ ماشاء اللہ! آپ کا استدلال قابلِ داد ہے۔ مولوی صاحب اس حدیث میں تو ان مبالغہ آویز جملہ جملہ یا اشارہ بھی عدم علم حضور پر دلالت ملتی ہے یا تقصیر کرتا ہو۔ حضور انور کا یہ ریاضت فرمانا کہ غار میں کیا دیر ہے ہرگز عدم علم کو تسلیم نہیں۔ اگر استقامت علم کو منظور ہوتا تو پھر آپ کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ رب العزت موئی علیہ السلام سے دریافت فرماتا ہے وَمَا سَأَلَكَ

وہی کہ وہی نہ تھا۔ اسے مولوی میر نے ہاتھ میں کیا ہے؟ (معاذ اللہ) آپ کے طور پر خدا کے قدر میں بھی ہے خیر اور بے علم تھا۔ اس کو خیر نہ تھی کہ مولیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں کیا ہے۔ اگر علم ہوتا تو کیوں پوچھتا؟ جب مولیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ہے۔ عَصَا یہ میری لکڑی ہے۔ تب (معاذ اللہ) خدا کو کوئی بوجہ علم ہوا۔ کیوں چٹا ب مولانا کیا ایسا آپ کا قیاس یہاں جاری ہوگا۔

بہر حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ادا ہوتی کی درخواست پر ارشاد ہوا اَوَلَسَمَ تَسْؤِمُہُنَّ اَکِیَا تَمَّ کُوْخِیْنِیْہِیْنِ؟ نیز حدیث اختتام ملا نکہ میں ہے کہ میر سے ادب نے مجھ سے پوچھا میرا محمد طحا یا نہ ختم العلماء الاعلیٰ۔ اے محبوب ملا علی کے فرشتے کس چیز میں جھگڑتے ہیں۔ نیز مسلم شریف کی حدیث میں ہے۔ اذھب الی محمد وریک اعلم الناس منہ ما یکسبک! نیز مصطفیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کرو کہ سب گریہ کیا ہے؟ وہ جو یکہ اللہ تعالیٰ اعظم ہے۔ تو پھر مولوی خیر محمد صاحب کے نزدیک خدا کے قدر میں کو بھی علم نہ ہونا چاہیے اگر علم ہوتا تو دریافت کیوں کیا جاتا؟

معرفت اے ہے ان گزرا ہوں کی حدیث دانی اور نکات آفرین۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دریافت فرمانا کہ نماز میں کیا دیر ہے بہت سی تکلیف پڑتی ہے۔ بات بڑھ جاتی ہے اور وقت میں گنجائش نہیں تاہم بعض مصالح و حکم عرض کرنا ہوں اول جماعت کا شوق دلا تا کہ ایسے وقت میں کہ صاحب فرائض ہوں نماز کا خیال ہے۔ جماعت کا شوق ہے تا کہ اُسے بھی حضور کا اتباع کرے اور اسی طرح بیماری میں جماعت کی جگہ نہ کرے۔ نیز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام کرنا چاہتا تھا

ان کی عظمت و کتبائیت کا سب پر اظہار تھوہ و تھا تا کہ تمام حاضرین پر یہ امر واضح ہو جائے کہ حضور انور نے دین کا امام صدیق اکبر کو بنا دیا تو دوسری نظام کی اصلاح کے لئے بھی صدیق اکبر کو ہی امام بنانا چاہیے اور بہت سی مسئلہ ہیں جن کے بیان کی وقت اجازت نہیں دیتا۔ مولوی خیر محمد صاحب! ادھر ادھر کی بے سود باتوں سے کچھ فائدہ نہیں۔ آپ میرے پیش کردہ دلائل کا جواب دیں۔

جوابی تقریر سوم

(مخالف: "مولوی خیر محمد صاحب مناظر برائت پویندیر")

میرے مخمزم بھائیو! آپ نے مولوی سید احمد صاحب کی تقریر پر خوب سن لی ہوگی۔ آپ نے اپنی تقریر میں مولے مولے اور مشکل شکل لکھا استعمال کر کے اس بات کی کوشش کی ہے کہ ان کی قابلیت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر چھو جائے اور یہ باتی لوگ سمجھیں کہ یہ کوئی بڑے ہماری عالم ہیں اور ہم لوگ ان کی تقریر سے دعب میں آ جائیں لیکن مولوی صاحب!

بطل سے دہنے والے اے اسلام نہیں ہم

سو ہار کر چکا ہے تو امتاں ہمارا

آپ بڑے عالم فاضل تھے لیکن ہم بھی کوئی بچے نہیں کہ آپ کے دعب میں آ جائیں۔ میں نے عقل آئیں پڑھیں لیکن آپ نے کسی کا جواب نہیں دیا۔

آپ نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی کی عبارتیں پڑھ دیں کہ ہم رسول کریم کے علم کو حدیث تنہی سے حدیث

[illegible]

پسندیدہ اور مرفوضی رسولوں کو۔ ان دونوں مرجحوں میں کیسا فرق عظیم ہے۔ لیکن اللہ! کیسی روشن دلیل ہے کہ مرفوضی رسولوں کو غیب خاص پر غالب و مسلط کیا جاتا ہے اور عام غیب کا علم تو اولیائے کرام کو بھی عطا ہوتا ہے۔ نیز اسی آپ کریم سے آخر امت اہل سنت نے فرقہ ضالہ معتزلہ کو بھی روڑ فرمایا ہے کہ چونکہ وہ اولیائے کرام کی کرامات اور ان کی سیلے علم غیب کا انکار کرتے ہیں اور غیب کا علم ہر رسولوں کے سوا کسی کو نہیں مانتے۔ چنانچہ اسی آپ کریم کی تعبیریں امام فخر الدین رازوی نے تعبیر کبیر میں اور علامہ سعد الدین قسطلانی نے شرح معاصر میں اور فخر روح البیان میں ضمنیوں والا کثیر فرماتے ہیں۔ اگر ہمارے مدقابل کو ان عبارتوں کی ضرورت ہو تو یہ موجود ہیں۔ تعجب ہے فرقہ ضالہ معتزلہ تک تو انبیاء کرام کے علم غیب کا مخالف ہے لیکن فرقہ دیوبند یہ معتزلہ سے بھی دو قدم آگے ہیں کہ انبیاء کرام کیلئے علم غیب نہیں ماننا۔ اس بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَكَانَ اللَّهُ بِتَجَوُّبِ الْأُمُورِ عَلِيمًا
 مِنْ تَحْتِهَا (پہلے سورہ آل عمران آیت ۷۷) یعنی ”اللہ تعالیٰ ہر چیز کو مٹا کر
 کر دے غیب پر اور لیکن اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہے
 “تعمیرِ جمل میں ہے وَالسَّمْعَىٰ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يُخَيِّرُ مَن يَصْطَلِيهِ مِنَ رُسُلِهِ
 مَن يَشَاءُ لِيُظِلَّ عَلَى الْغَيْبِ” جان انہذا کس قدر واضح تفسیر ہے فرماتے ہیں۔
 ”یعنی آیت کے یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں جس کو چاہتا
 ہے جس کو مٹا کر دے اس کو غیب پر۔“

اور میں نے! وَاَعْلَمْتُكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكَ
عَظِيمًا (پ ۵ سورہ النساء، آیت ۱۱۳) اور سچا ہوا ایم کو اسے محبوب جو کچھ تم نہیں

جانتے تھے یعنی زمانہ ماضی میں۔ اعام ہے اس کا شخص قطعی نہیں ہے۔ لہذا ہر شے کو
مادی ہے جس چیز کے متعلق کہا جائے کہ اس کا علم حضور رکھیں تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
عَلَيْكَ اِسْمُ حَبِيبٍ وَهِيَ حَبِيبٌ تَمَّ سَمَاءُی۔ پس اس کلمہ کے متعلق میں آپ سے
پوچھتا ہوں کہ اس کا علم حضور انور کو ہے یا نہیں اگر کیسے ہاں ہے تو چشم مادی میں دل
ماشاء اللہ جا ہمارا ثابت ہو گیا اور اگر کیسے کہ حضور نہیں جانتے تو اللہ فرماتا ہے
عَلَيْكُمْ یَعْنِیْ ہِمَّی تَمَّ کَوْنُہَا دِیَا۔

حضرات اللہ تعالیٰ تو فرماتے۔ جو کچھ ہمارے محبوب نہیں جانتے تھے۔ ہم
نے اُس کا علم تعلیم فرما دیا لیکن وہابیہ دلیہ بند یہ اب بھی تسلیم نہیں کرتے۔ مولوی
صاحب لفظ اعام ہے۔ تمام وجودات و کمالات کو مادی و ماضی۔ جس طرح یَقُولُوْنَ
فِی السَّمَوَاتِ وَتَمْلِی الْاَرْضِ میں اور اَنْ یُقِیْعُوْا عَاقِبِی الْعِبَادِ کُمْ اَوْ یُخْلَقُوْا
یَسْتَدِیْبُکُمْ بِوَلِی اللّٰہ میں اور یُکْرِمُہَا کُمْ جِیْشِیْنَ یُعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اور یَمَّا
تُخْلَقُوْنَ وَ مَا تَعْمَلُوْنَ وغیرہ آیات کثیرہ میں لفظ اعام ہے اسی طرح عَلَیْکُمْ
مَا لَمْ تَعْلَمُوْا کُمْ میں ہے اور یہ عام قطعی ہے اس کا شخص قطعی ذکر ہے۔

نور الانوار بحر القارون فی مسلّم الثبوت وغیرہ کتب اصول فقہ میں ثابت
کیا گیا ہے کہ عام اقارہ محوم میں قطعی ہے۔ لہذا اس آیت کریمہ سے آنحضرت سراب
رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صحیح اشیاء پر علم قطعی طور پر ثابت ہوا۔ ہمارے مد مقابل
پر لازم و لازم ہے کہ اس آیت کا تاریخ لائے مگر وہ قیامت تک نہ لاسکے گا۔ اس لئے
کہ اخبار کا کثرت ناممکن ہے اور اس کا شخص قطعی ناموجود۔

بعض وہابیہ دلیہ بند یہ عَلَیْکُم الْاَشْیَاءَ مَا لَمْ یَعْلَمُوْا اور یُعْلَمُکُمْ مَا لَمْ

تَعْلَمُوْا تَعْلَمُوْا اور یُکْرِمُہَا کُمْ جِیْشِیْنَ یُعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ اور عَلَیْکُمْ مَا لَمْ
تَعْلَمُوْا تَعْلَمُوْنَ وغیرہ آیات سے معارضہ کیا کرتے ہیں کہ اگر عَلَیْکُمْ کَافٍ
تَعْلَمُکُمْ میں اعام ہے تو آیات مذکورہ میں بھی اعام ہونا چاہئے اور اس صورت
میں لازم آتا ہے کہ تمام سرور زمانہ صغیر و کبیرہ و غیرہ عالم و جاہل و شہرستانی ہو یا بدھائی
ہر ایک عالم یا کائنات یا نیکون ہو جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اِنْسَان عَلَیْکُمْ الْاَشْیَاءَ مَا لَمْ یَعْلَمُوْا میں امر اب
یا لام ہے۔ اس سے فرد کال شخص متین مراد ہے اور وہ حسب تصریحات مفسرین
آنحضور ہیں اور دوسری آیتوں میں بھی اگر ما جام لیا جائے لا عیلم فی شئین۔ بلکہ
ہمارے دوسرے کی موجودیت ہے یعنی ما کائنات یا نیکون کا علم حضور اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو عظیم الہی بذریعہ وحی حاصل ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے تمام
حاضرین نے جو اس مجلس میں حاضر تھے یا ان لیا چنانچہ یہ امر حدیث سے ثابت ہے
بخاری و مسلم شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَامَ فِیْنَا رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَکَ شَیْئًا یَکُوْنُ فِیْ مَقَامِہِ ذَالِکَ
الْیَوْمِ فِیَامَ الْمَسَاعِدَةِ الْاِحْدَثِ بِہِ حَقِیْقَۃً مِنْ حَقِیْقَۃٍ وَتَسْمِیَہً مِنْ تَسْمِیَہٍ (صحیح
مسلم کتاب البیعتین و اشراک المسند) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ہم میں
استعداد ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا حسب بیان فرمادیا کوئی چیز نہیں
چھوڑی۔ جسے یاد رکھا اور یاد رکھول گیا بھول گیا۔ نیز صحیح بخاری میں حضرت فاروق
اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قَامَ فِیْنَا الْبَیْیَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَقَامًا
فَاخْبَرْنَا عَنْ بَدَا الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ الْاَهْلِ الْجَنَّةَ مَنَازِلَہُمْ وَاَهْلُ النَّارِ

عبداللہم: (بخاری شریف کتاب بدء الخلق) یعنی ایک دفعہ حضور اقدسؐ نے ہم میں کھڑے ہو کر اہل اہل قریش سے کہے کہ بتیوں کے جنت اور دوزخ کی بات کرو اور تم کو روزِ قیامت پہنچانے تک کا حال ہم سے بیان فرمایا۔ یعنی نے عموماً اہل قریش میں صحیح بخاری میں ارشاد فرمایا۔ فیہ دلالت علی السہ اخیر فی المجلس الواحد بجمع احوال المخلوقات من ابتدائها الی انتہائها یعنی ہر جمعہ ایک مجلس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک جملہ مخلوقات کے تمام احوال بیان فرما دیے۔ صحیح مسلم میں ہے فاحسن ما بعدا ہو کان الی یوم القیامۃ۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا جو کچھ تم تک آئے ہوئے والا ہے۔ تو ثابت ہو کہ حضور اور علیہ السلطۃ والاسلام نے تو اہل اہل قریش سے لے کر دوزخ و جنت دار تک تعین بیان فرمایا لیکن حاضرین اور ہر بار جملہ دکان دار لیکن کو محفوظ رکھ سکے جو بے ضعف حافظہ کچھ یاد رہا کچھ بھول گئے۔ تو جب صحابہ کرامؓ کو یاد نہ رہا تو ہم کس طرح دکاندار دکاندار بیان کر سکیں۔ ہم تک پہنچنے کا ذریعہ تو فی حضرات تھے۔ لہذا اہل باب کا اعتراض و عارضہ نہ کرنا و عملِ جہالت و غایت ہے۔

اور لیجئے مشکوٰۃ شریف میں ہر اداست ثواب کی رضی اللہ عنہ مروی ہے ان اللہ
ذی لی الارض والربوات مشارعها و معاویہا۔ (مشکوٰۃ شریف کتاب النہج
باب فضل من میرا لثمن صلوات اللہ وسلامہ علیہ) یہ حکم اللہ تعالیٰ نے سیدنا میرے
لئے زمین۔ یعنی اُس کو سیاحت کرکشمشقل کے کر دیا۔ پس دیکھا میں نے اُس کے
مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین و آسمان کی حد اختتام ہمارے ملک کو مشکوٰۃ میں ہے
اس میں یہ ایمان انفراد و جماعتیہ سے و کلمات معجزوں۔ فعلعلمت ما فی

السموات والأرض - یہی جہاں ایسا سنا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔
حضرت شیخ عقیل علیہ الرحمۃ وعلوہی رحمۃ اللہ علیہ المعانی میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: "فعلیٰ السموات والأرض" یہی آسمان ہر چیز کا آسمان اور ہر چیز کی بود و بقاء ہے۔ اس کی اصطلاح علم جزوی کی وجہ سے آج کے آسمان و زمین کا کیا حقیقی دلیل ہے۔ شیخ فرماتے ہیں کہ حضور کا یہ فرمانا کہ میں نے جہاں لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں - اس سے مراد کمالی علوم جزوی کی کمالی جہاں ہے۔

دوسری حدیث میں ہے جنعلی لی کل مٹی و عرلت شیخ اس کی شرح میں فرماتے ہیں 'پس ظاہر شد روشن شد مرآہ چرخہ العلوم و شفا مسمیہ' یعنی مجھ پر ظاہر و روشن ہو گئے تمام علوم و مرئوس نے پہچان لئے۔ فائدہ علیٰ ذاک۔

حضرات! ہمارے معاملے نے ایک آیت پر بھی چڑھتی کھڑی ہو گئی۔
 اَعْلَمُ الْکَلْبُ لَا یَسْتَحْیِ مِنْ اَحَدٍ وَ مَا یَسْتَعِیْبُ السُّوءَ۔ (پ۔ ۹ سورہ
 الانعام آیت ۱۱۸) یعنی اگر تم گنہگار نہ بنو گے تو کب کو چاہنا تو کبشت رہنا
 ترجیح رکھنا اور برائی سمجھنے نہ پہنچنا۔ مولوی صاحب کا مقصد اس آیت سے بھیجی ہوئی غلط فہم
 ہے حالانکہ مولوی صاحب کے دعویٰ سے اسے کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے کہ دعویٰ تو
 مولوی صاحب کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں دیا گیا اور آپ کریم
 میں انجیر زانہ میں ہے۔ آپ شریفیت نظر نظر لیں گنہگار اَعْلَمُ اور لا یَسْتَحْیِ
 اور مَا یَسْتَعِیْبُ سبھی صیغے نامی کے ہیں جو زمانہ گنہگار پر دلالت کرتے ہیں۔
 شریف کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ اگر میں زیادہ گنہگار نہیں بن رہا ہوں

کی تخریق کر لیا اور مجھ کو برائی نہ پہنچی۔ اگر ذاتی اور استحقاقی علم کی نئی سے قطع نظر کر کے
 حسب مدعا نے مخالف فرض کر لیا جائے کہ اس آیت سے انکار غیب معلوم ہوتا ہے تو
 بھی نہیں مضرتیں۔ اس لئے کہ اگر بالفرض آیت میں انکار ہے تو زمانہ گذشتہ میں
 حاصل ہونے کا انکار ہے۔ کہ اگر میں پہلے سے غیب جانتا تو بہت سی تخریق کر لیتا اور
 برائی مجھے نہ پہنچتی لیکن اس آیت میں اس امر پر دلالت ہرگز نہیں کہ میں اب بھی
 غیب نہیں جانتا یا آئندہ بھی مجھے غیب کا علم نہ ہوگا۔ پس آیت میں اگر نفی و انکار ہے تو
 زمانہ ماضی کی ہے۔ قطع نظر اس سے ہم اپنے مدعا میں سے پوچھتے ہیں کہ یہ آیت
 کریمہ فقیر شریعہ ہے۔ لَوْ كُنْتُ عَلِيمَ الْغَيْبِ مَرَّةً وَاحِدَةً لَّسْتُ مِنَ الْخَاسِرِينَ
 الخ۔ ہرگز ایسا باصلاح منطقی مقدمہ نہ ہوتا اور انتقام شریعہ مستلزم انتقام جزا ہوتا ہے۔ تو
 جب آپ کے نزدیک حضور پر نور مجمع البرکات منبع الحسنات جامع الخیرات صلی اللہ علیہ
 وسلم کو علم غیب حاصل نہیں تو استناد شریعی ثابت نہیں۔ یعنی آپ کے عقیدہ کے مطابق
 آپ کی دلیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نے شریک کو حق نہیں فرمایا حالانکہ یہ معاذ اللہ
 باطل ہے۔ وہ لوگوں کی بھلائی ہے جو حضور نے حاصل نہ کی ہو۔ استناد شریعی تو قطعاً ثابت
 ہے۔ آیت کریمہ اِنَّمَا اَعْطٰی بَنٰی اِسْرَءٰیلَ الْکِتٰبَ الَّذِیْ فِیْہِ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ لِّقَوْمٍ
 عَذُوْبٍ اَشَدِّ عَذَابًا اِیْنَمَا یُکَذِّبُوْنَ۔ پس ہمارے مدعا میں کاذبوں کی باطل ہے اور آیت کا
 صحیح مفہود ہوا ہے جو عرض کیا گیا کہ نفی زمانہ ماضی میں ہے۔

مولوی صاحب! آپ نے بھی شفا نامہ کا نفسی حیاں اور اس کی شرح نسیم
 الریاض کا نام سنا ہے؟ اس میں آپ حضرات کے اوہام شکوک کا ازالہ ان لفظوں میں
 فرماتے ہیں (ہذہ المعجزة نفسی اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم علی

الغیب (معلومة علی القطع) بحيث لا یمکن انکارها او التردد فیها لا
 حد من العقلاء (کثرة ووافیہا و اتفاق معانیہا علی الاطلاق علی الغیب)
 وهذا لا ینافی الایات الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا اللہ۔ وکولہ لو
 کنت اعلم الغیب لا یمکن ثبوت من الخیر فان المنہی علمہ من غیر
 واسطة واما اطلاعہ صلی اللہ علیہ وسلم بعلام اللہ تعالیٰ لہ قاصر
 محقق لقولہ تعالیٰ فلا یظهر علی غیبہ احدا الا من اراد نفسی من رسول۔
 یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تجرہ علم غیب یقیناً قطعاً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو
 انکار یا تردید کی گنجائش نہیں کہ اس پارہ میں حدیثیں کثرت وار ہیں اور ان سب سے
 بالاتفاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیات کے
 خلاف نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور اسی طرح آیت لَوْ
 كُنْتُ عَلِيمَ الْغَيْبِ لَکُنْتُ مِنَ الْخَاسِرِ میں اگر غیب جانتا تو بہت بھلائی جمع
 کر لیتا۔ ان آیتوں میں بلا واسطہ علم غیب کی نفی ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم (دینے سے نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ملتا تو یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ عز و جل فرماتا ہے وہ
 اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں فرماتا سو اپنے پندہ یدہ رسول کے۔

کیوں جناب مولوی شریح محمد صاحب ایدہ ذاتی آیت ہے یا نہیں۔ اس کو علماء
 اہلسنت نے علم ہدایت کی نفی پر محمول کیا نہیں۔ علم غیب بلا واسطہ یعنی عطیہ انجمن نبی
 کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت مانا نہیں؟ ضرور مانا تو لیکن السیدہ ابیہ قوم لا
 یسلطون۔ لیکن آیات و احادیث مذکورہ سے ثابت ہوا کہ ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کا علم باکان و بایکون ہیں۔ فاشدد علیہ علیہ الک۔

جوابی تقریر چہارم

(مخائب: مولوی خیر محمد صاحب منظر جماعت دیوبند پر)

ایمانی! اس دفعہ مولوی سید احمد صاحب نے ایک دوا بتیں حدیثیں پڑھ دیں اور اس سے ثابت کرنا چاہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باکان و ماکیون کا علم عنایت کیا گیا۔ یعنی جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہونے والا ہے وہ آپ پر ظاہر فرمایا گیا۔ مولانا شمس پٹیل بھی اپنی تقریروں میں واضح کر چکا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے باکان و ماکیون کا علم ثابت کرنا شرک اور کفر ہے کیونکہ یہ خداوند تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے کہ وہ ماکان و ماکیون کا عالم ہو۔ میں پوچھتا ہوں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کے واقعات جانتے تھے یا نہیں؟ آپ تو یہی کہیں گے کہ وہ جانتے تھے لیکن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ کو اپنے بعد کے واقعات کی خبر نہ تھی۔ سنیے! جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن فرشتے چند آدمیوں کو لے کر آئیں گے میں ان آدمیوں کو آپ کوثر پلانے کیلئے اپنی طرف بلاؤں گا فرشتے کہیں گے اللہ لا ہدی ما احد فوا بعدک کہ یا رسول اللہ! آپ نہیں جانتے کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ یہ تو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ دیکھئے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان سے اپنے غیب جاننے کی کٹی فرما رہے ہیں کہ اس طرح میں ان لوگوں کو بلاؤں گا اور فرشتے کہیں گے کہ یا رسول اللہ! آپ نہیں جانتے کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔

اس حدیث سے ثابت ہو گیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنے

والے واقعات کی خبر نہیں تھی۔ اگر آپ کو خبر ہوتی تو آپ ان لوگوں کو پہلی ہی تقریر میں بیان کر لیتے کہ یہ لوگ مرتد ہیں لیکن ایسا نہیں ہوتا بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لا علمی سے ان کو مسلمان اور اپنا اسمیٰ کچھ کرنا اپنی طرف بلا رہے ہیں اور فرشتے آپ کو خبر دیتے ہیں کہ جن کو آپ مسلمان سمجھے ہوئے ہیں وہ تو آپ کے بعد مرتد ہو گئے تھے۔ دیکھئے یہاں سے علم ماکیون کی کٹی ہو گئی کہ آپ جو کچھ ہونے والے واقعات ہیں ان کی خبر نہیں جانتے۔ ہاں علم باکان یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اس کا علم تو وہ بھی میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں کہ اس کا بھی حضور کو علم نہیں تھا۔

آپ کو معلوم ہے کہ جس وقت کفار نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ اصحاب کوفہ کا حال بیان کریں لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دن اوہ حالات نہ بتائے بلکہ جس وقت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو اصحاب کوفہ کی خبر دی تو آپ نے لوگوں کو بتایا۔ اگر پہلے معلوم ہوتا تو اسی وقت بتا دیتے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو باکان کا علم بھی نہیں تھا۔ میں نے اپنی تقریر میں ثابت کر دیا کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باکان و ماکیون کا علم نہیں دیا گیا۔ اب چونکہ ہر وقت قسم ہے اس لئے میں اپنی تقریر کو بند کرتا ہوں۔

تقریر پنجم

(مخائب: ابوالمہر کات مولانا سید احمد صاحب قبلہ مناظر اہلسنت والجماعت)
لَا تُخَدَّعُكَ وَ لَا تُخَدِّعُكَ عَلٰی حَبِيبِهِ الْكَافِرِ قِم۔ حضرت! سخت تعجب ہے کہ فقیر نے دس پندرہ باتیں اور دس حدیثیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے

ثبوت میں پیش کشیں اور مولوی صاحب کی تمام چیزیں کردہ آیات کا متعلیٰ و عدلیٰ جواب دیا لیکن مولوی صاحب نے ان آیات و احادیث کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ فرماتے ہیں کہ حدیث النکاح لا تسدوی، ما احدثوا بعدک سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہیں تھا اگر علم ہوتا تو حضور ان لوگوں کو حوض کوثر پر کیوں بلائے۔

جواب اس کا بغور سنئے اور داد دیجئے اور حق سمجھو تو قبول کیجئے۔ مولوی صاحب جب فرما کر عالم صلی اللہ علیہ وسلم آج سے تقریباً چودہ سو برس پیشتر حضور صاحب میں خود جنس انیس خیز رہے۔ جس کے ہم کن قیامت میں بعض لوگوں کو حوض کوثر کی طرف بلائیں گے اور ملائکہ یہ عرض کریں گے کہ انک لا تسدوی، ما احدثوا بعدک تو اگر تعصب کا چشمہ اُتار کر دیکھا جائے تو حضور انور کو اس کا علم ہونا تو اسی حدیث سے ظاہر ہو جاتا ہے حالانکہ یہ واقعہ قیامت کو ہوگا۔ اگر انصاف کیا جائے تو اس حدیث سے قیامت کا علم ثابت ہوتا ہے کہ جو بات فرشتوں کے دل میں ہے اور جس کا اظہار وہ عین حوض کوثر پر کریں گے۔ نبی کریم (عالم اکان و مائیکان) صلی اللہ علیہ وسلم دینا میں اُس کی خبر دے رہے ہیں کہ فرشتے یہ کہیں گے اور میں یہ کیوں گا۔ تو معلوم ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنا اُن کا علم ہے لیکن ہمتھائے رحمت اپنی آنجوش رحمت میں عاصیوں کو بھی لینا چاہیں گے مگر فرشتے عرض کریں گے کہ انک لا تسدوی اے۔ پس اگر بقول آپ کے حضور کا علم نہیں تو بقیر علم آج سے چودہ سو سال پیشتر خبر کیسے دے دی؟ اللہ عظمیٰ مسلم اور مجسم متعین عنایت فرماتا تو مولوی صاحب کو یہ سمجھنا کچھ دشوار نہ تھا کہ ہم علم خبر دینا ناممکن ہے حالانکہ حدیث بخاری شریف سے حضور کو اس واقعہ کا

معلوم ہوا اور نظر اور سے گذر جانا ثابت ہوتا ہے۔ بیضا انا قائم اذا مرقا حتی اذا عرفتهم خرج رجل من بیئ و بیئهم فقال هلما فقلت ابن؟ قال ابی السار والنساء فقلت وما شأنهم قال انهم ارتدوا و بعدک علی ادبارهم القہقری۔ (بخاری شریف کتاب الرقاق باب فی الموت) حضور نور سید یوم البعث صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں میں کھڑا تھا کہ ایک ایک جماعت گزری جب میں نے اُن کو پہچانا تو ایک شخص نے میرے اور اُن کے درمیان سے نکل کر اُن سے کہا آؤ۔ میں نے کہا کہاں؟ اُس نے عرض کیا بتلنا دوزخ کی طرف۔ میں نے کہا۔ اُن کا کیا حال ہے؟ اُس نے کہا کہ یہ حضور کے بعد اُلے پاؤں پیچھے پلٹ گئے۔ یہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔ مولوی صاحب اب تو معلوم ہوا ہوگا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگوں کو دنیا میں بھیجائے اور ان کا مال جاسٹے تھے۔ اس حدیث کو نفی ظلمی دلیل ظہرانامہ اعلیٰ و انفاً کل معنوی سے انکار و اعراض کرنا ہے۔ جو قیامت تکلیما پر دلیل واضح ہے۔

علاوہ بریں یہ بھی جائز ہے کہ یہاں ہمزہ استفہام مخدولہ و مقدر ہو۔ دلالت حال بھی اسی کی منتہی ہے جیسا کہ ذیل لکھتے یقیناً قسماً اور ھذا آیت میں مقدر ہے اور اس تقدیر پر صحیح مسلم کی حدیث جو اسی مضمون میں بدیں الفاظ وارد ہے۔ قرینہ قویہ ہے۔ لہذا قول یارب منی ومن اعنی لبقال اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی جس میں کہیں نکالے پروردگار میرے یہ میرے ہیں اور میرے امتی۔ پس فرمایا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا؟ تو حدیث مذکور میں بھی النکاح لا تسدوی میں لا تسدوی ہو سکتا ہے۔ علاوہ بریں مولوی

صاحب کو اتنی خبر نہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے جملہ اعمال نیک و بد صغیر و کبیر اختیار و تصرف درود و قطعیہ پیش ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ متعدد احادیث سے ثابت ہے تو پھر کس طرح حضور کو ان لوگوں کے اعمال معلوم نہ ہو سکتے۔

فرمایا کہ جناب مولانا! مستفہام مقدور ماننے کا کیا نہیں؟ اور اب تک اس قدر آیات و احادیث سنا کر آپ کی سمجھ خرابی کی کچھ تسلی ہوئی یا وہی "سرنے کی ایک تلی پانکھ" کہے جاسکتے گا۔ کاش ذہول پر ہی حمل کیا ہوتا۔ مگر وہایت و توحیدیت اجازت نہیں دیتی۔ آپ فرماتے ہیں اصحاب کتب کا واقعہ حضور نے بیان نہیں فرمایا۔ مولوی صاحب! حضور کی عداوت و توہین نے دین و عقل سب کچھ کھو دیا۔ ذرا خدا سے شرمائیے۔ کیا تقاسیر میں آپ نے یہ نہیں پڑھا کہ شریکین پیور سے چند سوال کیلئے کہ آئے۔ ایک قصہ ذوالقرنین اور اصحاب کتب اور ایک حقیقت روح۔ یہ تینوں امور حضور سے دریافت کئے۔ آپ نے با نزول وحی کچھ نہ فرمایا۔ جب بار بار وحی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ان خوب بلائیں کی اطلاع دی۔ آپ نے کفار کو خبر دے دی۔ تعجب ہے آپ نے قرآن کو بھی فراموش کر دیا۔ سچ ہے حضور کی توہین لا تشعرون کا مصداق بنادیتی ہے۔

سنیے قرآن حکیم میں ہے وَیَسْتَسْئَلُونَکُمْ عَنِ ذِی الْقُرْآنِ فَبِیْنِیْ وَبَیْنَہُمْ سِتْرٌ لَّیْسَ لَکُمْ عَلَیہِ حَکْمٌ اُوْیَھُ الذِّہْنُ اَوْ السُّمُوْعُ اور سورہ کہف میں اصحاب کتب کا واقعہ معجزہ نازل فرمایا۔ مولوی صاحب! اس قدر سراسیمہ اور پریشان ہونے کی کیا بات ہے۔ قسمت میں لکھا آگے آ رہا ہے۔ سخت حیرت ہے کہ آپ لوگوں کو شب درویشی فکر دیتی ہے کہ کوئی آیت یا حدیث ایسی ملے جس میں بظاہر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہ معلوم

ہوتی ہو۔ سچ ہے "خزیر جن میں کس کس کی اپنی غذا اسی تلاش کرتا ہے۔ چنڈ سحر والی کو پاؤں دروہ قہن بریائی نہیں بھائی"۔ جسٹس ہمیشہ نجاست کا جبریل رہتا ہے۔ خواص کو آفتاب سے تکلیف ہوتی ہے۔ اگر آپ لوگوں میں عہد براہر بھی ایزان ہوتا۔ تو ہرگز علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار نہ کرتے۔ اس قدر احادیث و آیات کے بعد بھی آپ براہر لگی علم کی رشت لگائے جاتے ہیں۔

حضرت اب چند عبارات کتب مستجرہ اہلسنت و جماعت سے پڑھ کر سنا جا ہوں۔ جن سے اللہ نبوی کے کلشن دیکھتے، عشق بھری کے شے چمکتے، عقلت معنوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاند چمکتے۔ فضائل ہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سورج دیکھتے باوہ عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساغر چمکتے۔ دیو کے بندے دیر بخرق چمکتے۔ وہایت کے لوم لہو بخرم چمکتے۔ عجب بات کے ذرا بجاں بلب سسکتے نظر آئیں گے۔

کتاب المایز میں ہے کہ علم قیامت وغیرہ علوم حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر جانی دہ سکتے ہیں۔ و کیف یحقی علیہ ذالک والا قطاب السبعة من امة الشریعة یعلمونہا وہم دون الغوث ذالک والا قطاب السبعة

بسید الاولین والآخرین الذی ہو صیب کل شیء و منہ کل شیء یعنی علم قیامت مردار کرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیونکر جانی دہ سکتا ہے جبکہ آپ کی امت شریف کے ساتوں قطب اس کے عالم ہیں اور غوثوں کا مرتبہ قطبوں سے بھی بالاتر ہے۔ پھر وہ کس طرح اس کے عالم نہ ہوں گے اور سید الاولین والآخرین جو بکبریا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیادہ مند بھی اس کے عالم ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے تحقیق ہو سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہر چیز کا سبب ہیں اور عالم کی ہر شے کا وجود

منصور ہی کی بدولت اور حضور ہی سے ہے۔

مدارج النبوة شریف میں حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہر چہ در نیاست از زبان آدم تا او ان تہذیبی اولی بروئے صلی اللہ علیہ وسلم مختلف رہا ہے۔ تا بہ احوال اور از اول تا آخر معلوم گردید۔ یا را بن خود از تہذیب از انہی از اس احوال خبر داد"۔ نیز فرماتے ہیں قدس سرہ "ہُوَ بِحَقِّیْ فَتَنِي بِحَقِّہُمْ"۔ روئے صلی اللہ علیہ وسلم دانست برسد چیز از شیوہات و احکام انہی و احکام صفات حق و اساء و افعال و آثار و جمیع علوم ظاہر و باطن و قول و آخر و احوال و وہ از صدائق قُلُوْبِي كَلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ شَدُو۔ علیہ من الصلوٰۃ الافضلہا ومن التحیات انہما و اکملہما۔ خلاصہ مطلب دونوں عبارتوں کا یہ ہے کہ حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جو علم حدیث کو ہندوستان میں لائے جن کے تمام علماء مخالف و موافق مرہون احسان ہیں۔ فرماتے ہیں "جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ السلام سے لے کر مجھے اسی تک سب کا سب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کیا گیا۔ تا کہ اس کی تمام حالتوں کو قول سے آخر تک معلوم فرمائیں۔ خلفائے راشدین کو ان میں سے بعضی احوال کی خبر دی"۔ نیز فرماتے ہیں "نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر شے کے عالم ہیں۔ حیوانات اور احکام الہی اور احکام صفات حق اور اس کے اسماء و افعال اور ان کے آثار اور جملہ علوم ظاہر و باطن اول و آخر سب کا احاطہ فرمایا اور صدائق قُلُوْبِي كَلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ ہونے (تعلیم) یہ ہے اہلسنت کا عقیدہ۔

مولوی صاحب اب تو خدا را تو یہ کہتے اور تو ہیں تحقیق علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز آجانیے کا بھی درجہ بہ منور ہے۔

اب چونکہ وقت مناظرہ ختم ہو چکا تھا اس لئے حضرت قبلہ ابو الیرکات مولانا سید احمد صاحب کرسی پر بیٹھ گئے اور حضرت مولانا ابو الیمان حافظ محمد مظہر اندرین صاحب صدر اہلسنت و الجماعت نے کھڑے ہو کر فرمایا کہ چونکہ مناظرہ کا وقت لاٹھ بیکے تک تھا جواب ختم ہو چکا ہے۔ لہذا اس وقت مناظرہ بند کیا جاتا ہے اور بعد نماز ظہر پھر شروع ہو گا۔ آپ تمام حضرات شریف لے جاسکتے ہیں۔ بعد نماز عصر کمرکار والی شروع ہو گی تو پھر حشریفہ لے آئیں۔ چنانچہ تمام مجمع نے صاحب صدر کے ارشاد کی تعمیل کی اور پھر وغیرہ فی جلسہ برخواست ہوا۔

کاروائی مناظرہ بعد نماز ظہر

ظہر کی نماز پڑھ کر رئیس المجتہد والمحققین حضرت مولانا الحاج ابو الیرکات سید احمد صاحب ایک جم غفیر مناظرہ گاؤں میں تشریف لائے۔ آپ کی آمد پر غروہ ہائے تحمیر وغروہائے رسالت ملتے ہوئے اور اللہ اکبر اور یا رسول اللہ کے کلمہ پس غروں سے وقت و محل کو بچنے لگے۔ حضرت قبلہ ابو الیرکات صاحب تمام علماء اہلسنت و الجماعت کرسیوں پر رونق افروز ہو گئے۔

اس وقت وہابیوں کی حالت دیکھنے سے تعلق رکھتی تھی۔ تمام مبلغ پر مروتی چھائی ہوئی تھی۔ مبلغ کا کچھ حصہ پہلے ہی قبر غہ اندری کی تڑپوں چکا تھا اور جو باقی بچا تھا وہ بھی کس چہر کی حالت میں وہابیہ کی جان و مال کو رو رہا تھا۔ لیکن چارو بائی مولوی اشج کی آنکھ طرف نیچے ہوئے تھے لیکن چہروں کی رنگت اڑی ہوئی تھی منہ پر ہوا بیاں اڑ رہی تھی۔ خصوصاً ان کے مناظر مولوی شیر محمد صاحب جالندھری کی حالت تو واقعی

قابل رحم تھی۔ آپ عیب دوست کدوئی سے کڑی پر جلوه افروز تھے۔ نہ تو وہ صبح والا
ظہر افق اور شان و شوکت آپ میں موجود تھی اور نہ ہی اُن کی خوشی اور دل آویزی کی کہیں
ظہر افق تھی۔ بلکہ شہرے پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا۔ قاصد نہ یہ صبح والی نیا د
انجمن اور شاہی دواں سے بے نیاز اور چند کا کھا اور پٹا دہی انگلی سے محروم کر دی گئی تھی
آپ فرق مبارک کو ایک کدھر کی ٹولی سے زبردستی دے دیتے ہوئے پورے مہما تھا بنے بیٹھے
تھے۔ صبح کی وہ تمام عیشہ طرازیں اور ناز آفرینیاں راتِ معارفیت دے چکی تھیں۔ پتھر
گوشہ تہی لے اپنی دونوں انگلیاں تفریہ دہن سے بے چارے کی تمام ہنسی کر کر دی گئی تھی
محمد علی جالندھری کرتی کے ساتھ کرتی علاقے بیٹھا ہوا تھا اور آپ کو غلط تسلیاں دے رہا
تھا لیکن اُن کے دلِ مضطر کو کسی طرح قرار نہیں آتا تھا۔ جس وقت صبح کی شرمناک
نکست کا تصور آتا تھا تو دل پر درد سے ایک جگر عروش آہ سمجھ کر بے ساختہ پکار اُٹھتے
تھے۔

نزول برق سے جلتا ہوا ہے صند سے اُڑنا

یہی اب تو بساطِ آشیانِ معلوم ہوتی ہے

جیرہ دہانی کچھ تو پہلے ہی ہے دکانا سید احمد صاحب قبلہ کی تقریریں سن کر
محاسنِ باختم ہو چکے تھے۔ اس پر اپنے مناظر کی قابلِ رحم حالت کو دیکھ کر دہا سپا
خود بھی مار پکے تھے۔ غرضیکہ تمام صبح شہر ناموشاں کا تصور دار ہوا تھا

ادھر صدرالجلستہ دایباعت حضرت مولانا ابوالایمان مافہ محمد مظہر الدین
صاحب شہر کو دایب کے صدر سراور اُٹھائیں تو مناظرہ سے متعلق گفتگو کی جائے لیکن
صدر دایب اپنے مناظر کی حالت زار دیکھ کر تصویرِ حیرت بنا ہوا تھا۔ کافی دیر کے بعد

حضرت مولانا محمد مظہر الدین صاحب نے صدر دایب بند پکڑا دیا۔

(مولوی مظہر الدین صاحب) صدر صاحب! اے جناب صدر صاحب!

(مولوی محمد علی صاحب) چونکہ کرنا بانی حضرت کیا بات ہے کیا آپ آگئے ہیں؟

(مولوی مظہر الدین صاحب) اچھا ابھی تک آپ کو اتنا ہوش نہیں کہ ہم آگئے ہیں یا
نہیں؟ صبح کی نکست نے آپ لوگوں پر اتنا اثر کیا کہ آپ ہوش بھی کھو بیٹھے۔

(مولوی محمد علی صاحب) سٹراپن سے (میرا کیا پوچھتے ہیں میں نے تو جس وقت سے
آپ کو دیکھا ہے وہی کچھ بیٹھا ہوں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: پھر آپ نے دہی لٹالی اور سٹراپن شروع کر دیا۔ آپ
بہری بات کا جواب دیں کہ مناظرہ کرتا ہے یا نہیں؟

مولوی محمد علی: کیوں نہیں مناظرہ کیلئے تو آئے ہیں پھر مناظرہ نہ کرنے کے کیا معنی

مولوی مظہر الدین صاحب: اچھا اب آپ بتائیں کہ ظلم و سب کا مسئلہ تو صاف ہو چکا
اب آپ کس مسئلہ پر مناظرہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

مولوی محمد علی: چونکہ صبح کے وقت مولوی قیر محمد صاحب کی تقریر میں گڑباز ہو گئی تھی
اور کچھ ناظم ضائع ہو گیا تھا اور مناظرہ پورے دو گھنٹے نہیں ہو سکا تھا اس لئے اس وقت
اتفاقِ ناظم نے مسئلہ ظلم و سب پر مناظرہ کیا جائے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: مولوی صاحب! مناظرہ جیسا کہ شرکاء میں لکھا ہوا ہے
ساڑھے گیارہ بجے سے شروع ہوا اور ڈیڑھ بجے ختم ہوا۔ اس صبح سے پورے دو
گھنٹے بنے ہیں اور دو گھنٹے ہی مسئلہ ظلم و سب کیلئے ناظم مقرر ہوا تھا۔ اس لئے دو مناظرہ
تو ختم ہوا۔ ہاں اگر آپ کی خواہش ہے کہ ظلم و سب پر پھر مناظرہ کیا جائے تو ٹھیکہ ڈیڑھ

گھنٹہ یا جتنا وقت آپ مناسب سمجھیں مقرر کریں اور وہ پارہ مسئلہ علم غیب پر ہی مناظرہ کر لیا جائے کیوں اسب بھی آپ خوش ہیں یا نہیں؟

مولوی محمد علی: نہیں مولوی مظہر الدین میرا یہ مطلب نہیں کہ مسئلہ علم غیب پر پھر سے سر سے مناظرہ شروع کیا جائے بلکہ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ جو ۲۵ منٹ کا وقت ضائع ہوا ہے اس میں علم غیب پر مناظرہ کیا جائے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: نہ معلوم آپ کے کانوں کو کیا ہو گیا ہے خدا جانے نقل سماعت کی کسر ہے یا اور کوئی بیماری ہے۔ میں کتنی دفعہ کہ چکا ہوں کہ مناظرہ ساڑھے گیارہ بجے سے شروع ہو کر ڈیڑھ بجے ختم ہو گیا لیکن آپ میں رت لگا رہے ہیں کہ نہیں ۲۵ منٹ ابھی باقی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حساب کرنا نہیں جانتے۔ اگر آپ کو علم حساب سے کچھ بھی واقفیت ہوتی تو اتنی فاش غلطی نہ کرتے۔

مولوی محمد علی: نہ مولوی مظہر الدین۔ پورے دو گھنٹے مناظرہ نہیں ہوا بلکہ ۲۵ منٹ ابھی باقی رہتے ہیں اس لئے ان ۲۵ منٹوں میں علم غیب پر ہی مناظرہ کرنا چاہیے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: تو پھر ۲۵ منٹ کیا خاک مناظرہ ہوگا۔ اگر مناظرہ ہی کرنا ہے تو اس کے ساتھ کچھ اور نام ملا تو کہ کچھ حقیر، خیر بحث بھی ہو اور سامعین کے ہاتھ پتے بھی کچھ بڑے۔

(مولوی محمد علی کچھ سوچ کر) اچھا تو یوں گھنٹہ ان گھنٹوں میں اور ملا لیجئے اس طرح کل ۷۰ منٹ ہو جائیں گے۔ پہلے دس منٹ مولوی خیر محمد صاحب تقریر کریں پھر مولوی سید احمد صاحب پھر مولوی خیر محمد صاحب اسی طرح ہر دو مناظرہ دس دس منٹ تقریر کرتے جائیں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: دوسرے استاد تیری چالاکی کے کیا کہئے اتہار کی خواہش ہے کہ اس طرح گزیرا دل کر آخری تقریر مولوی خیر محمد صاحب کی کر دی جائے لیکن یہ نہیں جانتے کہ آخری تقریر مدعی کی ہوا کرتی ہے اور یہاں مدعی حضرت قبلہ سید احمد صاحب ہیں۔

مولوی محمد علی: تم نے اس طرح مانیتے ہو نہ اس طرح۔ ۲۵ منٹ کا قصور آپ کو یا وہ بھی نا منقول۔ اب یوں گھنٹہ اور زیادہ کیا تو یہ بھی منظور نہ معلوم تمہارا کیا ارادہ ہے؟

مولوی مظہر الدین صاحب: اچھا تو دس منٹ اور داخل کر کے جگہ ۷۰ منٹ ۸۰ منٹ کر دیجئے تو دس منٹ سے اتنی کون سی زیادتی ہو جائے گی۔ فرمائیے اب بھی ٹھیک ہے یا نہیں؟ مولوی محمد علی: تم نے ہماری دہائیوں باتوں کو رد کر دیا اب ہم بھی تمہاری کوئی بات نہیں مانیں گے۔

مولوی مظہر الدین: تو یوں کہیے کہ مناظرہ کرنے کا ارادہ نہیں۔ آپ لے لے کر رشیدیہ پر حاضریہ تو آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ آخری اور پہلی تقریر مدعی کی ہوتی ہے۔ (رشیدیہ ہاتھ میں اٹھا کر) یہ دیکھئے میرے پاس رشیدیہ ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوتی ہے۔ خدا جانے آپ حقیقت سے کیوں گریز کر رہے ہیں۔ مولوی محمد علی: (ایک کتاب اٹھا کر) آپ یہ نہ سمجھیں کہ آپ اپنی اس کے پاس رشیدیہ ہے اور کسی کے پاس نہیں یہ دیکھئے ہم بھی رشیدیہ لے لے کر آئے ہوتے ہیں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: بہت اچھا اب آپ اپنی انصاف سے فرمائیں کہ کیا اس میں لکھا ہو گا کہ پہلی اور آخری تقریر مدعی کی ہوا کرتی ہے۔

مولوی محمد علی: (گھٹکا پہلو بدل کر) مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جب خود ہی آپ نے کہا کہ

نہیں مانتے۔ اب آپ اہل مذاہب کی بات کو قبول نہ کیا آپ ہماری بات نہیں مانتے۔

مولوی مظہر الدین صاحب: اچھا تو آپ یوں کریں کہ تاہم ۳۰ منٹ دیکھیں پہلی دو آدھ گریں میں اس منٹ اور دوسری پہاچا چانچ منٹ کی قرائے اب بھی مقبول بات ہے یا نہیں؟

مولوی محمد علی: جی کیوں نہیں۔ آپ کی تو تمام باتیں منظور ہوتی ہیں صرف ہماری باتیں ہی نامقبول ہیں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: بعد خدا اسی طرح اصول باتوں میں وقت کو ضائع کرنا ہے یا ہم مناظرہ کرنے کا بھی ارادہ ہے۔ کتنا تاہم تم نے ان بیچارہ باتوں میں ضائع کر دیا اور کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ لوگ نہیں کیا کہتے ہو گئے۔

جب اس قسم کی باتوں میں کافی وقت ضائع ہو گیا تو تمام بیگ اکٹا گئی۔

صیب انسپکٹر صاحب پولیس نے جو مناظرے کے انتظام کے لئے آئے ہوئے تھے جب دیکھا کہ وہاں اپنی مخصوص چالوں کے ساتھ مناظرہ سے گریز کر رہے ہیں تو انہوں نے صدر دیوبندینہ مولوی محمد علی صاحب کو بلکہ دہلا کر خوب ڈانٹا کہ تم شرارتوں سے پہلک کر نکلت کر رہے ہو۔ اگر تمہارا مناظرہ کرنے کا ارادہ نہیں تو یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ مولوی محمد علی جان دھری گھسیات ہو کر واپس لوٹا اور تمام دیوبندی

دلوہوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا۔ چنانچہ تمام دیوبندیوں کے مشورے سے ۲۵ منٹ کی بجائے ۳۰ منٹ مقرر کئے اور پروگرام اس طرح مرتب کیا کہ پہلے دس منٹ مولوی خیر محمد صاحب تقریر کریں بعد ازاں دس منٹ حضرت خلیفہ امجد صاحب اور

۲۵ منٹ سے زیادہ قائم کر دو تو آپ کے کہنے پر میں نے یوں گفتہ زیادہ کر دیا۔ اب آپ پھر ٹیکوں سے سرے سے بھگڑا شروع کر رہے ہیں۔ آپ کی ان باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ مناظرہ کرنا نہیں چاہتے اگر آپ قائم زیادہ نہیں کرتا چاہے تو چلو انہیں ۲۵ منٹوں میں مناظرہ فرمائیے۔ اب بھی منظور ہے یا نہیں؟

مولوی مظہر الدین صاحب: میں آپ کی ان چالوں کو خوب سمجھتا ہوں۔ آپ کی یہ مرضی ہے کہ کسی طرح مولوی خیر محمد صاحب کو آخری تقریر میں جائے لیکن چونکہ یہ اصول مناظرہ کے خلاف ہے اس لئے ہم اس کو برگز مانتے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

(مولوی خیر محمد صاحب سے خطاب ہو کر) مولوی خیر محمد صاحب! آپ ہی انصاف سے بتائیں کہ کیا آخری تقریر میری کی نہیں ہوتی؟

مولوی محمد علی: آپ ان سے کیوں دریافت کرتے ہیں جب میں آپ کے سامنے بحیثیت مجدد کے موجود ہوں تو آپ کو کوئی حق نہیں ہے کہ کچھ کو چھوڑ کر مولوی خیر محمد صاحب سے خطاب کریں۔

مولوی مظہر الدین صاحب: میں ان سے اس لئے دریافت کر رہا ہوں کہ وہ بہ نسبت آپ کے زیادہ عالم ہیں۔ نیز ان کی طبیعت بھی انصاف پسند معلوم ہوتی ہے۔ آپ جیسے مدعی نہیں ہیں کہ صبح سے لے کر اس وقت تک کوئی بات بھی نہیں مانی۔ اسی طرح اپنی ضد پر از سے ہو گئے ہیں۔

مولوی محمد علی: میں نے کوئی بات نہیں مانی یا آپ ہماری بات نہیں مانتے۔ خیال تو کیجئے کہ پہلے ہم نے ۲۵ منٹ کیلئے کہا وہ بھی آپ نے مسترد کر دیا پھر اس پر یوں گفتہ اور زیادہ کیا وہ بھی آپ نے نامنظور کر دیا اب پھر میں نے ۲۵ منٹ کیلئے کہا۔ سے بھی آپ

بھر پانچ صنف مولوی خیر محمد اور ابدالزاں پانچ صنف قبلہ سید احمد صاحب تقریر کریں۔
چنانچہ صدر اہلسنت والجماعت نے اس بات کو منظور کر لیا اور مولوی خیر محمد نے جلسہ میں
کھڑے ہو کر تقریر شروع کی۔

جوابی تقریر پنجم (ابدل ظہر)

(مناصب: مولوی خیر محمد صاحب مناظر جماعت دوم پندرہ)

بھائیو! میں نے صبح کی تقریروں میں واضح دلائل کے ساتھ ثابت کر دیا تھا کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔ بخلاف اس کے مولوی سید احمد صاحب ادھر
اُدھر کی لمبی چوڑی باتیں کر کے اپنا وقت گزارتے رہے۔ حالانکہ میں اپنی ہر تقریر میں
مولانا صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ مولانا آپ اپنے دعوے کو ثابت کرنے کیلئے کوئی
دلیل پیش کریں لیکن انہوں نے میرے مطالبہ کی طرف التفات نہ کیا اور
الٹی دھنکیاں دے کر نہیں مرعوب کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ میں نے چھ آیتوں
اور کئی حدیثوں سے ثابت کر دیا کہ خدا کے مولا اور کوئی عالم الغیب نہیں۔ اب میں آپ
کے سامنے ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔

مفقودہ شریف میں یہ حدیث ہے کہ جناب محمد رسول اللہ ﷺ ایک دن صحابہ
کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے جوتی اتار دی۔ آپ کے اُتارنے
میں صحابہ نے بھی اپنی جوتیاں اتار دیں۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے
صحابہ سے دریافت فرمایا کہ تم نے جوتیاں کس لئے اتار دیں۔ صحابہ نے عرض کیا یا
رسول اللہ! ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے جوتیاں اتار دیں تو ہم نے بھی آپ کی

جوتی اتار دی۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو اپنی جوتیوں کی بھی خبر نہ تھی۔
ایک ایک میں ہاں۔ چنانچہ آپ کو غیب کا علم ہونا جب تک جبرائیل آکر آپ کو
نہیں دیتے۔ آپ ان ہی جوتیوں میں نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ آپ کو کتنا بھی علم
ہو کہ جوتیاں پاک ہیں یا ناپاک؟ جبرائیل آکر خبر دیتے ہیں کہ آپ کی جوتی میں
بہرہ کی بہت سی آلودگی ہے۔ دیکھئے یہ کتنی روشن اور واضح دلیل ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم نہیں تھا۔

میں نے چھ آیتیں اور کئی حدیثیں پیش کیں لیکن آپ نے ہماری انہیں دلیلوں
کو توڑ پھوسا۔ انہیں اور جن کا جواب دیا ہے ان کا نہ مرہبہ تیر۔ میں پھر آپ کو ایک
دراگتیا ہوں کہ آپ ہماری ان تمام دلیلوں کا جواب دیں۔ صبح کی طرح ادھر اُدھر کی لمبی
بولی باتوں میں وقت گزرتا ہے۔

تقریر ششم (ابدل ظہر)

(مناصب: اہل الکرامت مولانا سید احمد صاحب قبلہ مناظر اہلسنت والجماعت)

عزیزان گرامی! آپ نے دیکھا کہ فقیر نے اب تک کیکڑے آیات و
احادیث اور اقوال مفسرین و علماء مشہورین پیش کئے۔ جن سے علم ہاں و مانیکون کا نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے آقا پ۔ بنیروز سے زیادہ روشن و تاملان و درخشاں ہے لیکن
مولوی خیر محمد صاحب ہماری پیش کردہ دلائل قہر و براہین سادہ کی طرف اصلا

۱۔ رسول فرما دیا گیا ہے۔

اور آیات و اسما بہت حقیقت علم غیب میں درجہ و منزلت ہیں علم عظام یا اساطیر کہ اساطیر نام الٰہی حضور پر نور جولو کہ کائنات اور مخلوق پر مطلق ہیں۔ لہذا انظار و نقل اور انظار عظامی الثبات۔ اب آپ اپنے دلائل اور فقیر کے پیش کردہ دلائل میں تحقیق دیجئے ورنہ اب جیسے نازنیوں کو معمر کے دروازے میں آنا کئے نام۔

ترا کہ گلت کے اے باز نہیں زہرہ بھا

انفرد بر صفت مردان شیر آفتاب زن

تو خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ راضی و نادم ازلہ کو۔ آپ نے ہمدرد و شریف سے ایک حدیث پڑھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تو پانچ مبارک آہروں میں کچھ کھا کر سہا کر مرنے بھی اپنی اپنی جوتیاں آٹا دیں۔ سرد و گرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد فراغ صلوٰۃ فرمایا کہ تم نے اپنی جوتیاں کیوں آٹا دیں۔ عرض کیا کہ حضور کو کھانا حضور نے قدم مبارک سے پانچ مبارک آٹا دیں ہے۔ لہذا ہم نے بھی ایسا ہی کیا۔ فرمایا مجھے جبرئیل نے خبر دی تھی کہ ان میں نمانست ہے۔

اس حدیث سے مولوی صاحب ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور کو علم غیب ہوتا
تو کیوں نجاست آلودہ چیزوں سے نماز پڑھتے۔ سبحان اللہ!
رح۔ ”بریں عقل و دانش بیاہر گریست“

مولوی صاحب! آپ کا یہ کہنا کہ ”نجاست والی چیزوں سے نماز پڑھنی“
غلاف ادب اور آپ کی نادانی و ناگہمی پر دلیل واضح ہے۔ پاپوش مبارک میں کوئی ایسی
نجاست لگا جتنی جس سے نماز ناجائز ہو۔ اولیٰ تو حدیث شریفہ فقہ رواد ہے جس
کے حقیقی سمجھنے کے بھی ہو سکتے ہیں جیسے ٹھوک کھکار و عت تو یہ املا جس نہیں اور اگر
نجاست ہی تسلیم کر لی جائے تو قدر وہ ہم سے زائد نہ ہوگی۔ در نہ سرور عالم صلی اللہ علیہ
و سلم پاپوش مبارک کا اتار سنے پر انکشاف فرماتے بلکہ نماز ہی از سر نو پڑھتے مگر یہ کسی
حدیث سے ثابت نہیں کہ نماز کا عاودہ فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ کچھ ایسی نجاست ہی تھی
جس سے نماز درست ہوئی۔ بلکہ جبرئیل علیہ السلام کا عرض کرنا اظہار عقیدت و رفعت
شان حبیب الرحمن صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے تھا کہ کمال تکلیف و تعب حضور کے حال شریف
کے لائق ہے۔ اس سے عدم علم اس سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال ایک خام
خیال اور کردہ بالطنی و تیرہ ہالی کا اظہار ہے۔ جبرئیل امین کا عرض کرنا بلاشبہ ایسا ہے جیسے
خادم اپنے مخدوم سے عرض کرے کہ یہ لباس حضور کے شان شان نہیں۔ تو کیا
اس سے مخدوم کا لباس سے بے خبر اور جاہل ہونا ثابت ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ دیکھئے
حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارستار کمال نے انکل ایفہ اللغات
شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ”وقد رتب تلافی و ذال محمد و راصل آجیہ و عروہ و ہند و آفریقا
مطبع و ناظران نجاست سے عود کہ نماز باطل درست ناہم بلکہ چڑے سے بود مستعد کہ طبع آفرین

خوش دارد۔ والا نماز از سر تن گزشت کہ بعضے نماز ہاں گذارودہ بود۔ و غیردادن جبرئیل و
بر آوردن پاچہیت کمال تکلیف و تعبیر بود کہ لائق بحال شریف دے بود۔ لہٰذا اس حدیث
سے بھی آپ کا دعنا ثابت نہ ہوا۔ بلکہ ہمارے دعوے کی سوجہ اور عظمت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی مظاہر و ثبوت ہے۔ فائدہ لفظ ذالکہ۔ حق تعالیٰ چشم بیا عطا فرمائے
اور کردہ بالطنی سے بچائے اور آپ خیسے مدنی خفیت کو بچا کا مومن بنا کر پختہ غنی بنائے۔
مولوی صاحب! آپ کے نزدیک تو (معاذ اللہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کو نجاست آلودہ جاتی کا بھی علم نہ تھا اور عاشقان سید المرسلین علیہم السلام کی بارگاہ فرماتے
ہیں ملائکہ ہو۔ امام شرف الدین محمد بوسیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدہ شریفہ بردہ میں
ایر قاتم فرماتے ہیں:

و کلہم من رسول اللہ ملتمس عروفا من البحر و زو شفا من الدہم
یعنی جملہ انبیاء و رسل سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے علم سے ایک
چلوئے صاحب کرم سے ایک جرعد طلب کرنے والے ہیں۔ یعنی جملہ علوم و انبیاء و علم محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دریائے علم کا ایک قطرہ لازماً ہے کرم کی ایک بوند ہے۔
قصیدہ الشہد و شرح قصیدہ البردہ میں علامہ غزالی اور شافعی فرماتے ہیں:

ان جمیع الانبیاء و رسل و احد مدہم طلبوا و اخذوا العلم من علمہ علیہ
الصلوٰۃ والسلام ہدی ہو کالبحر فی السعة و الکرم من کرمہ علیہ الصلوٰۃ
و السلام الذی ہو کالدیم لانہ علیہ السلام مفيض و انہم مستفاجون لانہ
تعالیٰ یخلق البنداء و وحہ علیہ السلام و وضع علوم الانبیاء و علم
مساکن و ما یكون لہ نہم یخلقہم فانخذوا علومہم منہ علیہ السلام۔ یعنی

جملہ انبیاء کرام نے فردا فرما حضور اور علیہ السلام کے علم سے اخذ کیا۔ حضور کا علم لطافت و سعت و ماند سند کے ہے اور تمام پیغمبروں نے آپ کے جود کرم سے جود کرم طلب کیا حضور کا جود کرم ہائند بادش کے ہے تو حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وسلم مفتی علم و کرم ہیں اور جملہ انبیاء حضور کے دریا کے علم و کتاب کرم سے مستفیض۔ اس لئے کہ حق بھانہ و خیال نے جملہ حقوق سے پہلے اس سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح پاک کو پیدا فرمایا اور جملہ علوم و انبیاء و اولیاء علم و امکان و امکان روح مقدس کو عطا فرمایا اور پھر انبیاء کرام کو پیدا فرمایا۔ پس انبیاء کرام نے اس سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دریا کے علم و کتاب کرم سے استفادہ کیا۔

فقہ شریف میں امام تاجی غیاث ربہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: **خصص اللہ تعالیٰ بہ علیہ السلام الاطلاع علی جمیع مصالح الدنیا والدین ومصلح اہلہ وما کان فی الاہم وما سیکون فی امته من النفع والبقیہ وعلی جمیع فنون المعارف کما حوال القلب والفراس والعبادۃ والحساب۔** یعنی اللہ رب العزت نے اس سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جمیع مصالح دین و دنیا پر مطلع کیا اور جو کچھ اہم سائنات ہیں وہ اور جو کچھ اس امت میں تاقیامت ہوگا ہر شیخ و تفسیر و تفسیر و تفسیر کا علم عطا فرمایا۔ و جملہ فنون معارف و امتد احوال کادب اور فرائض و طرقتی عبادت اور علم حساب وغیرہ تعلیم فرمایا۔ بناء علیہ ہیں علامہ یوسفی قدس سرہ البخاری والحدیثی تفسیر ہر دو شریف میں فرماتے ہیں:

فَإِنَّ مِنْ جُلُودِ كَتِّ الدُّنْيَا وَطَرِيقِهَا
وَمِنْ عُلُومِ كَتِّ عِلْمِ الْوُجُوحِ وَالْقُلُوبِ

اسے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے دریا کے جود کرم سے دنیا و آخرت پر نور مجاہد آپ کے علوم کے اس جود کرم کا علم ہے اور لوگ قلم میں کیا ہے۔ قرآن عظیم میں ہے۔ کل شیخ و کبیر معطر اور محفوظ میں ہر چہ کوئی بڑی چیز نکالی ہوئی ہے۔ علامہ شمس المرام بخاری شرح ہر دو میں فرماتے ہیں۔ **فان قيل اذا كان علم اللوح والقلم بعض علومه صلى الله عليه وسلم فما البعض الآخر أجيب بان البعض الآخر هو ما أخبره الله تعالى عنه من احوال الاخرة لان القلم اتعاه كتب في اللوح ما هو كائن الى يوم القيمة۔** فقط۔ یعنی اگر شہ کیا جائے کہ جب علم لوح و قلم اس سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کا بعض ٹکڑا اور حضور کے علوم میں باقی کیا رہ گیا۔ تو جواب یہ ہے کہ باقی احوال آخرت ہیں جن کی اللہ جل جلالہ نے حضور مقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع فرمائی کیونکہ قلم نے لوح محفوظ میں قیامت تک کے امور کو لکھے ہیں۔

علامہ ابی القاری محل المقدرہ شرح ہر دو میں فرماتے ہیں۔ **وكون علوما مضمنا من علومه صلى الله عليه وسلم ان علومه تتنوع الى الكلليات والجزئيات وحقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلومهما يكون لغيره من بحور علمه وحرفا من مسطور علمه۔** یعنی علوم لوح و قلم کے آپ کے علوم میں سے ہونے کا بیان یہ ہے کہ اس سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم متفرق ہوتے ہیں۔ کلیات و جزئیات و حقائق و عوارف و معارف کی طرف جو ذات و صفات سے متعلق ہیں اور لوح و قلم کے علوم آپ کے علوم کے ناموں کے سندوں میں سے ایک ٹکڑا اور آپ کے علوم و سید کی طرف میں سے ایک حرف ہے۔

ہیوان اللہ کیا ایمان اٹھو اور دوا بیت سوز و محزون ہے۔ حضرات! یہ سب ملائے الجنت کا عقیدہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اسی پاک عقیدہ پر قائم رکھے اور ماسی پر دنیا سے اٹھائے اور جہاد سے مد مقابل کو بھی توفیق دے کہ وہ اپنی علم مصطفیٰ و تحقیق شان پختی صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہ جائیں۔ آمین۔

جوابی تقریر ششم

(منہاج: مولوی خیر محمد صاحب مناظر براءت دایہ بند یہ)

میرے دوستو! آپ نے میرے مد مقابل مولوی سید احمد صاحب کی تقریر سن کر مولوی صاحب نے کتنے جیسے دلائل سے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا۔ آپ نے یہی تقریریں میں دہرائی کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر قطرہ ہر ذرہ کا علم ہے لیکن دلیل پہ پھونکو کوئی بھی نہیں۔ ایک دو آیتیں اور چند حدیثیں پڑھیں اور ثابت کرنا چاہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم تھا۔ حالانکہ ان آیتوں اور حدیثوں کا ان کے دعوے کے ساتھ دور کا تعلق بھی نہیں۔ مولوی صاحب! آپ کوئی ایسی آیت اور حدیث پڑھیں جس سے یہ ثابت ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرے ذرے اور قطرے قطرے کا علم ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ تو امت تک کوئی ایسی آیت اور حدیث نہیں کر سکیں گے۔ پھر آپ ہی فرمائیں کہ آپ کا یہ دعویٰ کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر ذرہ سے اور ہر قطرے کا علم تھا کیوں تک صحیح ہو سکتا ہے۔

مولوی صاحب! آپ کی اس جوشیلی تقریر اور ان مشکل الفاظ سے کوئی شخص

یہ خیال نہیں کر سکتا کہ آپ اپنے دعوے میں سچے ہیں۔ آپ کا دعویٰ اسی صورت میں ثابت ہو سکتا ہے کہ کوئی دلیل پیش کریں۔ میں نے اپنی تقریریں میں اپنے دعوے کو ثابت کرنے کیلئے کئی آیتیں اور کئی حدیثیں پڑھیں۔ اللہ اللہ کہ تمام ارباب علم پر ظاہر ہو گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ آپ نے نہ تو اپنی طرف سے کوئی دلیل پیش کی اور نہ ہی میرے اعتراضات اور دلائل کا جواب دیا۔ اب دوسری کی فتول باتوں میں اپنے وقت کو گزار دیا۔ آپ کی اس کمزوری سے معلوم ہوا کہ آپ اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے سے قاصر ہیں۔ میں نے روز روشن کی طرح یہ حقیقت لوگوں پر ظاہر کر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہ تھا۔ چہ جائیکہ ماکون و ماکون کا علم ہوتا۔

تقریر ہفتم

(منہاج: حضرت دلائل ابراہیم کات سید احمد صاحب قلم مناظر الجنت و الجبرامت)

لَا تُخَوِّدُ الْمَلَائِكَةَ الْعَظِيمَةَ وَ تَكْبُرُ فِي كُسُوفِهَا عَظِيمِ الْكَرِيمِ
عزیزانِ امت! تقریر نے اب تک متعدد آیات و احادیث و اقوال محدثین و مفسرین پیش کئے۔ جن سے آفتابِ یاسر کی طرح روشن ہوتا ہے کہ حضور پر نور سید یوم النہر رحیب اکرم نور مجسم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم روز ازل سے روز آخر تک کے جملہ ماکون و ماکون کے بظاہر الہی عالم میں کوئی دانہ ذین کی اندھیریوں میں اور کوئی قطرہ سمندروں میں اور کوئی پتہ درختوں میں اور کوئی ذرہ پہاڑوں میں اور کوئی خطر و دلوں میں ایسا نہیں جس کا علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو گیا ہو۔ یہ سب کچھ

قرآن وحدیث وتصرفیات علماء سے ثابت کر دیا لیکن مولوی صاحب نے میرے پیش کردہ اہل کاذرود براہین اساطیر کو کوئی جواب نہیں دیا اور مولوی صاحب نے جس قدر آیات واحادیث علم طب کی نفی میں پیش کیں فقیر نے بحوالہ نقائی ہر ایک کا جواب مفصل و دلائل بحوالہ کتاب دے دیا۔ لا تُسَلِّمُہم کا میرے پاس کوئی جواب نہیں۔ الحمد للہ مسئلہ غیب تو بخوبی واضح ہو گیا اور مولوی صاحب کے اوہام و خشوک بھی باحسن وجہ ورائل کر دیئے گئے۔ اب چند عبارات ملائے تحقیق پیش کرتا ہوں جن سے آپ حضرات کو معلوم ہو جائے گا کہ قدما نے اہلسنت وجماعت کا عقیدہ بھی یہی ہے جو فقیر نے پیش کیا۔

حضرات تفسیریت پوری میں ذکر آئے کہ یسوعیسیٰ بن ماری علیہ السلام ہوا اور روحہ صلی اللہ علیہ وسلم شاہد علی جمیع الارواح والقلوب والنفوس لقولہ صلی اللہ علیہ وسلم قول ما خلق اللہہ روحی۔ یعنی یہ جو رب العزت جل مجدہ نے اپنے حبیب کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ اسے محبوب ہم تمہیں ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے یعنی نبی امم ہر م کو شاہد بنائیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی روح اور قدام جہان میں ہر ایک کی روح ہر ایک کے دل ہر ایک کے نفس کا مشاہدہ فرماتی ہے۔ لاکوئی روح کوئی ولی کوئی نفس ان کی نظر حق بین سے اوچھل نہیں اسی وجہ سے سب پر گواہ بنا کر لائے جائیں گے کہ شاہد کو مشاہدہ ضروری ہے اس لئے کہ حضور اقدس نے فرمایا ”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میری روح کریم کو پیدا کیا“۔ تو عالم میں جو کچھ ہوا سب حضور کے سامنے ہی ہوا۔ چنانچہ متعدد احادیث میں ارشاد فرمایا۔ کُنْتُ

وَأَدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْطِّينِ۔ وَكُنْتُ بَيْنَ آدَمَ لَمَّا خُلِقَ بَيْنَ يَدَيْهِ یعنی آدم علیہ السلام کا لہر بھی نہیں دیا گیا تھا کہ جس شرف نبوت سے شرف تھا حضرات! حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اصل کائنات مجمع حسنات و برکات و کمالات ہے۔ آپ کے فضائل پر دلائل طلب کرنا ہی حرام ہے۔ مگر فضیلت بدین گمراہ ہے۔ وہ کون سا فضل و شرف ہے جس کے حضور خارج نہ ہوں۔ علامہ یوسفی فرماتے ہیں:

فالسبب الی ذاته ما شئت من شرف
وانسب الی قدره ما ثبت من عظم
فان فضلی رسول اللہ لیسرہ حد
فیعروب عنه لسا طیق بسقم

یعنی ”حضور کی ذات کی طرف جس شرف و بزرگی کو چاہے بہت کر۔ حضور ہر بزرگی کے مالک ہیں اور تعالیٰ رسول قبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان کرنا جیغہ زبان سے باہر ہے۔“

کیا خوب کسی نے کہا ہے ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“۔ حضور حضور حضور کے لاڈلے بیٹوں میں ایک جیسے حضور پر نور غوث العظیمین حضرت اگو میں سید غوث الاعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیسرۃ من علی عینی لہی اللوح المحفوظ۔

حزت الہی کی قسم بے شک سب نیک و بد میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔ میری آنکھ کو جو محفوظ میں ہے اور فرماتے ہیں لولا لہجۃ الشریعۃ علی

لسانی لاخیر لکم ہما تاکلون وما تدرخون فی بیوتکم انتم ہی یدری
کذا القوا و یروا کیا مافی بیوتکم و ظواہرکم ۔ یعنی اگر میری زبان پر
شریعت کی روک نہ ہوئی تو میں تمہیں غروے دیتا جو کہ تم کھاتے اور چوبھاتے
مغروں میں اذیت و فتنہ کر سکتے ہو۔ تم میرے سامنے شہتے کی مانند ہو میں تمہارے
ظاہر و باطن سید و کدبانوں۔

اور فرماتے ہیں رضی اللہ عنہ قلبی مطلع علی اسرار الخلیقہ ناظر
الی وجہ القلوب قد صفاء الحق عن الدس و رویۃ سواہ حتی صار لوحاً
یستقبل الیہ ما فی اللوح المحفوظ و سلم اللہ ازمة امور اہل زمانہ و
صرفہ لی عطاہم و منعہم ”سیر اول اسرار غوثکات پر مطلع ہے سب اہل کرم
و کرم نہ ہے نہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہر دیت ماسوا کے سہل سے صاف کر دیا ایک ایک لون ہو
گیا جس کی طرف رہ نکل ہوتا ہے جوں جوں محفوظ میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے تمام اہل
زمانہ کے کاموں کی باگیں اتے سپرد فرمادیں اور اجازت فرمائی کہ جسے چاہیں عطا
کریں اور جسے چاہیں منع کریں۔ واللہ تعالیٰ رب العالمین۔ یہ اور اس کے مانند کثرت
کلمات قدسیہ اجلہ کاہرے کتاب مستطاب بیۃ الاسرار شریف میں اور خلاصۃ المفہر
وغیر ہائیں باسانید صحیحہ ضرورت الشہداء رضی اللہ عنہ سے روایت فرمائے اور خلاصۃ علی
تاری وغیرہ علماء نے کتب مناقب شریفہ میں ذکر کئے۔

حضور پر نور سیدنا حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ رقیات کاملہ کے بارہ
 میں فرماتے ہیں۔ اطلبعہ علی غیبہ حتی لا تبت شجرة ولا تنصر ورقة
 الا بصرہ یعنی اللہ تعالیٰ کامل کو اسے غیب میں نظر کرتا ہے۔ یہاں تک کہ کوئی چیز

میں اس وقت اور کوئی پتہ ہر انہیں ہونا مگر اس کی نظر کے سامنے۔

حضرت عزیز ان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "زمین در نظر ایں امانت ہے چوں مغزہ است" یعنی زمین اولیاء اللہ کی نظر کے سامنے مانند و سرخوان کے ہے۔ ان کی عملی کامنات اُن کے رویہ پر ہے۔ جس طرح گناہت والے کے سامنے سرخوان کی چٹہی ہیں۔

حضرت مولانا ابوالحسن علی Nadwi رحمہ اللہ نے یہ کلام نقل کر کے فرماتے ہیں: ”وَمَا يَكُونُ لَكُمْ أَنْ تُؤْمِنُوا بِمَا نَحْنُ حَتَّىٰ يَخْزِيَهُمُ الْأَعْرَابُ مِثْلًا غَائِبًا“ یہودی اور ارشاد رسول اعلیٰ قدس سرہ السلامی نے یہ حدیث اہل شریفہ میں ذکر کی ہے۔

حضرت منصف غیر مصحف طالع حق کیلئے یہی دلائل کافی و دانی ہیں اور
حاند و مصحف کیلئے تمام قرآن کریم جملہ صحاح سے بھی بڑھ کر بنایا جائے تو اس کے دل
کا کھڑکھڑانا محال ہے۔ مولوی صاحب نے مسئلہ غیب کو سپر بنالیا۔ ورنہ اصلی فرماؤ تو
ان کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی اور محمد تاجم تالوتی اور علی احمد آجیوی اور
رشید امجد گھگھوئی اور اسامیل ربوئی کے وہ اقبال کفر و منکال ہیں۔ جن پر علما نے عرب و
عجم سے کفر و ارتداد کا حکم صادر فرمایا۔ ان کو کافر و مرتد خارج از اسلام بنایا۔ ان کے ہاتھ
کا زبرد اور ہاتھ ماریا۔ ان کے ساتھ سلام کلام سبیل جہل حرام بنایا۔ ان کی امامت حرام
ان کی تعلیم و توفیر کفران کو مسلمانوں کے گورستان میں دفن کرنا منع۔ یہ سب احکام
عقوبی تمام ائمہ اربعین میں موجود ہیں۔ کل انتقام جہانی ان کے دکا بری کے عباد میں بھی
آپ کو نازل ہوا اور فیض حاصل رہی مگر مناظر و کربوں کا۔ داناو فیض اللہ الہ اللہ اعز رب العکرم۔

جلوس اہلسنت والجماعت

حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلگی آخری تقریر فرماتے ہوئے پر جلسہ برخواست ہوا اور ایمان خاں نے علمائے اہلسنت والجماعت کا ایک زہرست اور شاندار جلوس نکالا اور قصبہ تلون کے تمام گلی کوچوں میں پھرایا۔ سب سے آگے فوج دایہ ہند حضرت مولانا ابوالبرکات سید احمد صاحب قبلہ اور فخر اہلسنت والجماعت حضرت مولانا حافظ محمد مظہر الدین صاحب تھے۔ ان کے بعد تمام علمائے اہلسنت والجماعت اور اہل خانہ حضرات۔ مثنیٰ چوہدری محمد علی صاحب اور چوہدری راج محمد صاحب، میاں محمد علی صاحب اور چناب چوہدری محمد حسین صاحب قریبی فاروقی وغیرہم تھے۔ ان کے علاوہ قصبہ کے دیگر معززین بھی جلوس میں شامل تھے۔ نعت خوان حضرات حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب شمس پوری کی مندرجہ ذیل نعت پڑھ کر حاضرین سے دلوں حسین لے رہے تھے۔

نعت شریف

میں صدقے ہاں اُس سوچے دے جہاں شیر مدینے دایا کی
سودنے خداے لم یزل اَنَسَ الْفَرَّانَ بِسْمِ اللَّهِ
کے ملک بٹن دی شان نہیں جو شان محمد مرلی دی
قُلُوبِہِمْ وَفَلَاسِی اَوَّلُ اَنَسَی فَلَاسِی الرَّحْمٰنُ بِسْمِ اللَّهِ
کردست بیہوجیا رحمت تھیں اُس ارحم سب رحمتاں دے
ہیں وسعت رحمت آل ارحم ہو وَخَشِیۡتُہٗ فِیۡ رَحْمَۃِہٖ

دیکھو گور الہی دا جلوہ کدھ سوچنا بیشک حق دا ہے
چوں نور دیشل کردہ جلوہ بَخَشَّ الشَّامُ مِنْ مَلٰئِکِہِمْ
اور عہد اللہ ہے رسول اللہ مختار ہے سولا دے گھر دا
جو چشم حقیقت زرگری خُذْنَا الثَّنَاءَ فِیۡ حُجْرَہِہٖ
کیوں بھرم روئی دے ہمسایا ایں جہاں صورت دیکھیں مہمانوں
برکن زنگاہ قیوم راہو ہو ہو ہو فِیۡ وَحْدَہِہٖ
دوبارہ محمد را عالی جو کچھ ممکن سب ملدا ہے
متصور ذوق ناصر ہر لَطْفُہٗ السُّوْفِیۡ لَطْفُہٖ
کوئی راز چھپایا حق نے تمہیں سب ظاہر باطن کھول دتا
آں بحر موم خفائی فَحَبِیۡبُہٗ الْجَلِیۡمُ بِوَسْطِہِہِمْ
ہے کوڑیں رحمت رب دئی توں چہ عفت در در کھرتے

محمد حسن سید خاں فِیۡ صَلٰۃِہٖ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃِہٖ

=====

جلوس قصبہ تلون کے تمام کوچہ بازار سے ہوتا تھا تلون کے نزدیک جا کر ٹھہرا۔ یہاں مولانا حافظ محمد مظہر الدین صاحب نے اہلی انجمنی تقریر میں ایمان خاں کو ان کے شکر یہ بڑا کیا اور فرمایا کہ تمام علمائے اہلسنت والجماعت آپ کے خلوص اور محبت کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تلون کے مسلمانوں کو زیادہ آخرت میں سرور کرے اور صحیح مہاجر صاحب انگلیف دینی و آخری سے مامون رہ سکیں۔ آمین

قلعہ کھولنے سے چل کر جلوس مسجد ڈوگراں میں آیا۔ چوتھوں نماز مغرب کا وقت تھا اس لئے حضرت قبلہ ابوالبرکات سید احمد صاحب نے اس مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ بعد ازاں اعلان کیا گیا کہ آج رات کو بعد از نماز عشاء ہی مسجد (ڈوگراں) میں حضرت مولانا ابوالیمان حافظ محمد مظہر الدین صاحب حفظہ فرمائیں گے۔ اس لئے تمام حضرات بعد از نماز عشاء ہی مسجد میں تشریف لا کر حضرت مولانا ابوالیمان صاحب کے وعظ سے اپنے ایمان کو تازہ کریں۔

دعاؤں کے دلوں پر اس دن کے مناظرے سے ایسا رعب طاری ہوا کہ انجیلوں نے اس رات کسی قسم کا جلسہ کرنے کی جرأت نہ کی حالانکہ قبل ان میں بڑے زور شور سے جلسہ کیا کرتے تھے اور عالمائے اہلسنت وجماعت کو کوسا کرتے تھے۔ اس رات جلسہ کرنا تو کچھ ان کے مولویوں کا کہیں نام و نشان بھی نظر نہیں آتا تھا۔

حضرت مولانا ابوالیمان حافظ محمد مظہر الدین صاحب نے اس رات ڈوگراں میں ایک زبردست تقریر کی۔ آپ نے قصائل جی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد واپس رہنے کی تفسیر ہمارے لوگوں کو سنائی اور انہیں ان گندم نما جو فروخوں سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ قریباً ساڑھے بارہ بجے آپ نے تقریر ختم کی اور وعظے خیر کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔

دوسرے دن جبکہ علمائے اہلسنت وجماعت تلاوت قرآن کریم اور اوراد و دعاؤں سے فراغت حاصل کر چکے تھے۔ ایک آدمی امیر حبیب اللہ خاں دیوبندی کی طرف سے آیا اور حافظہ رحمت اللہ صاحب کو ایک رقمہ دیا۔ حافظہ صاحب نے وہ رقمہ بآواز بلند پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ مضمون کا خلاصہ یہ تھا کہ ”مسئلہ علم غریب پر تو مناظرہ

ہو چکا۔ اب آپ لوگوں کا کسی مسئلہ پر مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے اور اس کے لئے کتنا تاہم مناسب ہے؟“ چنانچہ حافظہ رحمت اللہ صاحب نے حضرت قبلہ ابوالبرکات صاحب کے مشورہ سے مندرجہ ذیل جواب دیے بہتر یوں کو دیا۔

لَسْتُ خَدَّةً وَ مُصَلِّحِي عَالَمِي وَ مُسَوِّدِ الْكُفْرَانِ

جناب امیر حبیب اللہ خاں صاحب!

بعد از جب واضح باد کہ آپ کا رتھہ نکاشت ۱۱ جولائی ۱۳۶۱ ہجرت ۸ بجے ہمیں ملا جس میں بقیہ مسائل پر مناظرہ کی درخواست کی گئی ہے۔ گھڑاں یہ ہے کہ اگر کل کی طرح قتالی و بدتمیزی کی فرائض اور علمی مدہق کر کے لوگوں کو اپنے اعتقاد کا نمونہ دکھانا اور اپنی بدتمیزی کا مظاہرہ کرنا مقصود ہے تو ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ رہا مسئلہ علم غیبی اور عقلیہ تعالیٰ آفتاب سے زیادہ روشن طریق پر واضح ہو گیا۔ اگر آپ شرافت اور محنت و تہذیب سے مسائل مندرجہ میں گفتگو کرنے کی آرزو رکھتے ہیں تو مندرجہ شرائط پر آج ہی مناظرہ ہو سکتا ہے۔

(۱) دس بجے سے دو بجے تک مناظرہ ہوگا۔ (۲) استدعا اور دعا اور رسول اللہ حاضر و ناظر و ناان تینوں مسائل کیلئے دو گھنٹہ کافی ہوں گے۔ (۳) بناء قریب یعنی انبیاء اولیاء و مشائخ کرام کے مزارات پر قربہانا۔ اس کے لئے آٹھ گھنٹہ کافی ہے۔

فرق دیوبندیہ کو مساجد اہلسنت وجماعت سے روکنا اور قہر مروجہ اس کے لئے آدھ گھنٹہ کافی ہے۔ (۴) عادت حفظ الایمان معتمد مولوی اشرف علی خان دیوبندی ہمارے قلم معتمد معتمد مولوی ظلیل احمد آٹھویں، معتمد مولوی رشید احمد گنگوہی، نقویہ الایمان معتمد مولوی اسماعیل دیوبندی، قادیانی رشیدیہ مولوی رشید احمد گنگوہی مصرعہ مستقیم

مصدقہ مولوی اسحاق دیلوی عبارت تحریر الیہ مصنفہ مولوی محمد قاسم نانوتوی پائی
مدرسہ دیوبند کے کفر و ضلال پر بحث ہوئی۔ مناظرہ اہلسنت ثابت کریں کہ ان عبارتوں
میں حضورؐ اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی گئی ہے اس وجہ سے اکابر دیوبند اور ان
کے حامی و فائل کا فراء خارج از اسلام ہیں اور مناظرہ فرقہ و پیوند یہ ان عبارتوں
کو مطابق عقائد اہلسنت و جماعت ثابت کریں گے اس کے لئے ایک ٹھنڈے کافی ہے۔
(۵) پہلی اور چھٹی تقریر مدعی کی ہوگی۔ مساکن مذکورہ میں مدعی مناظرہ اہلسنت ہوئے۔
(۶) پہلی تقریر ہر فریق کی چندہ چندہ پیش ہوگی۔ بعد ازاں دس منٹ۔ (۷) مناظرہ
اہلسنت و جماعت کی طرف سے حضرت شیخ الحدیث والفقیر استاد العلماء سید الحسن
نوناٹا الحاج سید ابوالبرکات سید احمد صاحب ظلم مرکزی انجمن حزب الاحناف۔ بند
لاہور ہوں گے اور مناظرہ فرقہ و پیوند کی طرف سے مولوی شیر محمد صاحب ہالندھری
ہوں گے۔ (۸) دوران تقریر میں کسی کو منافقت کا حق نہ ہوگا۔ (۹) راولی قرآن و
حدیث و فقہ و اجماع اُمت و اقوال مشائخ ہوں گے۔ (۱۰) صدر مناظرہ کا انتخاب
میدان مناظرہ میں ہوگا۔

امید ہے کہ آپ بلا تک و تک کے مندرجہ بالا شرائط کو قبول فرما کر اپنے
مناظرہ کو میدان مناظرہ میں لانے کی اطلاع دیں گے اور مزید مقدمہ بذریعہ وقت کو
ضائع نہ فرمائیں گے۔ فقط۔

الذی اشی الی الخیر: حافظ رحمت اللہ علی

کافی دیر کے بعد دیوبندیوں کا آئی آیا۔ اس کے ہاتھ میں ہمارا اہل بیت تھا ہوا
رہتا تھا۔ جس کی دوسری طرف ایک کونے پر چڑھ گیا۔

"یہ تحریر اصولاً غلط ہے۔ صرف مسائل مقررہ میں مناظرہ شروع کرنے کیلئے
اوقات کا انتخاب کیجئے۔ محمد علی صدق"

اب ناظرین! ذرا انصاف سے کام لیتے ہوئے ہماری تحریر بھی پڑھیں اور
ان کا جواب بھی ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ کیا دیوبندی صدر کی یہ بے لگائی تحریر
مناظرے سے بچانے کا بہانہ نہیں۔ ہماری تحریر میں کون سا ایسا ناگوار نقطہ تحریر کیا گیا تھا
جو ان کے قلبِ مذکورہ پر گراں گزرا۔ ان کی چھٹی تحریر میں ہمارے پاس آئیں ہمارے
علامہ نے نہایت فراموشی کے ساتھ انہیں منظرہ کیا اور جو بھی شرائط انہوں نے تحریر کیں
ان پر کسی قسم کا اعتراض نہ اٹھایا لیکن ہماری جو تحریر ان کے پاس پہنچی اس کے اندر ملین
شیخ نکال کر اسے واپس کر دیا گیا۔ ہماری اس تحریر میں کون سی اصولی غلطی ہے اور کون
سے مسائل غیر مقررہ ہم نے درج کر دیے ہیں یا یہ لوگ چراغ پاتو گئے۔

جب دیوبندیوں کی یہ تحریر حافظ رحمت اللہ صاحب نے حضرت قبلہ
ابوالبرکات صاحب کو دکھائی تو آپ نے چڑھ کر فرمایا کہ کوئی بات نہیں۔ ان کے ان
جملوں بہانوں سے ہم انہیں ہرگز بچا سکتے نہ ہیں گے۔ جہاں آگے آپ نے ان کی دینی
ناز بردار پائیں وہاں یہ بھی کھینچے اور جو وہ کہیں اسے ماننے ان کی تو عادت ہی سہی
ہوتی ہے کہ جہاں کہیں مناظرہ منعقد ہوا۔ انہوں نے اپنی شرارتیں گھڑیوں سے اس کو
خراب کرنا شروع کیا۔ اچھا خیر۔ اب مناظرہ گاہ میں تو مجلس اور دیکھیں ان کا کیا ارادہ
ہے۔ اگر وہ اسی طرح حیلے بیالے تراشیں گے تو ہم انہیں مجبور کریں گے کہ وہ یا تو
مناظرہ کریں ورنہ اپنی ٹکست لکھ دیں کہ ہم مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں۔

مناظرے کا دوسرا دن

چنانچہ ریکس ایجنسی کے سید المتعزین جامع معقول و منقول حضرت قبلہ
ابوالعزیز صاحب مداح صاحب تمام علمائے اہلسنت و جماعت مناظرہ گاہ کی طرف
روانہ ہوئے۔ مسلمانوں کا ایک عظیم الشان اجتماع راستے میں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔
آپ کو آتے دیکھ کر تمام مسلمانوں نے اللہ اکبر اور یاں ول اللہ کے دہانت حسن نعرے
لگائے اور آپ کے پیچھے لپٹیں پڑھتے ہوئے مسجد کی طرف چل دیے۔ مسجد میں بھی
کافی مسلمان جمع تھے انہوں نے بھی حضرت قبلہ ابوالعزیز صاحب کی آمد پر نعرے
لگائے۔ آج یہ نسبت کل کے زیادہ تعداد میں مسلمان آئے ہوئے تھے۔ بخلاف اس
کے دیوبندی بہت ہی قلیل تعداد میں تھے۔ کل کے مناظرے نے ان کے ایسے بچے
چھڑائے تھے کہ ان کو ہر عوام بعض مولویوں کو بھی مناظرہ گاہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی
دوسرے دن کے چھوٹے چھوٹے طالب علموں سے اپنی شیخ کو پڑ کر رکھا تھا۔ مناظرہ
اور صدر اور دو ایک مولویوں کے سوا دوسری مولوی شیخ پر نظر نہیں آتا تھا۔ جو موجود تھے
ان کی حالت بھی دگرگوں تھی۔ بے چارے منہ کھولے اپنی وحشت زدہ آنکھوں سے
اپنے مناظر اور صدر کی حالت زار کو دیکھ رہے تھے۔ مولوی خیر محمد صاحب کو خوش قسمتی
سے ایک ہائس کی بناء مل گئی تھی۔ جس کی اوٹ میں اپنے آہستہ گھرے کو چھپائے
”ہل تو آئی بلا کو ہل تو“ کا حقیقہ دہ رہے تھے۔ اگر تکمیل بدقسمتی سے
اہلسنت کے مناظر یا صدر کی نظر نہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی پریشانی ہوتی تھی اور آپ
بڑی شرمساری سے اپنی آنکھیں پٹی کر لیتے تھے۔

۔۔۔ لوجانی میں بھی باقی ہے انہیں اتنا حجاب
کوئی بیٹا ہوتا شرعاً ہے لڑھکے بیٹھے

بے چارے محمد علی کی حالت قابلِ رحم تھی۔ اس بے چارے کو کہیں اوٹ کی
جگہ نہ مل سکی تھی جہاں جا کر چھپا تا۔ تمام کہیں گے ہیں پہلے ہی سے ان کے مناظر اور
دوسرے مولویوں نے کا پڑ کر رکھی تھیں۔ بے چارہ بڑی مایوسی کی حالت میں کبھی علمائے
اہلسنت و الجماعت کو دیکھتا اور کبھی ہائس کے پردے میں چھپے ہوئے اپنے مناظر کو
دیکھتا تھا لیکن جرأت نہ ہوتی تھی کہ مناظرے کے متعلق کسی قسم کی گفتگو پھیرے۔ مولوی
محمد مظہر الدین صاحب نے جب دیکھا کہ آج تو ان بے چاروں کے منہ سے بات نکلیں
بھی دشوار معلوم ہوتی ہے سب کے چہروں پر ہوا بیاں اُڑ رہی ہیں تو انہوں نے خود ہی
سلسلہ گفتگو شروع کیا۔

مولوی مظہر الدین صاحب: جناب صدر صاحب خیر تو ہے۔ آج آپ کے چہرے کی
رنگت کیوں اُڑی جا رہی ہے۔ نصیب دشمنان۔ لہجہ کچھ ٹھیک تو نہیں۔ بتول شیعہ:
ع۔۔۔ ”یہ کیسے ہل نکھرے ہیں یہ کیوں صورت بنی غم کی“

مولوی محمد علی: (قتلاً خدا عز و جل) ”شکر ہے کہ آپ کو بھی مزاح پر ہی کا خیال آ گیا۔ ہم
میں سے بیٹھے ہوئے یہاں تہہ دار انتظار کر رہے ہیں لیکن تم ہو کر آنے کا نام نہیں لیتے۔
ہم نے سو سمجھا تھا کہ شاید آج تم مناظرہ کا نام نہیں لو گے۔“

مولوی مظہر الدین صاحب: ”آپ تو دل سے چاہتے ہوئے علمائے اہلسنت و
الجماعت مناظرہ میں نہ آئیں اور آپ کی گفتگو ملاسی ہو جائے لیکن ہم جو اپنی دور سے
بل کر رہا ہوں آئے ہیں آپ کو بغیر مناظرہ کے کب جانے دینگے۔ ہماری تو مدت سے

خواب میں تھی کہ کب آپ سے ملاقات ہو جائے۔ سو خدا خدا کر کے آج اتھار کی گھڑیاں دور ہوئیں اور ہماری تہناری ملاقات کا سبب پیدا ہوا۔ اب ہم آپ سے ملاقات کئے بغیر کیسے لوٹ سکتے ہیں۔ سنا ہے مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

مولوی محمد علی: ”یا رقم یا تمس! ہائی تو خوب جانتے ہو۔ تم کو اتنا معلوم نہیں کہ ہم مناظرہ کرنے کیلئے علی آئے ہیں۔ بغیر مناظرہ کے کس طرح چلے جائیں۔“

مولوی مظہر الدین صاحب: ”بھلا یہ قیامتیں کس کس نے جو گزیریں آپ کے پاس رواد کی تھی وہ آپ نے کیوں منظور کر دی تھی؟“

مولوی محمد علی: ”وہ تحریر جس کی ایک تھی ہم اسے نامعلوم نہ کرے تو اور کیا کرے؟“

مولوی مظہر الدین صاحب: ”وہ کون سی ایسی بات تھی جو ہم نے اس تحریر میں درج کر دی اور جو آپ کو نامعلوم ہوئی اور جس کی بناء پر وہ تحریر آپ نے واپس کر دی؟“

مولوی محمد علی: ”آپ لوگوں کو طے شدہ مسائل کا پابند رہنا چاہیے۔ ان مسائل پر کوئی مسئلہ اذکار کرنے کا آپ کو کوئی حق نہیں تھا۔ چھ سب سے طے شدہ تھے جن میں سے ایک مسئلہ پر کل مناظرہ ہو چکا تھا۔ اب باقی پانچ مسائل رہ گئے ہیں جن پر تم سے مناظرہ کرنا ہے۔ وہ آپ نے خواہ مخواہ کفریات دیں، جو کبھی ان مسائل کے ساتھ شامل کر لیا کہ آج ان پر بھی مناظرہ ہوگا۔“

مولوی مظہر الدین صاحب: ”کل پر کب آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ان مسائل پر گفتگو کرنے کے بعد کفریات دیں، مناظرہ کریں گے۔ اس لئے ہم نے اپنی تحریر میں اس مسئلہ کی بھی درج کر دیا تھا لیکن آپ نے باوجود ہماری تحریر کا منظور کر دیا۔“

مولوی محمد علی: ”ہم نے کب وعدہ کیا تھا کہ ان مسائل کے بعد کفریات دیں، مناظرہ کریں گے۔“

مناظرہ کریں گے۔ آپ خواہ مخواہ ہم پر بہتان باندھ رہے ہیں۔ ہم نے ہرگز نہیں کہا کہ کفریات دیں، مناظرہ کریں گے۔“

مولوی مظہر الدین صاحب: (حاضرین کو مخاطب کر کے) حضرات! اعلیٰ مولانا مودنی محمد علی صاحب نے یہ اقرار کیا تھا کہ ہم ان مسائل کے بعد کفریات دیں، مناظرہ کریں گے۔ لیکن آج صاف انکار کر رہے ہیں کہ میں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ میں آپ تمام حضرات سے پوچھتا ہوں کہ کل آپ کے سامنے مولوی محمد علی صاحب نے یہ اقرار نہیں کیا تھا کہ ہم ان مسائل کے بعد کفریات دیں، مناظرہ کریں گے۔“

حاضرین جلسہ: ”بے شک اے شک! اعلیٰ مولوی محمد علی نے ہمارے سامنے اقرار کیا تھا کہ ہم کفریات دیں، مناظرہ کریں گے۔“

مولوی محمد علی (جھجکا کر): ”مولوی مظہر الدین صاحب! آپ میری طرف کیوں مخاطب نہیں ہوتے۔ لوگوں سے کیوں شور مچا رہے ہیں۔ جب میں بحیثیت صدر ہونے کے آپ کے سامنے کھڑا ہوں تو آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ میرے بغیر کسی اور شخص کو مخاطب کریں۔“

مولوی مظہر الدین صاحب: ”میں نے پبلک کو اپنی جانب اس لئے متوجہ کیا تھا کہ جھوٹ اور جی معلوم ہو جائے۔ آپ چونکہ میری جھوٹ بول رہے تھے۔ اس لئے میں پبلک سے فیصلہ کرنا چاہتا تھا کہ ہم دونوں میں سے کون جھوٹا ہے؟ اب لوگوں نے فیصلہ کر دیا ہے کہ جو کچھ آپ اس وقت کہہ رہے ہیں سب جھوٹ ہے اور کل کی تحریر کے بالکل خلاف ہے۔“

مولوی محمد علی: ”آپ کیوں خواہ مخواہ اذکار ضائع کر رہے ہیں۔ جب پہلے فیصلہ ہو چکا

ہے کہ ان مسائل پر مناظرہ ہوگا تو آپ کا شرعاً ناجائز فعل ہے (شرارت سے) آپ جانتے ہیں کہ جب ایسا قبول ہو جائے تو نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ اب آپ بتنا ضرور لگائیں ہمارے نکاح نہیں ٹوٹ سکتا۔

مولوی مظہر الدین صاحب: ”لیکن مولوی صاحب! آپ یہ بھی یقیناً جانتے ہو گئے کہ جب شوہر طلاق دے دے تو نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ اب میں نے چونکہ طلاق اسے دینی ہے اس لئے آپ نکاح ٹوٹ گیا ہے لیکن آپ یہ نہ سمجھیں کہ میرے طلاق دینے سے آپ کی گلوٹلاسی ہو گئی کیونکہ میری یہ طلاق مغلطہ نہیں ہے بلکہ بائن ہے۔ میں جس وقت چاہوں عورت کے ساتھ نکاح کر سکتا ہوں۔“

مولوی مظہر الدین صاحب کا یہ دندان شکن جواب سن کر دیوبندی مولوی کی سیاہ چٹیں سرخی اٹھالیں میں ڈوب کر رہ گئی۔ اس نے اپنی پیشانی سے داغ خیانت مٹانے کی غرض سے پہلو بدل کر دوسرے طریق پر گفتگو شروع کی۔

مولوی محمد علی: ”مولوی مظہر الدین! ان باتوں کو رہنے دو آپ چونکہ مناظرے کو دیر ہو رہی ہے اس لئے اب مناظرہ شروع کرو۔“

مولوی مظہر الدین صاحب: ”مزاں ہو تو جس قدر کی باتیں تو پہلے آپ نے شروع کیں لیکن جب پتھر کا جوب پتھر سے ملا تو ٹھہرا گئے۔ آپ دل میں یہ خیال نہ کریں کہ میں حرام اور حرام سے الیا پر بازی لے جاؤں گا۔ بلکہ یہ بات یاد رکھیں کہ آپ جس قسم کی گفتگو کریں گے اس کا جواب بھی ویسا ہی دیا جائے گا۔ اگر آپ دائرہ جہد میں سے اندر رہ کر شرارت اور حقوہ کی باتیں گفتگو کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ ہی حسن سلوک روا رکھیں گے اور اگر آپ استہزاء اور طعنے شروع کریں گے تو یاد رکھیں کہ اگر باطل سے

”ہم بھی دوسری زبان رکھتے ہیں“ ایسی گفتگو میں کمی آتی ہے۔ آپ بڑی خوشی سے جس قسم کی گفتگو کرنا چاہیں کریں لیکن یاد رہے کہ قبول سودا:

سنبھل کے رکھنا قدم دشت تار میں چھوٹ

کہ اس نواح میں سودا بربت پا بھی ہے

مولوی محمد علی (شرارت سے): ”اچھا تو میں چھوٹا ہوں۔ کیوں نہ ہو آپ جو بھلی ٹھہرے۔ جوڑ تو خربلا۔ واہ میری بھئی!“

(دیوبندی صدر کی اس برقیہ بندی پر تمام پبلک کے اندر غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ خود دیوبندی پبلک بھی اپنے صدر کی اس بے حیائی پر پائی پائی ہوئی لیکن اُسے تو ابھی شرم نہ آئی۔ کسی نے سچ کہا ہے کہ ”بے حیائش و بر جو خواہی کن“ ان لوگوں کو اس وقت شرم آئی جب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں کیں۔ آپ کے علم کو (نمودِ پالہ) کہتے ہیں اسے علم کی شکل بتایا تو اب ایک عالم کے ساتھ اس قسم کی فحش کلامی کرنے سے انہیں کیا خیال ہو سکتا ہے۔ حضرت مولانا عظیم حسن صاحب محسن پوری بھی جالہ کے اندر موجود تھے۔ آپ کو دیوبندی صدر کی اس چال پہنچتی پر سخت غصہ آیا اور آپ جوش میں آ کر کھڑے ہو گئے اور تمام مجمع کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ حضرات! آپ نے دیکھا کہ اس دیوبندی مولوی نے کتنی بے شرمی اور بے حیائی اختیار کر رکھی ہے۔ منہ پر کتنی بڑی داڑھی ہے خاستہ صاف کھڑا ہے لیکن ہاں ہمداس کو اپنی ان حرکتوں پر شرم نہیں آتی۔ کیا علماء کی یہی شان ہونی چاہیے۔ جہاں فیض کھل کر رہا ہے۔ ارے اتم تو دعویٰ کرتے ہو کہ ہم عالم ہیں! انبیاء علیہم السلام کے جانشین ہیں۔ ذرا بتاؤ تو ہمیں کہ کیا انبیاء علیہم السلام کی یہی عیبت تھا جو تم کہہ رہے ہو لعنت ہے تمہاری

شکل و صورت پر اہانت ہے تیار ہی ان کو توڑیں۔ یہ تکہ صاحب کی اتنی تقریر کرنی تھی کہ تمام مجمع سے اہانت! اہانت!! کی آوازیں آنے لگیں۔ دیوبندی صدر شرمندہ ہو کر آگے پیچھے دیکھنے لگا جب دیکھا کہ یہ اعتدلی کا سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا تو گھبرا کر مولوی مظہر الدین صاحب کو پکارنے لگا۔

مولوی محمد علی: "مولوی مظہر الدین! اے مولوی مظہر الدین!! (پبلک کے شور سے آواز نہیں سنی جاتی) "دوبارہ پھر آواز دیتا ہے۔"

مولوی مظہر الدین صاحب: (مجمع کو خاموش ہونے کا اشارہ کرتے ہیں مجمع خاموش ہو جاتا ہے) "جی فرمائیے کیا ارشاد ہے؟"

مولوی محمد علی: "آپ دیکھتے ہیں کہ کتنا طوفان بے تیزی چلا ہوا ہے۔ آپ اٹھیں خاموش کیوں نہیں کر سکتے؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: "مولوی صاحب! اس ہمدردی و ہمت! آپ نہ ایسی باتیں کرنے پر شور مچاتے۔ آپ نے خود فحش کلامی شروع کی۔ مجمع برداشت نہ کرے گا اس لئے آپ کا ہونٹ لامنت کی گئی۔ اس میں میرا کیا قصور ہے؟"

مولوی محمد علی: "اب فرمائیے مناظرہ کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: "نہیں! صبح سے آپ کی خدمت میں مرض کر رہا ہوں کہ مولوی صاحب! مناظرہ کریں لیکن آپ کی مذاقی اور مشعر کے ساتھ میری باتوں کو اڑاتے اور مناظرہ سے گریز کرتے رہے۔ اب چونکہ میں آپ کی باتوں کا اعتبار نہیں رہا اس لئے آپ مناظرہ شروع ہونے سے پہلے ایک تحریر لکھ دیں کہ میں ان پانچ مسائل پر گفتگو کرنے کے بعد کفریات دیوبندی پر منظر دکھائی دے گا۔"

مولوی محمد علی: "اے مولوی مظہر الدین! آپ ایسی باتیں کر کے وقت ضائع نہ کریں۔ جو مسائل فریقین کے طے شدہ ہیں پہلے ان پر مناظرہ ہو جائے بعد میں دیکھا جائے گا۔"

مولوی مظہر الدین: "مناظرہ میں دوسرے کے اندر شروع کر دیتا ہوں لیکن آپ پہلے ہمیں تحریر لکھ دیں کہ آپ کے مذہبی و فرائد کا ہماری جماعت اختیار نہیں کرتی۔"

مولوی محمد علی: "مولوی مظہر الدین! میری بات، ان لیجے ایسی باتوں سے کوئی فائدہ نہیں آپ کا یہ مطالبہ ہم ہرگز منظور نہیں کریں گے۔"

مولوی مظہر الدین صاحب: "اچھا اگر آپ اپنے اکابر کا اسلام ثابت نہیں کر سکتے تو یہی لکھ دیجئے کہ ہم اپنے اکابر کا اسلام ثابت نہیں کر سکتے۔"

مولوی محمد علی (حاضرین جلسہ سے مخاطب ہو کر) حضرات! دیکھئے میں ان سے کتنی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ آپ مناظرہ شروع کریں لیکن یہ اصرار اور کفری غفلت باتیں کر کے وقت ضائع کر رہے ہیں۔ یہ مسائل ہمارے اور ان کے درمیان طے شدہ تھے۔ جن میں سے ایک مسئلہ پر کل مناظرہ ہو چکا ہے۔ اب باقی پانچ مسئلہ بچتے ہیں۔ اب میں ان کو صبح سے کہہ رہا ہوں کہ تم ان باقی پانچ مسائل پر مناظرہ کرو لیکن یہ نہیں مانتے اور ایک ایسے مسئلے پر جو ہمارے اور ان کے درمیان پہلے سے طے شدہ نہیں ہے۔ مناظرہ کرنے کیلئے مجبور کر رہے ہیں۔ بھلا جو مسئلہ طے شدہ نہ ہو اس پر ہم کس طرح مناظرہ کر سکتے ہیں؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: "حضرات! ایسے اکل انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ ہم ان جملہ مسائل پر مناظرہ کرنے کے بعد کفریات دیوبندی پر منظر دکھائی دے گا۔ اس لئے ہم نے آپ کی تحریر میں اُسے بھی درج کر دیا تھا لیکن انہوں نے محض اس مسئلے کی بناء پر

ہماری تحریر کو منظور کر دیا اور آپ کے سامنے صاف لگا کر رہے ہیں کہ ہم نے کلا ہر
گروہ میں کہا تھا کہ ہم کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ کریں گے۔ اب ہمیں ان لوگوں کا
انتہا دشمن رہا۔ ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ یہ ایک گروہ کیلئے دیں کہ ہم ان پانچ مسائل پر مناظرہ
کرنے کے بعد اپنے اکابر کے کفریات پر مناظرہ کریں گے لیکن یہ لوگ ہمارے اس
مطالبہ کو منظور نہیں کرتے۔ اب آپ ہی تائیں کہ ہمارا مطالبہ جائز ہے یا نہیں؟“
(ماضی پین جلسہ) ”بے شک اپنے شک!! جائز ہے لان کے اکابر کے کفریات پر ضرور
مناظرہ ہونا چاہیے۔“

جب دیوبندی صدر نے دیکھا کہ اب یہ لوگ ہمیں بھانسنے نہیں دیں گے تو
اُس نے اور چالاک کی ایسی ہی حرکت کی اگلی طرف کھڑے ہو کر تقریر شروع کر دی اور فرقہ
حدیث و سنت والجماعت کو بدعتی اور گمراہ کے خطاب سے مخاطب کر کے شروع کیا کہ ”یہ
لوگ پھر پرست اور قبر پرست اور بدعتی ہیں۔ گیارہویں دہیتے ہیں۔ قبروں پر سقے
ہاتے ہیں۔ ان کو ہر وقت اپنے بیٹ کی گمراہی ہے۔ جب انہیں ملوہ اور کچر کھانے کو
ملی جاتا ہے تو لوگوں کو گیارہویں کی توجہ دیتے ہیں اور بول اپنی حکم پری کرتے
ہیں۔“ وغیرہ وغیرہ

حضرت قلیہ ابراہیم سید احمد صاحب مہج سے ان کی چالاکیاں دیکھ رہے
تھے اور خاموش بیٹھے تھے۔ جب دیکھا کہ آج پھر کل کا معاملہ شروع ہو گیا ہے اور
دیوبندی اپنی چہرہ و قیوت سے بھانسنے کا ارادہ کر رہے ہیں تو آپ جوش میں آ کر
کھڑے ہو گئے اور مولوی خیر محمد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرت علامہ ابراہیم کا نعت سید احمد صاحب: ”مولوی خیر محمد صاحب! سامنے آئیے۔ آج

مناظرہ بلا شرط ہوگا۔ آپ کے صدر صاحب کا خط معلوم ہو گیا وہ کل کی طرح دخت
ضلع کرنا چاہتے ہیں۔ یاد رکھئے ان ترکیبوں سے آپ کا پیچھا چھوڑنا محال ہے۔ اگر
آپ میں ذرا ہر بھی ایمان ہے تو آپ کو اپنا اور اپنے اکابر کا ایمان ثابت کرنے میں
کیوں پس و پیش ہے۔ کل بھی آپ نے اپنا ایمان اور ہونا ثابت نہ کیا اور آج پھر ایمان
ثابت کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔ حضرات! آپ نے دیکھا ایمان ثابت کرنا کس
قدر دشوار معلوم ہو رہا ہے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ وہ بایہ دیوبندیہ اپنے اکابر کے
اقوال و کلام و خیال کو ہرگز اسلامی احوال ثابت نہیں کر سکتے۔ پھر حال مولوی خیر محمد صاحب!
سامنے آئیے میں آپ کی خواہش کے مطابق انہیں مسائل کو صاف لکے دیتا ہوں۔

حضرت علامہ نے ازل ایک فصیح و بلیغ خطبہ پڑھا اور بعد ازاں ارشاد فرمایا:

حضرات! ہم نے کیا قبر کو مسنون سمجھتے ہیں نہ فرض نہ واجب۔ بلکہ قبر کا انداز
سے کیا رکھا مسنون ہے۔ قبر کیجئے ہیں اس مکان کو جس میں میت لگن ہے۔ مقتضی قبر
یا تھوڑا قبر ہرگز قبر نہیں۔ اب آپ ہی خود فرمائیں کہ عبادت میں ممانعت قبر کے پتہ
کرنے کی ہے۔ پس نشان قبر یا تھوڑا قبر یا مقبہ قبر مصلحت بخند بنا دی جائے تو کوئی
مضاہک نہیں۔ نامعلوم پر قبر اور سے کوئی بھی رکھی جاتی ہے اور اوپر سے پختہ اس لئے کہ
دہیتے ہیں کہ نشان مائی رہے خصوصاً اس پر آشوب زمانہ میں کہ کبھی گویا کون حضرات
اللہ کی مرض کی طرح پھیلے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کا تو ذکر ہی ہے کہ حرمین طہین و ازارہ اللہ
تعالیٰ و تشریف میں جنت البقیع اور جنت المہین میں جس قدر صحابہ کرام و ازواج
مقبورات داخل جنت المبارک کے پختہ مزارات اور لہجے تھے سب کو شہید کر دیا۔ دیکھتے
سے ایسا معصوم ہوتا ہے گویا مل چلا دیا گیا ہے تو جب چار مقتدر ہاں ظالموں کے دست

قرآن کریم کی تلاوت کرے گا۔ آج بھی، ہمارے، وحشت و تمازت شمس سے محفوظ رہے گا اور زائر کے قبر کے قریب بیٹھ کر قرآن حکیم پڑھنے سے روح میت کو اس دوسرے درجہ ثواب حاصل ہوگا۔ ہمارے فقہاء کرام و مفسرین و عقائد و محدثین کرام نے قبور صالحین و صالحات و صالحین و صالحات پر بتائے قبہ کی اجازت فرمائی۔ فقیر روح البیان جلد اول ص ۸۷ میں ہے۔ قال الشيخ عبدالعسی النابلسی فی کشف السور عن اصحاب القبور ما خلاصة ان البدعة الحسنة المواتقة لمقصود الشرع تسمى منة فبناء للباب علی قبور العلماء و الاولیاء و الصالحاء و وضع السور و العظام و الیاب علی قبورهم امر جائز اذا كان المقصد بل لک التعظیم فی اعین العامة حتی لا یختصروا صاحب هذا القبر و کمالک البقاع القنادیل و الشمع عند قبور الاولیاء و الصالحاء من باب التعظیم و الاجلال ایضاً للاولیاء فاللغرض فیها مقصد حسن و لدر الویث و الشمع للاولیاء برفقہ عند قبورهم تعظیماً لوجود و محبة فیہم جائز ایضاً لا ینھی الیہی عند۔ غلام عبدالحق ناظمی قدس سرہ الدہلی کی عبارت منقولہ بالا کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ جو دعوت ختم مقاصد شرعیہ کے ساتھ ہو و وسعت ہے۔ بناء علی تصور علماء و اولیاء اللہ پر قدس کا بنانا جائز ہے۔ قبر پر مثلاً ایسا بھی عرض اسلام شان جائز ہے۔ قبر پر مثلاً لیرہ رکھنا بھی جائز ہے۔ غرض صاحب کدبان اور سے نظر غور میں تقسیم و تقویر اولیاء اللہ کی ظاہر کرنا مقصود ہوتا کہ عالمی تجارت سے تجار اولیاء کی بقیہ تین نہ کریں اور اس فرض سے سزا کے ارد گرد کہ ہمیں روشن کرنا موسم جانا بھی جائز ہے اور بخرش انکشاف عظمت لولیا اللہ

تعالیٰ سے نہ بچا تو ہندوستان میں ہو گئی پرمان حال ایسا نہیں۔ لاہور میں حضرت شہداء ابوالعالی رحمۃ اللہ علیہ اور میانی صاحب و غیرہ مشہور قہرستانوں کے نام لکھتے یہ حالات سنے جاتے ہیں کہ سوائے چند قبروں کے سبکی قبروں کا چند روز کے بعد نام لکھنا تکہ باقی نہیں رہتا۔ لہذا ان حالات سے دیکھتے ہوئے تنوید قہر کا چند ہونا اور قہر کے ارا گرد و بار بھلیا قرین مصلحت ہے۔ اور اس میں شرعاً کوئی حرج و گناہ نہیں۔ حدیث میں ممانعت نہیں قہر کی ہے اور وہ فقیر عرض کر چکا کہ قبر اس مکان کا نام ہے جس میں میت دفن ہے۔ لہذا قہر مستحقین کا تو چند چند بنانے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے ارد گرد چار دیواری کھینچنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جن امارت میں قہر پر قہرہ بنا کر ممانعت ہے اس میں لفظ یعنی اپنے معنی میں مستحق ہے یعنی حدیث میں ولا ینسی علیہ اور ہے اس کے معنی یہ ہے کہ ہمیں قہر پر عمارت نہ بنائی جائے۔ علی کے معنی یعنی فوق کے ہیں یعنی تین قہر پر عمارت نہ بنائی جائے۔ علی کے معنی یہاں حول و عند کے نہیں ہیں۔ لا یسول علیہ ولا یجلس علیہ میں علی اپنے معنی میں ہے یعنی ہمیں قہر پر نہ فقیر اور تین قہر پر پیشاب نہ کر۔ یہ حق ہرگز نہیں کہ قہر کے ارد گرد بھی نہ بنو لہذا احادیث میں ممانعت نہیں قہر پر عمارت بنانے کی ہے اور قہر اور حلیہ اور چار دیواری قہر کے ارد گرد بنانے میں اور مقصود اس سے نظر غور میں اولیائے کرام، علمائے عقائد کی عزت و رفعت و احترام پیدا کرنا ہے۔ اس عرض کیلئے صلحاء، علماء، اولیاء و رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی قبور سر دیوار پر قہر بنانا ہرگز ممانعت نہیں بلکہ فی زمانہ حفاظت قہر کیلئے بہترین طریقہ ہے۔ قبور چار دیواری بنانے میں بکثرت فائدہ ہے ہیں۔ لہذا زمین کو راحت پہنچی ہے۔ قہر یا چار دیواری ہوگی تو وہاں زائر بیٹھ کر

قبور کے نزدیک روغن زیتون اور غیر وہلانے کی نذر مانا بھی جائز ہے کہ یہ سب اظہار محبت و عقست کہلئے ہوئے اور قبور مسکین کی تعلیم کو غیر مقاصد شرع سے ہے۔

مولوی صاحب! قبور بنانے میں قلعہ نظر فوائد مذکور کے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ قبہ کی چار دیواری سترہ کا کام دیتی ہے۔ جس طرف چاہیں نماز یا گراہت ہو جاتی ہے۔ اگر قبور نہ ہوتو قبر کے دائیں بائیں اور قبر کو سامنے کر کے نماز پڑھنا ضرور ہے۔ عوام الناس کی بے ادبست اور غلاب گراہت سے محفوظ رہتے ہیں۔ نیز قبور پر بیٹھے بیٹھے بتائیے لگائے نول و براؤ کرنے سے بھی منع ہو جاتے ہیں۔ کوئی درندہ پرندہ نہ نہر تک قبر پر نہیں بیٹھ سکتا اور بالخصوص ہندوستان میں کفار و مشرکین بنورو یہ بدو نصاریٰ و مجوس کی نگاہ میں اولیائے کرام اور علمائے عظام کی حیثیت و جلال پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کی شوکت و ارباب سلاطین و ائمہ کی عظمت کا تذکرہ ان کے قلوب میں ہم جاتا ہے کہ یہ ہیں خدا کے تدبیر کے پرستار اور یہ ہیں نیاز مداران سید ابرار و علی آلہ و اصحابہ و صلواتہ من اللہ العالیہ و تعالیٰ معلوم ہوا کہ قبہ بنانا بے فائدہ نہیں۔ ہاں اگر بے فائدہ ہو تو منع ہے۔ اعضاء علیہ مال و اسراف ہے۔ لہذا کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

حضرت شیخ عبدالحی محمد دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں "وآخر زمان یجئ بہت اختصار فقر عوام بظاہر مصلحت و در فقیر و ترویج مشاہد و مقابر مشائخ و عظاماء یہ چیز ہا افزونہ تا آئینہ بہت و شوکت اہل اسلام و ارباب سلاطین پیدا آئے خصوصاً در بار ہند کہ اندر لے دین از دیو و کفار بسیار در ترویج و اعلائے شان میں مقابرت باعث رعب و اتقیا و ایشان است و بسا افعال و افعال و اوتسار کہ در زمان ملایک و انکرو بات ہو و در آخر زمان از مستحبات گشتہ۔"

دہلوی خیر محمد صاحب! کچھ کچھ میں آیا حضرت شیخ نے کیا فرمایا۔ اس زمانہ میں قبور کا مستحبات سے ہے۔ کیونکہ عوام کی چشم بھیرت و انہیں۔ (و عوام و خواص میں امتیاز نہیں کر سکتے کہ یہ کس کی خاک کہ عزیز زیر پا ہے۔ قبور کو پامال کر سکتے ہیں۔ لہذا خواص کی قبور کو متاثر حیثیت دینا ضروری ہوا تاکہ ان کا احترام ہاں رہے۔ اگر آپ کو اور آپ کے اکابر کو یہ بات پسند نہیں تو مرتے دم درکار کو وصیت کر جائیں کہ ہماری قبور میں پریش چلا نا اور خوب پامال کرنا اور بجائے پھول و غلاف کے اٹلے تھانا۔

اور شیخہ النبیخ انجاری میں ہے وقد اباح السلف البناء علی القبور المفضلاء و اولیاء و العلماء فیوز و الناس و یستریحون فیہ یعنی بلاشبہ سلف صالحین نے علماء و اولیاء کی قبور پر بنائے قبور چائز قرار دیا تاکہ وہ عزیزین زیارت سے بہرہ و اعزاز ہوں اور وہاں بیٹھ کر استراحت کریں۔

علامہ علی حرقا و شرح مشکوٰۃ میں علامہ قزوینی سے نقل فرماتے ہیں۔

وقد اباح السلف البناء علی قیر المشائخ و العلماء المشہورین لیسر و ہم الناس و یستریحون ہاں جلوس۔ قبور مشائخ و علماء مشاہیر پر قبہ کی بناء جائز ہے تاکہ زائرین وہاں بیٹھ کر آرام کریں۔ مولوی صاحب! اگر آپ کو حجاز بنا ما قباب کی تحقیق مطلوب ہو تو ہمارا رسالہ اثبات قبہ جات اور دیگر اہلسنت کے رسائل ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کو ان تمام احادیث و درود و بارہ جمعاعت بناء علی القبر کا مطلب سمجھ جائے گا۔

اور مزارات اولیائے کرام و علمائے عظام پر ایسی میت سے چوٹیاں کرنے کی اجازت دی لیکن مین قبر پر چڑھ کر نہ رکھا جائے۔ بلکہ قبر کے ارد گرد چاروں طرف روشن کیا

جائے۔ عین قبر پر چڑھ کر روشن کرنا منوع ہے۔ لان مسبق الفسیر حسن السمیت وفيہ من الاستخفاف بحق اخیه علامہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی بابلی قدس سرہ القدسی حقیقۃ اللہ یہ شرح طریقہ حجہ یہ کی جلد دوم ص ۳۳۹ میں فرماتے ہیں۔ قال الولد وحده اللہ تعالیٰ فی شرحہ علی شرح المیزان من مسائل المتفسرۃ اخراج الشمسوع الی القبور بدعۃ واتلاف مال کذلکی البزازیۃ وهذا کلمہ اذا خلا عن فائتۃ واما اذا کان موضع القبور مسجد او علی طریق او کان ہناک احد جالس او کان قبر ولی من الاولیاء او عالِم من المحققین تنظیم لروحہ المشرفۃ علی تراب جسدہ کاشراق الشمس علی الارض اعلا ما لئلا من الہ ولی یتبرکوا بعدوید عوا اللہ تعالیٰ عندہ فیستجاب لہم فہو امر جلیظ لا ینبع منہ والاعمال بالنیات یعنی والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حاشیہ درود فرمیں تو دینی بزاز یہ سے نقل فرمایا کہ قبروں کی طرف شرمیں کے جانا بدعت اور مال کا ضائع کرنا ہے۔ یہ سب اس صورت ہیں کہ بالکل بے فائدہ ہو اور اگر شرمیں روشن کرنے میں فائدہ ہو کہ موضع قدس میں مسجد ہے یا قبور سردار ہیں یا وہاں کوئی شخص بیٹھا ہے یا سزا رکھی ولی اللہ یا متحقق علماء سے کسی عالم کا ہے۔ وہاں شرمیں روشن کریں۔ اُن کی روح ہمارے کی تعلیم کیلئے بھاپے بدن کی خاک پر اپنی جلی ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر پڑے کہ اُس روشنی کرنے سے لوگ جانتیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار پاک ہے تو اس سے حیرت کریں اور وہاں اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا مقبول ہو تو یہ امر جائز ہے اس سے اصلاً ممانعت نہیں ہے اور اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ فطرات اس ایمان افزہ

بابت مزار شاد و ہدایت بنیاد نے مسئلہ شروع مزار کو بھی واضح کر دیا کہ اگر روشنی سے اور مقصود ہے اور اویائے کرام و علماء ذوی الاحرام کی تعلیم و توفیر ملحوظ ہے تو ہرگز مانع نہیں بلکہ شگوائے و حسن یعظم شامل اللہ فالہا من تقویٰ القلوب۔ قبور شایع کیا تو قبر و تعلیم کرنے والے کی شرفی ہونے کی علامت ہے۔

حضرات اسولوی صاحب نے طوہ کھائے کا شکوہ کیا ہے۔ مولوی صاحب یہ خدائے قدوس کا فعل و انعام ہے جس کو چاہے طوہ کھائے اور جسم قسم کی نعمتوں سے مستغنی و سرگرا فرمائے۔ آپ کا اعتراض و شکوہ ہے چاہے۔ اگر آپ کی قسمت میں طوہ نہیں تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ طوہ خود دانہ ماروئے یا نہ۔ یہ فقیر تو تین دن سے بفضلہ تعالیٰ منع اپنے رفقاء کے طوہ اور لذت یزیدہ غذا کھاتا رہا ہے۔ سرکار مدینہ کا صدقہ ہے جو مل رہا ہے اور ہمیشہ اہلسنت و جماعت کو بلکہ تمام جہان کو انھیں کے صدقہ میں رزق ملتا ہے۔ آسمان و زمین خوان ہیں اور سارا جہان مہمان اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نیز بان ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

آسمان خوان زمین خوان زمانہ مہمان

صاحب خانہ لقب کس کا ہے تیرا تیرا

لیکن وہاں یہ بے بندہ کی حالت یہ ہے:

ترا کھا نہیں تیرے غلاموں سے انہیں

ہیں منکر عجب کھائے خزانے والے

جناب مولانا! طوہ اور شیرینی می کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند تھی۔ آپ

حضور کی پسندیدہ چیز سے نفرت کرتے اور کھانے والوں پر اعتراض کرتے ہیں۔
دیکھئے مسلم شریف اور ترمذی شریف میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہے: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَةَ
فِي عَالِيَةِ الْهَضْمَةِ وَالسَّلَامُ طَوْدًا وَشَهْدًا لِيَنْدَفِرَ عَنْهُ قَتْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
شَبَّ بَرَأَتْ (شیراز) میں یعنی شعبان المعظم کی چند عورتیں شب کو تاحسین کے گناہ
بخشے جانے کی خوشی میں سلوہ جیسی لذیذ شیریں چیز پکا کر ادراج علیہ ابلاست و
بناعت کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ آپ لڑمائیے اس میں ناجائز چیز کون سی ہے؟

جہ طلوہ بھی شیراز کا نام ہے

تانا تو اس میں بخش چیز کیا ہے

روا ہے وہ خود جس کا حلوہ بنا ہے

حقیقت میں مذہبی تمہارا نذر ہے

یہ کھلی اور میوے کا عمدہ لوالا

سے اس کو جو دوسرے تقدیر والا

ہاں اگر آپ کا حلوہ سے نفرت ہے تو آپ کچھ اور کھالیا کیجئے اور اگر آپ حلوے سے جڑ
کئے ہیں تو صرف مذہب کا زور کریں۔ بدعت و حرمت کا فتویٰ نہ ٹھوکا کریں۔

حضرات امیں لے بانیہ تہائی شہوت علم شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور
جو ہونے تائب و چنچہ تو دور اور دشمنی ازاد است اوکے لئے کہ ہم اور حلوہ و شیرینی کی اجازت
پر کافی سے لاکھ لاکھ و ہزار چن چن کر دیتے۔ اب دوسری سمیت میں انشاء اللہ تعالیٰ
کفریات دیو بند یہ پیش کروں گا۔ و احوو دعونا انی الشھد للہ و ہبہ للعالمین ۔

مَا أَقْبَلَ بِنَا أُنْكُتْ أَكْتُ الشَّيْخُ الْعَلِيمُ ۔

حضرت علامہ ابوالبرکات صاحب یہ دابیت ممکن تقریر کرنے کے بعد بیٹھے
گئے اور انتظار کرنے لگے کہ اب مولوی خیر محمد صاحب کھڑے ہو کر میری باتوں کا
جواب دیں گے لیکن مولوی خیر محمد پر کھل کے مناظرے کی اس قدر ہیبت طاری تھی کہ
انہیں جرأت نہ ہوئی کہ انھہ کر تقریر کریں۔ آپ بدستور پائس کے پردے میں چھپے
بیٹھے رہے۔ مولوی محمد علی جالندہ جزی مولوی خیر محمد صاحب کے چہرے کو کھلی لگائے و کچھ
رہا تھا اور ان کے چہرے کے اناجڑ عباد کو دیکھ کر وحشت زدہ ہو رہا تھا۔ کچھ دیر
کے بعد جب اس نے معلوم کیا کہ مولوی صاحب تو آٹھنے کا لام نہیں لیتے ان کی جان
پر بنا رہی ہے۔ لہذا کچھ مدت خود ہی کرنی چاہئے ورنہ بتا بنا کھیل بگڑ جائے گا۔
چنانچہ اس نے کھڑے ہو کر تقریر کرنی شروع کی لیکن ابھی دو تین لفظ ہی منہ سے
اٹکائے تھے کہ حضرت ابوالہیاء حافظ مظہر الدین صاحب نے ٹوکا۔

مولوی مظہر الدین صاحب: "مولوی محمد علی صاحب! بے ادبی معاف پہلے آپ مجھے یہ
بتائیں کہ آپ کس حیثیت سے تقریر کر رہے ہیں؟"

مولوی محمد علی: "میں حیثیت و حیثیت کچھ نہیں جانتا میں صرف مولوی سید احمد صاحب کی
تقریر کا جواب دیتے لگا ہوں۔"

مولوی مظہر الدین صاحب: "آپ مناظرے میں؟"

مولوی محمد علی: "میں مناظرے نہیں ہوں ہمارے مناظرے مولوی خیر محمد صاحب ہیں۔"

مولوی مظہر الدین صاحب: "تو آپ کو کیا حق ہے کہ ہمارے مناظرے کی تقریر کا جواب
دیں۔ جب آپ کا مناظرہ موجود ہے تو آپ اسے کھڑا کریں تاکہ وہ ہمارے مناظرے

تقریر کا جواب دے۔ آپ ہرگز اس کی موجودگی میں تقریر نہیں کر سکتے۔ ہاں اگر وہ مناظرہ کرنے سے عاجز ہے تو یہ طعنہ دہات ہے۔ اس صورت میں آپ اُن کی عاجزی کا اعلان کر کے تقریر کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ کسی صورت میں تقریر کرنے سے باز نہیں ہیں۔

مولوی محمد علی: "مجھے پوری جماعت نے مدد ضرور کیا ہے۔ آپ نے متفرق نہیں کیا۔ میں اپنی جماعت کی رضا مندی سے تقریر کر رہا ہوں۔ اگر میری جماعت مجھے تقریر کرنے سے روک دے تو میں ابھی اپنی تقریر بند کر دیتا ہوں۔ (اسنے آدمیوں سے مخاطب ہو کر) کیوں بھائی! اس تقریر کروں یا بند کر دوں؟"

چند دلو بند ہی اچھی آواز سے "جی ہاں۔ آپ تقریر کریں۔"

مولوی مظہر الدین صاحب: "مولوی صاحب! آپ کی اس غیر امداد منہ حرکت سے جو ناک کی حرکت اڑنے لگی، تمام امداد داری آپ پر عائد ہوگی۔ میں تقریر آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ آپ مولوی خیر محمد صاحب کو تقریر کیلئے کھڑا کریں۔ میں آپ کو ہرگز تقریر نہیں کرنے دوں گا۔ (مولوی خیر محمد صاحب سے مخاطب ہو کر) مولوی خیر محمد صاحب! آپ کیوں سامنے آ کر تقریر نہیں کرتے۔ اگر آپ مناظرہ کرنے سے عاجز ہیں تو آپ اعلان کر دیں کہ میں مناظرہ نہیں کر سکتا۔ تاکہ آپ کی جماعت کی طرف سے کوئی ناراضی نہ ہو کہ مناظرہ کرے لیکن مولوی خیر محمد صاحب نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اور صدر دلو بند یہ مولوی محمد علی نے بدستور اپنی تقریر کو جاری رکھا۔"

دلو بند ہی صدر کی اس امداد کو اصرار سے تمام پکڑا۔ آگاہی۔ خود دلو بند ہی اپنے صدر کی اذیت پر بچو و جب کھانے لگے چنانچہ ان کی جماعت میں سے دو بوڑھے کھڑے

ہو گئے اور مولوی محمد علی کو مخاطب کر کے کہنے لگے:

دلوں بوڑھے۔ (دلو بند ہی جماعت میں سے) "مولوی صاحب! خدا کے واسطے اپنے اس مناظرے کو بند کریں۔ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں اس مناظرے سے ہم پر خدا کی قہر نازل ہو جائے۔ سوچ سے لے کر اس وقت تک اس خانہ خدا میں بوجھنگو آپ کر رہے ہیں کوئی شریف آدمی اپنی زبان پر بھی اسے لانا پسند نہیں کرتا۔ آپ ہمارے بزرگ ہیں ہم دو مقید رہیں خادم ہوئے کی حیثیت سے عرض کرتے ہیں کہ مہربانی فرما کر اس مناظرے کو ختم کریں۔"

مولوی محمد علی نے جب دیکھا کہ اسے تو پرے جیسے خود ہمارے آدمی اٹھ کر نہیں ڈانٹنے لگے اس نے چھٹ آن بزرگوں کو اپنے پاس بلایا اور ان کے کان میں کچھ کہا:

چنانچہ وہ دلوں بوڑھے مولوی مظہر الدین صاحب کے پاس آئے اور انہیں کہنے لگے کہ "دلو بند ہی کو مناظرہ بند کرنے والے ہیں۔ آپ بھی مناظرہ بند کر دیں۔"

مولوی مظہر الدین صاحب: "ہرگز نہیں ہم بھی مناظرہ بند نہیں کریں گے۔ ہاں اگر دلو بند ہی اس بھرے مجمع میں اپنے اکابر کے کفریات کا اقرار کر لیں تو ہم ابھی مناظرہ بند کر دیتے ہیں۔"

دلوں بوڑھے "تو دہانتا ہے تو کسی اُن کے کفریات کیا ہیں؟"

مولوی مظہر الدین صاحب: ہاں یہ بات منقول ہے ہم اُن کے کفریات انہی کی کتابوں سے پیش کیے دیتے ہیں۔ سیکرٹ مولوی محمد اسماعیل دلوئی اپنی کتاب مراد مستقیم میں لکھتا ہے کہ "زمانے کے دوسرے اپنی ملی بی کی جماعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا اسی جیسے اور بزرگوں کی طرف سے جو جواب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو کاٹ دینا

تہل اور گردے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ بڑا ہے۔ اب آپ ہی بتائیے کہ جو شخص اپنی کتاب میں یہ عبارت لکھے آپ اُس کو مسلمان کہہ سکتے ہیں؟ دونوں بولے: ”ہرگز نہیں ہم ایسے شخص کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کہتے ہیں۔“

مولوی محمد علی: کچھ تو حضرت علامہ ایواہد کات صاحب کی تقریر سے حواس ہائے ہو چکا تھا اس پر ان دونوں بڑھوں کی زانت ڈھٹ سے رہے ہوش بھی کھو بیٹھا تھا۔ جس وقت اُس نے ان بڑھوں کی بات کو فوراً بکھڑ کر بول اٹھا۔ مولوی محمد علی: ”ہم بھی ایسے شخص کو جو اپنی کتاب میں یہ عبارت لکھے کافر اور مرتد سمجھتے ہیں۔“

مولوی محمد علی کا یہ لفظ کہنا تھا کہ تمام مسلمانوں نے نعرہ ہائے بکیر بلند کر کے تمام متون کے لوگ کھڑے ہو گئے اور ابتدا و انت سے کہنے لگے کہ چونکہ یہ بڑی بڑی مولوی نے اپنے پیشرو مولوی اسماعیل دہلوی کو کافر اور مرتد تسلیم کر لیا ہے لہذا اعلیٰ اہلسنت و جماعت کی فتح ہو گئی۔ یہ سنالہ نادر عالم میں یادگار رہے گا۔ اس میں ایک اہم مسئلہ کا فیصلہ ہو گیا کہ جس کا پڑسنے پڑھنے میں بھی فیصلہ نہ ہوا تھا۔

مولوی محمد علی کہنے کو یہ لفظ کہہ گیا لیکن بعد میں بڑا اچھٹایا۔ سنا ہے کہ چند دیوبندی مولویوں نے بھی اُس کو اٹھا کر تم نے کیا غضب کر دیا۔ ہم کہتے عرصے سے اس بات پر اڑے ہوئے ہیں اور مناظرے کر رہے ہیں کہ یہ عبارت کفر یہ نہیں لیکن تم نے جھٹ کہہ دیا کہ یہ عبارت کفر والہ اکافر ہے۔

عصر کی نماز کے بعد اعلیٰ اہلسنت و جماعت کا ایک زبردست اور شاندار

جلوس ترتیب دیا گیا اور مکوں کے تمام کلمی کوچوں میں گھٹ کر لیا گیا۔ جلوس میں اعلیٰ اہلسنت و جماعت کے علاوہ مولانا و مہاتما کون کے پانچ چھ سو اشخاص نے شرکت کی۔

نعت خوان حضرات حضرت حکیم مولوی محمد حسن صاحب محکم پوری کی مدد پر ذیل نعت پڑھا کر حاضرین کو مٹھو کر رہے تھے۔

باسمہ تعالیٰ

نعت شریف

بھلاؤں عرب تمہیں اودھ سونا چھوٹے پھری پھری گری
سلطان سینان دو چہاں سونے پیر پی عالی القدر
بے شل ہے جو بننا سوئے دارے چکاں نور خدا کھ پر
تیرے رخصت ہم سے قرہو حسنہ النبیون القدر
آیا نجات میں ہو کے رسول اللہ اور کھ سے نکارا لا اللہ
در سر و خدا اللہ لا یصل لک عندہ النہر
سراج کی شب جو کچھ پایا جرم کی اب بھی حاجت نہ رہی
شد الف سرفی و جل قاتواہ ما قلت من النعم
تیرے ار کے سوا کوئی اور ہی نہیں جہاں جا کے کروں نرہ پائی
فکلفک و تبارکک یا مستوی یستحق حسنہ النہر

رات کو اہلسنت و جماعت کا ایک زبردست اور عظیم الشان جلسہ مکمل کے پاس ہوا جس میں دو تین سو آدمیوں نے شرکت کی۔ متعدد حضرات نے مختلف موضوعات پر تقریریں کی اور جلسہ پورے ایک بجے تک برپا ہوئی ختم ہوا۔

دوسرے دن مولانا الحاج ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب کوٹہ سے روانہ ہو کر شہر جالندھر تشریف لائے اور مولوی عبدالکلیل صاحب فاضل مزب الاحناف و صدر مدرس مدرسہ کریمیہ جالندھر کی قیام گاہ میں فرارکش ہوئے۔ آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر شہر کے اکثر معززین حضرات تہنم ہوئی کیلئے حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کو کوٹہ کے تمام واقعات بالتفصیل سنائے اور اس عظیم الشان فتح کی مبارکباد دی۔

اہل ایمان جالندھر کے ایماء سے بعد از نماز عشاء اور گاہ خواجہ امام ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ میں ایک زبردست جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں متعدد حضرات کی تہنم کے بعد علامہ الدہلوی مولانا علی گاہ ابو البرکات سید احمد شاہ صاحب نے ایک زبردست اور دلکش تقریر کی اور دہلیہ کے کفریات پر چڑھ کر تمام لوگوں کو سنائے اور انہیں ان حق نما و بائیس سے بچنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کی تقریر اس قدر مؤثر تھی کہ ایک دلی ہندی مولوی نے (جو گناہگار ہے کہ مولوی خیر محمد صاحب کے حلقہ احباب میں سے تھا) اپنے تمام پچھلے کفریہ عقائد سے توبہ کی اور نئے سرے سے کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہوا۔ جلسہ تقریباً ایک بجے تک دو خیر لیا اتمام پذیر ہوا۔

دوسرے دن حضرت قبلہ علامہ سید ابو البرکات صاحب مع تمام علمائے اہلسنت و جماعت کے جالندھر سے روانہ ہو کر بذریعہ ریل شہر لاہور تشریف لائے۔ فقط آخر میں دعا کرنا ہوں کہ خداوند تعالیٰ حضرت علامہ الدہلوی مولانا ابو البرکات

صاحب کو ہمارے سردار پر بدر سلامت رکھے۔ تاکہ آپ کے زیر سایہ ہدایات ربی و ربوبی سے ہم مامون رہیں اور انہیں صحیح مصائب دنیوی و اخروی سے محفوظ رکھے۔

آمین ہم آمین

ع۔ ایس دغاوارکن واز جملہ جہاں آمین بار



=====

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وہابیہ دلیو ہندیہ کے مختصر عقائد و اباطیل

حضرات! اہلسنت و جماعت ہوشیار! ہوشیار! ہوشیار! ہمارے دہلیوں اور چالاک دلیو ہندیوں کے دام تہذیب سے بچو اور اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھنے کیلئے ان کے یہ عقائد فاسدہ اور خیالات باطلہ پیش نظر رکھو جو تمہاری واقعیت کیلئے صحیح حوالوں کے ساتھ نقل کئے جاتے ہیں۔ دلیو ہندی دہلیوں کی گمراہی پر عرب و عجم کے علمائے کرام نفوی دے چکے ہیں ان کے پیچھے نہ جا کر نہیں۔ سن ان پر مسلمانوں کے احکام۔

(دیکھو حواصم الحرمین مطبوعہ مطبع اہلسنت و جماعت بریلی)

(۱) تفسیر: یعنی اپنے مذہب کو چھپانا اور مسلمانوں کو مبالغہ دینے کیلئے اپنے آپ کو نبی ظاہر کرنا۔ یہ بابیہ کے طرز عمل سے پایہ ثبوت کو بچھپاتا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ فرمائیے

(۱) وہابیہ کی کتاب التکویسات لدرج التقدیقات مطبوعہ عزیر الداعی میرٹھ جس کے صفحہ ۱۲ میں اہلسنت کو دھوکہ دینے کیلئے یہ ظاہر کیا ہے کہ عبد الوہاب بخاری تبارقی ہے باوجودیکہ وہ ابلی اس کو اچھا سمجھتے ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ یہ اعلان اول ملحدہ "محمد بن عبد الوہاب کے متفقہ یوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور وہ اب ان کا عقلی نقاد البتہ ان کے حراج میں شدت تھی۔ مگر وہ اور ان کے تفسیری ائمہ ہیں مگر وہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں ان میں فساد کیا ہے اور عقائد سب کے متفقہ ہیں، اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا ہے۔" مسلمان! خود انصاف کرو کہ وہ بھدکی اور وہابی میں کیا فرق ہے؟ جبکہ ملحق صاحب نے خود یہ فیصلہ کیا ہے جو نہایت مشہور و معروف سرگرم دہلاد پور ہند ہیں۔

(۲) التکویسات کے صفحہ ۲۳ میں مولود شریف کو جائز و مستحب لکھا ہے اور درحقیقت وہ ابلی دیوبندی اس کے منکر ہیں۔ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے۔ سوال: مولود شریف اور عرس کد جس میں کوئی بات خلاف نہ ہو جیسے شاہ عبدالغفر بن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا کرتے تھے۔ آپ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں اور شاہ صاحب واقعی مولود اور عرس کرتے تھے یا نہیں؟

الجواب: حق مجلس مولود اگرچہ اس میں کوئی امر غیر مشروع نہ ہو مگر اہتمام و تداعی اس میں بھی موجود ہے۔ لہذا اس زمانہ میں درست نہیں۔

اسی فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم صفحہ ۳۵ میں ہے:

مسئلہ: بمجلس میلاد میں جس میں روایات صحیحہ پڑھی جائیں اور لائق و مؤلف اور

روایات موضوع اور کاذب نہ ہوں شریک ہونا کیا ہے؟

جواب: ناجائز ہے۔ سبب اور وجہ کے۔

اسی جلد کے صفحہ ۱۰۰ میں ہے: "فقطہ اتفاقاً مجلس مولود پر حال ناجائز ہے۔"

جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ میں ہے:

کسی عرس اور مولود میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سماع عرس اور مولود درست نہیں۔

(۳) اسی تصبیحات کے صفحہ ۶۲ میں قیام میلاد شریف کا انکار اور اس کے قیام کو ناجائز قرار دیا ہے اور صفحہ ۶۳ میں لکھا ہے کہ چنانچہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر قیام کے تشریف لانے میں تو کچھ استہزاء نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور واقعی بات کا عقیدہ رکھنے والا برسرِ غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا۔ یہاں یہ ظاہر کر کے سنی بنے اور پردہ افشا کر حقیقت حال دیکھتے تو قیام مولود شریف کے پورے دشمن ہیں۔

ہر اچھن قاطعہ مطبوعہ سما ڈھورہ ص ۱۴۰ میں لکھتے ہیں:

"وہابی صلی یہ قیام صورت اولیٰ میں بدعت و منکر اور دوسری صورت میں حرام و فحش اور تیسری صورت میں کفر و شرک۔ چنانچہ صورت میں اطلاع ہوا کہ کبرہ ہوتا ہے۔ پس کسی وجہ سے شروع و جائز نہیں"۔ (فتاویٰ ہند ذکاء) آدیل علیہ

اسی صفحہ میں لکھا ہے:

کہ خود یہ مجلس (میلاد شریف) ہمارے زمانہ کی بدعت و منکر ہے اور شرعاً کوئی صورت جہاں اس کے کی نہیں ہو سکتی۔ آدیل علیہ

اسی صفحہ میں روح القدس کے تشریف لائے کی نسبت لکھا ہے کہ یہ عقیدہ بھی اتباعِ ہوا و کیدِ شیطان ہے۔ آدبِ مخلص

دائلِ نظر غور فرمائیں کہ دہادیہ کے عقائد کیا ہے؟ اور مطلب کے موقع پر انہیں چھپا کر اپنے آپ کو کیسا نام لکھتی تھی ظاہر کرتے ہیں۔ یہ چند مثالیں نمونہ کے طور پر پیش کی گئیں۔ اگر وہابیوں کی ایسی ایسی چالاکیاں شیخ کی جائیں تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو جائے، ہر مثال انصاف کو ان کی تفسیر دینی کا حال معلوم کرنے کیلئے اس قدر کافی ہے۔

(۲) امکانِ کذب: یعنی خدا تعالیٰ کے جھوٹ بول دینے کو (مجازاً اللہ) جائز اور ممکن سمجھنا۔

عبارت: "اگر کانِ کذب کا مسئلہ تو آپ حدیث کسی نے نہیں نکالا، بلکہ قدما میں اختلاف ہوا ہے۔ کہ غضبِ امیر آیا جائز ہے یا نہیں؟" (برائینِ قاطعہ مؤلفہ طبعی احمدیہ دہلوی ص ۱۲) اور رشیدیہ احمدیہ کوئی نے وقوعِ کذبِ باری کے قائل کو ضال اور قاصی اور کافر کہنے سے منع کیا اور وقوعِ کذب کے معنی درست ہونے کی تصریح کر دی۔ اس کا بھری فتویٰ اعلیٰ حضرت مجدد مائت حاضرہ قدس سرہ الافاق کے یہاں موجود ہے اور اس کا نوٹ دفتر مرکزی انجمن حزب الاحناف، ہند لاہور میں موجود ہے۔

(۳) خدا تعالیٰ کو بھی اولیائے کے ذریعہ شیعہ کا علم نہیں۔ البتہ چاہے تصدیق کر سکتا ہے۔ عبارت: "مساوئِ طرحِ خیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہے۔ جب چاہے کر لیجئے۔ یہ اللہ صاحبِ حق کی شان ہے کسی ولی و نبی کو جس فرشتہ کو خبرِ شہید کو امام و امام زادہ کو جھوٹ دہری کو اللہ صاحبِ نیے یہ طاقت نہیں بخشی"۔

(تقریباً لایمان ص ۳۰ مطبوعہ مطبعہ افغان روپلی)

(۴) زمان و مکان: جہت سے اللہ تعالیٰ کی عزت اور اس کی رویت کا بلا جہت و مکان اثبات (جو مسلمانوں کے اعتقادِ راست میں ہے) سب میں قابلِ بدعات و عیب ہے۔

عبارت: "عزیزِ اوقیانوی از زمان و مکان و جہت و ماہیت و ترکیبِ عقلی و بحثِ عینیت و زبانیات و جنات و نبویں و مقامات و اشاعت و رویت بلا جہت و محاذات و اثبات جوہر و افراد و احوال و بیوں و صورت و نفوس و عقول یا بالکلیں و کلام و در مسئلہ تقدیم و تاخیر و قول و عمل و عالم و امثال آں از مباحث فن کلام و الہیات و فکراسنہ ہم از قبیل بدعات و عیبت ہے است۔ اگر صاحبِ آن اعتقادات مذکورہ را از مجلس عقائد کوذیبہ می شناور۔"

(ایضاحِ احق مؤلفہ مولوی محمد اسماعیل صاحبِ دہلوی مطبوعہ فاروقی صفحہ ۳۶، ۳۷) اس پر تو دہادیہ دیوبندی نے بھی ڈانٹیں میں مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب کی خوب تحقیر و تمسخر و جھجھکیاں کی ہیں۔

(دیکھو دیوبندی مولویوں کا ایمان بالوحدہ مطبوعہ الجنت و جماعت بریلوی، جو دفتر حزب الاحناف، ہند لاہور میں دہلا ہوا ہے اور مستجاب ہو سکتا ہے)

(۵) انکارِ خلافت: بمعنی آخریت۔ یعنی حضورِ عالیہ و صلواتہ و سلامہ کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار کرنا اور آپ کریمؐ کی حقانیت و تسلط و تہذیب و تمدن کے ایک سچے معنی اپنے دل سے تمام تقابیر متقبرہ کے خلاف قرائن۔

عبارت: "عوام کے خیال میں اگر رسولِ صلعم کا خاتم ہونا یا نہ ہونا سنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پرورش ہوگا

کہ تقدیم یا تاخیر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر قاسم مدح میں "وَلَسْكَوْنُ
وَمُشَوْنُ السُّوْ وَحَدَاثَةُ النَّبِيِّينَ طَرَا" اس سورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے "دارج۔
(تقدیر اناس مطلوبہ مطبع صحیفائی ۱۳۱۹ھ صفحہ ۳ معتز مولوی محمد قاسم صاحب نالوتوی
ہائی مدرسدیوبند)

دوسری عبارت: "بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب
بھی آپ کا خاتم ہوتا تو رہتا ہے۔ (تقدیر اناس صفحہ ۱۳) اسی مضمون کی تیسری
عبارت: "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہوتا تو پھر بھی تائید
محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ چنانچہ آپ کے معاصر کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے
اسی زمین میں کوئی اور نبی تخریر کیا جائے۔

(تقدیر اناس صفحہ ۱۸ معتز محمد قاسم نالوتوی ہائی مدرسدیوبند)
(۶) حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثل و نظیر ممکن نہ تھا۔

عبارت: "انہیں قولی بامکان وجود و مثل اصلاً منجر بلکہ یہی نصی از نعوض و تکر و سلب
قرآن مجید بعد از ازال ممکن است۔"

(تکرر ذی معتز مولوی محمد اسامیل صاحب دہلوی مطبع قادی صلی ۱۳۳۱)

(۷) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی کہنا۔

عبارت: "انسان آجکے میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہے وہ بڑا بھائی ہے وہ اس
کی بڑے بھائی کی ہی تعظیم کیجئے۔" (تقریب ایمان صفحہ ۶)

"لطیفہ مولوی محمد اسامیل صاحب کا قول تو یہ ہے کہ بڑے بھائی کی ہی تعظیم کیجئے اور
صلی علیہ السلام میں اہلسنت کو وہ فالطریقہ کیلئے سرسویں سوال کے جواب میں کہتے ہیں کہ تو
اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو
چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا مذہب یہ ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے
خارج ہے۔"

اب کوئی ان صاحبوں سے حذر پاؤں گے کہ اسامیل آپ کے دائرہ اسلام سے خارج
ہیں۔ دیکھئے کیا جواب دیتے ہیں؟

دوسری عبارت: "پس اگر کسی نے بھائی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا
خلاف نص کے کہہ دیا وہ غرض کے موافق ہی کہتا ہے۔" (مراجعت قاضی صفحہ ۳)

تیسری عبارت: "اوپر انبیاء امام امام زادے پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مغرب
ہند سے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور تارے بھائی۔"

(تقریب ایمان صفحہ ۶ مطبوعہ مطبع الفتا دیوبند)

(۸) انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے محل کو امت سے کم بتانا۔

عبارت: "انبیاء امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم میں ہی ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی
رباعی اس میں بڑا اوقات نظر ہر امتی سدا ہی ہوتا ہے ہیں بلکہ بڑے بھی جاتے ہیں۔"

(تقدیر اناس ص ۸)

(۹) حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو شیطان سے کم جانا۔

عبارت: شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت کس سے ثابت ہوئی۔ تخریر عالم کی وسعت علم

کو کون سی نفس قطعی ہے۔ جس سے تمام مخصوص کور و کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

(ہدایۃ القاضی ص ۵۱)

دوسری عبارت: "اور ملک الموت سے انھل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چکا ہو یا نہ"۔

(ہدایۃ القاضی ص ۵۳)

(۱۰) حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو بچوں اور چنگول اور چوپایوں کے علم سے تشبیہ نہ کیے۔ (العینۃ باللہ نقاتی)

عبارت: "پھر یہ کیا آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جائے؟ اگر قبول نہ ہو صحیح ہو تو روزیافت طلب یہ امر ہے کہ مراد اس سے بعض غیب ہے یا کل غیب؟ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں مشہور کی کیا تخصیص ہے۔ یا با علم غیب تو زید و عمرو ہلکے ہر مری و جنوں ہلکے جمع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے۔"

(حفظ الایمان مطبوعہ مکتبۃ اسلامیہ علی قانونی صفحہ ۸۰)

(۱۱) مدرسہ دیوبند کے تعلق سے فخر عالم علیہ السلام کو اردو یونٹا آسمیا۔ (معار اللہ)

عبارت: "ایک صالح فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے تو آپ کو اردو میں حکام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگیا۔ آپ تو عربی ہیں؟ فرمایا کہ جب سے علمائے دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان آگئی۔ سبحان اللہ۔ اس سے رہنمائی مدرسہ کا معلوم ہوا۔ (ہدایۃ القاضی ص ۲۶)

(۱۲) "ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے سامنے چار سے بھی ذلیل ہے۔" (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۲)

ہم تو بڑا مخلوق انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی کو جانتے ہیں۔ اگر وہ پانیہ بھی نہیں بڑا مخلوق کہتے ہیں جب تو یہ انبیاء کی کھلی تو ہیں ہے۔ اگر انہیں بڑا مخلوق نہیں کہتے تو کس کو بڑا مانگتے ہیں؟ اس سے انبیاء و رسول سے چھوٹے ٹھہریں گے یہ بھی تو ہیں ہے۔

(۱۳) تقویۃ الایمان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت میں اختلاف میں فرما کر ہے

عبارت: "میں بھی ایک دن کریم میں ملے والا ہوں۔" (تقویۃ الایمان ص ۱۰)

(۱۴) نماز میں حضرت کی طرف خیال لے جانا ہے گنہگار بننے کے خیال میں ڈوب جانے سے کئی وجہ در ہے۔ (معار اللہ)

عبارت: "وہ صرف بہت بڑے شیخ و امثال اس از معظمین کو کہ جناب رسالت مآب باشند پچھریں مرتبہ بڑا از استغراق و ضرورت کا ذکر خواہست۔"

(صرحہ الامتہ ص ۹۵)

(۱۵) اپنے پیروں کی نسبت وہ پانیہ کی تعلیمیں۔ مولوی محمد امین صاحب دیوبند نے اپنے ہیکل کی نسبت لکھا ہے کہ ایک دن اللہ تعالیٰ نے اس کا دانا نام چھ خاص اپنے دست قدرت میں کھڑا کر دیا اور قدس سے بہت بلند اور ناز و عزیز میں اس کے سامنے پیش کیں اور فرمایا کہ تمہیں میں نے نانا دیا ہے اور بہت کچھ دیا گا۔ (دیکھو صرحہ الامتہ ص ۹۵)

مسلمانو! شفا شریف میں ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمتی ہے اس تک صدور۔ اس سے باتیں کرنے کا دعویٰ ہو و کا فر ہے۔ (کمال لک) ای یکبغر من ادعی

مِجَالَةِ اللَّهِ تَعَالَى وَالْعُرُوجِ إِلَيْهِ وَمِجَالِ مَعْنَاهُ

(۱۶) اپنے چہرہ یا استاد کو نبی یا رسول یا آن کا ثانی مانا اور اس کے غلام کو نبی یا رسول کا ثانی کہنا:

زبان پر اہل انبیا کی ہے کس اُعلیٰ بل شاید

اُنھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرشد شہداء گنگوہی ص ۲۷۲ دوسری بند سطر ۶)

قولیت اسے کہتے ہیں قبول ایسے ہوئے ہیں

مید سود کا اُن کے لقب ہے پر حق بانی

(مرشد شہداء گنگوہی ص ۲۷۲ دوسری بند سطر ۱۱)

(۱۷) اشراف علیٰ قضاوی کے ایک مرید نے اپنے خواب اور بیداری کا واقعہ ان

افعال میں لکھا ہے۔ "کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ مکہ شریف لَآ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ پڑھتا ہوں۔ لیکن حمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا

ہوں۔ اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی۔ کلمہ شریف کے

پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے۔ اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں۔

دل پر قابو نہ ہے صحیح پڑھا جائے لیکن زبان سے بے ساختہ بھائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے نام کے اشراف علیٰ قضاوی جاتا ہے۔ حالانکہ مجھ کو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح

درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے نئی کلمہ نکلتا ہے۔ اور تین بار جب یہی صورت

ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اسے

میں میری یہ حالت ہوئی کہ میں کلمہ اکرنا چاہتا ہوں کہ کلمہ وقت جاری ہوگئی۔ زمین پر گر

گیا اور بہانہ زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ اندر کوئی طاقت

باقی نہیں رہی۔ اسے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا۔ لیکن بدستور بے حس تھی اور اثر

ناطاقی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا یہی خیال تھا لیکن حالت

بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو

دل سے دور کیا جائے۔ اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جائے۔ باقی خیال بندہ

بچہ تھا اور پھر دوسری کمرہ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تذکرہ میں رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم پر درویش شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی

نَبِيِّكَ وَآلِهِ وَتَحِيَّاتِكَ وَمَوْلَانَا أَشْرَفَ عَلَیْهِ۔ حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے

اختیار ہوں مجبور ہوں۔ زبان اسے قابو میں نہیں۔ اس ردو ایسا ہی کچھ خیال رہا تو

دوسرے ردو بیداری میں وقت دہی۔ خوب رویا اور بہت سے وجوہات ہیں جو حضور

کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب: اس واقعہ میں تعلیمی قسم کی طرف تم رجوع کرتے ہو یہودیہ تھائی

تشیع مت ہے۔ ۲۴ شوال ۱۳۲۵ھ (۱۷ جولائی ۱۹۰۷ء) ۳۳۶ھ ۳۵ صفحہ ۲۵

اہل اسلام: اپنے قلوب سے توحید لیں کہ آیا کسی کا اہل ایمان کی زبان سے سوتے

جانتے کسی حال میں کلمہ شریف میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی پاک کی جگہ

کسی دوسرے کا نام بکھل سکتا ہے یا ایسا وہم بھی ہو سکتا ہے چہ جائیکہ دوسرے کی محبت

اس قدر قاصر ہو کہ بار بار کی کوششوں پر بھی زبان سے حضور کا نام نہ نکلتے اور اثر نہ

علی ہی کا نام خواب میں کیا بیداری میں لپیٹا کہ اگر لیتا چاہے تو اس روز اپنی ایک حال رہے اور حضرت کا نام لینے سے مجبور ہو جائے۔ اگر خدائے کرے کسی کی ایسی حالت ہوئی ہو تو یہ خلت تہرانی اور شیطان کا زبردست تسلط تھا۔ اگر اسی حالت میں موت آجانی تو دنیا سے بے ایمان جاتا (الغیاذ باللہ) یہ تو مرید کی حالت تھی، مگر میرا اس سے زیادہ شرابہ حالت میں ہے۔ مرید نے تو اس کو غلطی بھی خیال کیا اور اس کو دفع کرنے کی کوشش بھی کی لیکن وہ غلطی خوب تھی، بولی اور قلب میں مرادت کی ہوئی تھی۔ اس لئے وہ مجبور ہوا۔ میرا صاحب اس کو غلطی بھی نہیں قرار دیتا اور اس کے دفع و ازالہ کی ہدایت بھی نہیں فرماتے بلکہ اس پر مرید کو پختہ اور مستقل کرنے کیلئے اس حالت پر کمالیہ طبع ہو وہ اس طرح مرید کی خاطر گزریں کرے جس کو اس میں تہی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو (یعنی اشرف علی) وہ قبیح سنت ہے۔ اس سے اور دوسرے مرید دل کو جرات دلائی چلتا ہے کہ اشرف علی کے شیخ سنت ہونے کی تہی اس طرح ہوتی ہے کہ اگر شریف اور درود و شریف میں اس کا نام لیا جائے اور اس کو بھی کہا جائے۔ اب گوں مرید نہ جو جو کے شیخ سنت ہونے کی طرف سے تہی حاصل کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تعلیم ہے کہ سارے مرید اس طرح کہا کریں۔ اسی لئے اس واقعہ اور خواب کو اپنے یہاں پھپھای کر مستحضر کیا تاکہ اور مرید اس راستہ پر آئیں۔

مسلمانو! تم کھیں کھلو، بیدار ہو، ریزوئی کو پہنچ لو، اپنے ایمان کو بچاؤ، وہابیہ و یونہدیہ وغیرہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تو تو ہیں دیکھیں گے وہ بے ہیں اور کہنے آپ رسول بنا چاہتے ہیں۔ اب ان کی گمراہی اور سب دینی میں کیا کسر رہی تھی۔ صرف اتنا اور باقی ہے کہ اگر شریف میں اللہ کے نام پاک کی جگہ خواب بیداری میں اشرف علی کا نام

لیا جائے اور جواب میں کہہ دے کہ اس واقعہ میں تہی تھی کہ تم جس طرف رجوع کرتے ہو وہ دعوت تعالیٰ شیخ است ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ علیکم السلام۔

(۱۸) سیدنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی جناب میں گستاخی اور اہل بیت نبوت و رسالت کی سخت تشنیع تو ہیں۔

عبارت۔ ایک ذکر صالح کو کشف ہوا کہ اگر اشرف علی تھا تو ہی (کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا میرا (اشرف علی) کا ذہن مجھ کی طرف منتقل ہوا (کہ کس عورت اس کے ہاتھ آئے گی) اس مناسبت سے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ سے نکاح کیا تو حضور کا کن شریف پچاس سے زیادہ تھا اور حضرت عائشہ بہت کم عمر تھیں۔ وہی قصہ یہاں ہے۔ (مقول از رسالہ امداد ص ۳۵)

مسلمانو! اگر ارادہ فرمیں باسے شمار فرمیں! اس چودھویں صدی کے تکیم امت کو حضرت ام المومنین صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا پاس ادب اور عظمت و احترام

ان سرائے مستقیم ص ۱۶ میں یہ راستہ بھی بتا دیا ہے۔ عبارت۔ از بڑا آتش شدت خلق قلب است مرشد خود اعتقاد لاد باں لاحظہ کاین شخص تا دانی نفس حضرت علی علیہ السلام و است لکذا تفتیحہ منطلق عشق داناں مگر وہ پناہ دیکھ لے ازاں کہ ایں طریق فرمودہ کہ اگر حق علیا را در غیر صورت مرشد میں تہی قرار دے اور تہی مراد واقعات و کار بخت۔ یہاں تو یہ کہ ساتھ وہ خود تہی و خلق تعلیم کیا جاتا ہے کہ والا متکامل ہوں گے ساتھ راہکار و تہی اور اس کے واسطہ میں رہا ہے ہونے کو بھی لایا دیا جائے گا۔ یہاں تک نہ ہوتے پہنچے کہ اگر خدا ہی کے سوا کسی اور صورت ظاہر ہو تو اس کی طرف اقلات تہی کیا جائے مگر یہ سہرہ ہے ہی کیلئے ہیں۔ جناب رسالت آپ کے ساتھ خدمت تہی رہا ان کا قیام ان کے کہتے اور علی کے خیال میں ادب چاہی سرائے مستقیم میں بہتر بتایا ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

انہوں نے کہا کہ انہوں نے ہی صوفیہ لکھنے لکھنے لکھنے میں یہ بتایا ہے۔ یہ بتایا کہ ایک اور دوسرے

بھی نہ رہا۔ بے غیرت سے بے غیرت آدمی بھی اپنی ماں کو خواب میں دیکھ کر یہ تعبیر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ اس کی ایسی ہی سن و سال کی مرغوب سے شادی ہو جائے گی۔ اس کے آنے کو جو روٹنے سے کوئی جائیں بھی تعبیر نہ کرے گا۔ سواہی اشرف علی کی غیرت و محبت اس درجہ پر پہنچ گئی۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما کے غلام پاسے ۵۴۳ پاک پر ہماری ملاؤں کی جائیں قربان۔ اللہ شرم دے ایمان دے۔

(۱۹) تذکرۃ الرشید مصدق مظلعل احمد اٹھوئی میں حاجی امداد اللہ صاحب کے سر ایک خواب قہرنا ہے۔ جس سے وہابیہ کی باطنی حالت نظر آتی ہے۔

عبارت: ایک دن اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) نے خواب دیکھا کہ آپ کی ہمدون آپ کے مہمانوں کا کھانا پکارتی ہیں کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپ کی ہمدون سے فرمایا کہ اٹھ کر اس قابل نہیں کہ امداد اللہ کے مہمانوں کا کھانا پکائے۔ اس کے مہمان ملہ ہیں۔ (کیوں وہ ہندی) اس کے مہمانوں کا کھانا نہیں پکاؤں گا۔ (تذکرۃ الرشید جلد اول صفحہ ۳۶)

مسئلہ لیا دیکھا ہے وہابیہ کے قلوب میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کی عظمت۔ پیر کو بڑھانے اور اپنے واجب التحقیم عاقبت کرنے کیلئے کیا کیا خواب تراشے جاتے ہیں۔

(۲۰) چار مہینے جو مکہ معظمہ میں مقیم رہے ہیں۔ لا رہیب یا مرزبان ہے۔ آہٹیلے (سکین الرشاد رشید احمد گکوبی)

(۲۱) وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی مؤمن باقی نہیں رہا۔ سب بی ایمان اور کافر ہیں عبارت: پھر جیسے کچھ اللہ ایک باؤ اچھی۔ سو جان نکال لے گی جس کے دل میں دانی کے

دانہ بھرا ایمان ہوگا سورہ جائیں گے وہی لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو بھر جائیں گے باپ دادوں کے دین پر (اسی بیان میں چند سطر کے بعد لکھتے ہیں) سو پھر خدا کے فرما لے کے موافق ہوا۔ (تقریبہ ایمان صفحہ ۳۳)

(۲۲) تمام نذر و نیاز اور دشمنی کرنے والے اور انبیاء اولیاء کو اپنا صفحہ سمجھنے والے وہابیہ دوج بندہ یہ سکے نرو یکہ ابوہمیل کے برابر شریک ہیں۔

عبارت: نیکار اور دشمن مافقی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا مکمل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا (بت پرستوں کا) کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کا اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے۔ سو ابوہمیل اور وہ شریک برابر ہے۔ (تقریبہ ایمان صفحہ ۸)

(۲۳) وہابیہ کا انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے حواس کہنا اور یہ کہنا کہ بے حواس کی وجہ سے احکام الہی تو دن کی کچھ میں نہیں آتے اور خوف و دہشت کی وجہ سے دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے۔ آپس میں کھینچی کر کے امداد صدا کر لیتے ہیں تو قرآن پاک آپس کی باتیں رہیں کلام اٹھا ہوئے کا تو انکار ہو گیا۔ یہ وہابیہ کا ایمان۔

عبارت: اس کے دربار میں اُن کا یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم دیتا ہے یہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب و دہشت کے ارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں اسے امداد صدا کے کچھ نہیں کر سکتے۔ (تقریبہ ایمان صفحہ ۲۰)

(۲۴) ملانے دوج بند کی تفریح اور ملانے مکہ کی تفریح۔

عبارت: علماء دوج بند کا حال جو کچھ ہے وہ سب روشن ہے اور کچھ دوسریں۔ جس مسلمان مصلحت کا دل چاہے ہم خرم خود دیکھ لے گا ظاہر باہر اس وایت موافق شرع کے

رکھتے ہیں اور نماز کو بجماعت بخوبی ادا کرتے ہیں۔ اسر بالمعرف میں بشرط قدرت کو
 تاجی نہیں کرتے اور شکر و فتویٰ میں رعایت غنی و فقیر کی نہیں۔ حق جواب دہیتے ہیں اور جو
 ان کو کوئی مسئلہ کسی خطباء پر کرادے تو بشرط صحت کے قبول سے دریغ نہیں بسر و چشم
 معترف ہوتے ہیں۔ یہ سب اوصاف واضح ہیں جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ امتحان
 کر لے اور یہی قبولیت عند اللہ تعالیٰ کا نشان ہے اور علماء مکہ معظمہ کا حال جس نے عقل
 و علم کے ساتھ دیکھا وہ خوب جانتا ہے۔ جو نہیں گیا وہ شکات کے بیان سے مثل مشاہدہ
 کے جانتا ہے اور اکثر دہاں کے علماء کہہ سب کیونکہ اکثر وہاں متقی بھی ہیں۔ اس
 حالت میں ہیں کہ لباس ان کا خلاف شرع اسہال آستین اور چوغہ کے دامن نہیں میں
 کرتے ہیں۔ ربیش اکثر ان کی قبضہ سے کم۔ نماز میں بے احتیاطی۔ اسر بالمعرف کا
 باد صفت قدرت کے نام و نشان نہیں۔ اکثر آگوشی چھنے غیر مشروع ہاتھوں میں پہنے
 ہوئے ہیں۔ قطع مصروف شائع ہے۔ فتویٰ لومی میں کچھ دے کر جو چاہو لکھو اور اگر ان
 کے عصیان سے کوئی مطلع کروے تو مارنے کو موجود ہو جائیں اور خود شیخ العلماء نے جو
 معاملہ ہمارے شیخ الہند مولوی رحمت اللہ کے ساتھ کیا وہ کسی پر غلطی نہیں اور بخدا وہی
 رائیسی سے کچھ روپے لے کر ابو طالب کو موکن لکھ دیا۔ خلاف روایت صحاح اعدادینک
 کے۔ آہ بالظلم (براہین قاطعہ صفحہ ۱۸، ۱۹)

لوٹ، غموند کے طور پر وہ بابہ کی چند خرافات لکھی گئیں تاکہ مسلمان ان سے پرہیز کریں
 اور اپنے دین و مذہب کو محفوظ رکھیں۔ ہر ایک حوالہ صحیح ہے۔ اگر کوئی حوالہ غلط ثابت کر
 دے تو فی ظلمی سورہ پیر انعام۔